مرزا قادیانی کی کہانی

(مختصر)

حوالہ جات

مرزا کے دعوے

مرزاقادیانی

سیرت وکردار

مرزا قادیانی کب پیدا ہوا؟

ایک مرزائی پریشانی

﴿۱۴۶﴾

نمبر۱۱عبداللہ آتھم صاحب کوایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا شرطیہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔ نمبر۱۲عبداللہ آتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ نمبر۱۳ ایضاً تین ہزار ایضاً۔ نمبر۱۴ ایضاً چار ہزار ایضاً۔ نمبر۱۵ انجام آتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) نمبر۱۶ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ ۹۴ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں لاویں گے تو مر جائیں گے (مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ نمبر۱۷ اس پیشگوئی میں لیکھرام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ نمبر۱۸ گنگا بشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا) نمبر۱۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) نمبر۲۰ رائے جندر سنگھ کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) نمبر۲۱ پیشگوئی بابت مرنے لیکھرام کی۔ (تسلیم کیا گیا) نمبر۲۲ نسبت

بقیہ حاشیہ

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندالضرورت وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلد وے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سرلیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر، کمشنر اُن کے مکان پر آ کر ان کی ملاقات کرتے تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے☆ اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

﴿۱۴۶﴾ حاشیہ در حاشیہ

☆نوٹ:۔ میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند دنوں کے بعد فوت ہوگئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔ منہ

کوئی کوشش مجھ پر حملہ کرنے کی نہیں کی تھی ۳۱؍جولائی ۹۷ء کو اس نے اقبال کیا تھا۔ میں خاص اس کام کے واسطے وہاں اس روز گیا تھا اور اس کو کہا کہ سچ سچ بتلا۔ اس نے اپنے آپ کو دو چار دفعہ رلیارام بھی بتلایا بعد میں اقبال کیا۔ بغیر کسی دباؤ اس نے اقبال کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر مجھے کوئی خطرہ نہ ہووے تو بتلاتا ہوں اور پھر میرے وعدہ پر کہ تمہارا نقصان نہ ہوگا اقبال کیا تھا۔ پانچ آدمی موجود تھے۔ پریم داس۔ وارث دین۔ عبدالرحیم۔ دیال چند اور ایک اور آدمی نام یاد نہیں۔ وارث دین میرے ماتحت نہیں ہے وہ عیسائی نہیں☆ ہے۔ بیاس میں ہماری کوٹھی کے کھانے والے کمرہ میں یہ گفتگو عبدالحمید سے ہوئی تھی اور اسی وقت اس کی قلم سے اقبال لکھوایا تھا۔ اس کی قلم کا لکھا ہوا بھی کاغذ ہم نے دیا تھا اوّل ایک اور کاغذ بطور مسودہ لکھا تھا۔ پھر اس کاغذ حرف II پر نقل کیا تھا۔ جہاں تک مجھے علم ہے ہم نے یا ہمارے متعلقین نے کوئی لفظ یا حرف اس کو نہیں بتلایا تھا۔ ۴ اور ۶ بجے شام کے درمیان کا یہ واقعہ ہے ۵ بجے کے بعد ۶ بجے سے پہلے لکھا گیا تھا۔ تین کس دیگر تھے۔ ایک سب پوسٹماسٹر۔ پوسٹماسٹر و تار بابو بلائے گئے تھے اور ان کو کہا گیا تھا کہ اس نوجوان سے پوچھ لو اور انہوں نے دریافت کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ میں اپنی خوشی سے لکھتا ہوں اور یہ امر سچ ہے۔ یہ تینوں گواہ ہندو ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں کہ آریہ ہیں یا نہ۔ چونی لال کو ہم پیش کریں گے۔ ہماری کوٹھی پر تینوں

بقیہ حاشیہ

آخر اس حسرت کو ساتھ لے جائے گا۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھے۔ میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔ مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیاں میں پہنچا اور ان کو مرض زحیر میں مبتلا پایا۔ لیکن یہ امید ہرگز نہ تھی کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت ہو جائیں گے کیونکہ مرض کی شدت کم ہوگئی تھی اور وہ بڑے استقلال سے بیٹھے رہتے تھے دوسرے دن شدت دوپہر کے وقت ہم سب عزیز ان کی خدمت میں حاضر تھے کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا کہ اس وقت تم ذرہ آرام کر لو کیونکہ جون کا مہینہ تھا اور

☆ یہ بات غلط ہے بلکہ وارث دین عیسائی ہے۔

﴿۲۰۷﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۷۵		اور کہا کہ یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ یہ اس زمانہ کی خواب ہے جب کہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں۔ اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی۔ چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آ رہا ہے۔[۱]	
پیشگوئی نمبر ۷۶	۲۰/ اگست ۱۸۷۴ء	میرے والد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی وفات کا وقت جب قریب آیا اور صرف چند پہر باقی رہ گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی وفات سے بدیں الفاظ خبر دی والسماء والطارق یعنی قسم ہے آسمان کی اور اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد ظہور میں آوے گا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بعد غروب آفتاب میرے والد صاحب مرحوم نے وفات پائی۔[۲]	۲۰/ اگست ۱۸۷۴ء
پیشگوئی نمبر ۷۷	۱۸۸۰ء	ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورۂ یٰسٓ سنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے۔	۱۸۸۰ء

زندہ گواہ رویت نمبر ۷۵ و ۷۶

۱؎ ۔اس خواب کے گواہ حافظ حامد علی صاحب و دیگر ساکنان قادیان ہیں۔

۲؎ ۔اس پیشگوئی کے گواہ لالہ شرمپت و ملاوامل ہیں۔

میری نسبت جو کہیں کیں سے وہ سب پر آتا ہے ۔۔۔ چھوڑ دیں گے کیا وہ سب کو کفر کر کے اختیار

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ۔۔۔ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ وار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ۔۔۔ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

تھا برس چالیس کا مَیں اس مسافر خانہ میں ۔۔۔ جبکہ میں نے وحیِ ربّانی سے پایا افتخار

اس قدر یہ زندگی کیا افترا میں کٹ گئی ۔۔۔ پھر عجب تر یہ کہ نصرت کے ہوئے جاری بحار

ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں ۔۔۔ ہر عدو پر حجتِ حق کی پڑی ہے ذوالفقار

نعمتیں وہ دیں مرے مولیٰ نے اپنے فضل سے ۔۔۔ جن سے ہیں معنیءِ **اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ** آشکار

سایہ بھی ہو جائے ہے اوقاتِ ظلمت میں جدا ۔۔۔ پر رہا وہ ہر اندھیرے میں رفیق و غمگسار

اس قدر نصرت تو کاذب کی نہیں ہوتی کبھی ۔۔۔ گر نہیں باور نظیریں اس کی تم لاؤ دو چار

پھر اگر ناچار ہو اس سے کہ دو کوئی نظیر ۔۔۔ اُس مہیمن سے ڈرو جو بادشاہ ہر دو دار

یہ کہاں سے سن لیا تم نے کہ تم آزاد ہو ۔۔۔ کچھ نہیں تم پر عقوبت گو کرو عصیاں ہزار

نعرۂ **اِنَّا ظَلَمْنَا** سنتِ ابرار ہے ۔۔۔ زہر منہ کی مت دکھاؤ تم نہیں ہو نسلِ مار

جسم کو مَل مَل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں ۔۔۔ دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

اپنے ایماں کو ذرا پردہ اُٹھا کر دیکھنا ۔۔۔ مجھ کو کافر کہتے کہتے خود نہ ہوں از اہلِ نار

گر حیا ہو سوچ کر دیکھیں کہ یہ کیا راز ہے ۔۔۔ وہ مری ذلّت کو چاہیں پا رہا ہوں مَیں وقار

کیا بگاڑا اپنے مکروں سے ہمارا آج تک ۔۔۔ اژدہا بن بن کے آئے ہوگئے پھر سُوسَمار

اے فقیہو عالمو مجھ کو سمجھ آتا نہیں ۔۔۔ یہ نشانِ صدق پاکر پھر یہ کیں اور یہ نقار

صدق کو جب پایا اصحابِ رسول اللہ نے ۔۔۔ اُس پہ مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار

پھر عجب یہ علم۔ یہ تنقیدِ آثار و حدیث ۔۔۔ دیکھ کر سَو سَو نشاں پھر کر رہے ہو تم فرار

لیکچر لدھیانہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

نے

۴؍نومبر ۱۹۰۵ء

کو ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں دیا

تو جانوروں نے بھی پناہ مانگی ہے اور چودھویں صدی مبارک ہوگی مگر یہ کیا ہوا کہ وہ چودھویں صدی اُس پر ایک موعود امام آنے والا تھا اُس میں بجائے صادق کے کاذب آ گیا۔ اور اُس کی تائید میں ہزاروں لاکھوں نشان بھی ظاہر ہو گئے اور خدا تعالیٰ نے ہر میدان اور ہر مقابلہ میں نصرت بھی اُسی کی کی۔ ان باتوں کا ذرا سوچ کر جواب دو۔ یونہی مُنہ سے ایک بات نکال دینا آسان ہے مگر خدا کے خوف سے بات نکالنا مشکل ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مفتری اور کذّاب انسان کو اتنی لمبی مہلت نہیں دیتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جاوے۔ میری عمر ۶۷ سال کی ہے اور مری بعثت کا زمانہ ۲۳ سال سے بڑھ گیا ہے۔ اگر میں ایسا ہی مفتری اور کذّاب تھا تو اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو اتنا لمبا نہ ہونے دیتا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے آنے سے کیا فائدہ ہوا؟

یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا مَیں ادیانِ باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں۔ اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکاتِ سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی مخالفت کیلئے کیا سامان کر رہے ہیں۔ اور ان کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا۔ پس اس غرض کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ اور مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کیلئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا

امام جعفرؒ کا قول ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے کہ میں اس قدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک جنس کی شئی دوسری شئی کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔ اب اس زمانہ میں لوگوں نے صدہا حاشئے چڑھائے ہوئے ہیں شیعوں نے الگ۔ سنیوں نے الگ۔ ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ میں ایک فقرہ بتلاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارت اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اسلام میں کفر۔ بدعت۔ الحاد۔ زندقہ وغیرہ۔ اسی طرح سے آئے ہیں کہ ایک شخصِ واحد کے کلام کو اس قدر عظمت دی گئی جس قدر کہ کلام الٰہی کو دی جانی چاہیئے تھی۔ صحابہ کرامؓ اسی لیے احادیث کو قرآن شریف سے کم درجہ پر مانتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بوڑھی عورت نے اُٹھ کر کہا۔ حدیث میں یہ لکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک بڑھیا کے لیے کتاب اللہ کو ترک نہیں کرسکتا۔

اگر ایسی باتوں کو جن کے ساتھ وحی کی کوئی مدد نہیں، وہی عظمت دی جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح کی حیات کی نسبت جو اقوال ہیں اُن کو بھی صحیح مان لیا جاوے حالانکہ وہ قرآن شریف کے بالکل مخالف ہیں۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۴ صفحہ ۲ مورخہ ۲۴ ؍ جنوری ۱۹۰۴ء)

نیز (الحکم جلد ۸ نمبر ۴ صفحہ ۲ مورخہ ۳۱ ؍ جنوری ۱۹۰۴ء)

۸؍ جنوری ۱۹۰۴ء

(بعد نماز جمعہ[1])

گناہ سے بچنے کا طریق

فرمایا:۔
گلستان میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ؎

کارِ دنیا کسے تمام نہ کرد

گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لیے اس قدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا۔ اور اس قدر دُعا کرے جو حق ہے دُعا کا۔ جب تک یہ دونو اس درجہ پر نہ ہوں اس وقت تک انسان تقویٰ کا درجہ حاصل نہیں

[1] بعد نماز جمعہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جناب نواب محمد علی خاں صاحب ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے برادرِ معظم اور جناب مشیر اعلیٰ ریاست مالیر کوٹلہ (جو اپنے کسی ضروری کام کے لیے آئے تھے) ملاقات ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر یہ تقریر فرمائی۔ (مرتب)

یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۵ سال اَور بڑھانے کے واسطے دُعا کی ہے۔
(اس پر حضرت اقدس نے رؤیا سنایا جو الحکم میں درج ہو چکا ہے۔ ایڈیٹر)

مشیر اعلیٰ:۔ جناب کی عمر کیا ہوگی؟
حضرت اقدس:۔ ۶۵ یا ۶۶ سال۔

جب ایک عقیدہ پُرانا ہو جاتا ہے اور دیر سے انسان اس پر رہتا ہے تو پھر اسے اس کے چھوڑنے میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ وہ اس کے خلاف نہیں سُن سکتا بلکہ خلاف سُننے پر وہ خون تک کرنے کو تیار ہو جاتا ہے کیونکہ پُرانی عادت طبیعت کے رنگ میں ہو جاتی ہے۔ اس لیے میں جو کچھ کہتا ہوں اس کی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک جمے ہوئے خیال کو یہ لوگ چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔

مشیر اعلیٰ:۔ اصل میں یہ کام جو آپ کر رہے ہیں، ہے بھی عظیم الشان۔

حضرت اقدس:۔ یہ میرا کام نہیں ہے۔ یہ تو خلافتِ الٰہی ہے۔ جو میری مخالفت کرتا ہے وہ میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی اخلاقی اور عملی حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس فسق و فجور کی آگ سے ایک جماعت کو بچائے اور مخلص اور متقی گروہ میں شامل کرے۔

یہ انقلاب عظیم الشان جو مسلمانوں کی اس حالت میں ہونے والا ہے اگر یہ انقلاب ہوا تو سمجھ لو کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ جھوٹا ٹھہرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی روک نہیں سکتا۔

مسیح موعود جو نام رکھا ہے اور کسرِ الصلیب اس کا کام مقرر فرمایا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ عیسائیت کا زمانہ ہوگا اور عیسائیت نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہوگا۔ چنانچہ اب دیکھ لو کہ تیس لاکھ کے قریب آدمی مُرتد ہو چکے ہیں۔ اور پھر ان مرتدین میں شیخ، سید، مغل، پٹھان ہر قوم ہر طبقہ کے لوگ ہیں۔ عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔ کوئی شہر نہیں جہاں ان کی چھاؤنی نہ ہو اور انہوں نے اپنا سکہ نہ جمایا ہو۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر ایک بناوٹی اور مصنوعی خدا بنایا جاوے اور اس کی پرستش ہو۔ پھر یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور افضل الرسل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں آپ کی شانِ پاک میں ہر قسم کی گستاخیاں اور بیہودہ گوئیاں روا رکھی گئیں جن کو سُن کر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور کوئی نیک انسان اُن کو سُن ہی نہیں سکتا۔ جب ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کرسکتے تو خدا تعالیٰ کی غیرت

الا نفطار میں یوں ہے واذا البحار فجرت یعنے جب نہریں جاری کیجائینگی تو اُسوقت تم مسیح کی تلاش کرنا۔ سو یہ بات بھی روز روشن کی طرح ہویدا ہے۔ جسقدر بڑے بڑے دریا ہیں سب سے نہریں نکالی گئی ہیں اور اگر کوئی باقی ہے تو اُن سے بھی نہریں نکالنے کی تجویزیں قرار پا چکی ہیں۔

اگر کسی کو گمان ہو کہ بعض نہریں تو ایک مدت سے جاری ہیں تو پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ حال میں جو نہریں نکلی ہیں انکو مسیح کا نشان ٹھہرایا جائے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو اس قسم کی کوئی نہر ہی نہیں جو زمین کی آبپاشی اور جنگلات کے آباد کرنے کے لئے بنوائی گئی ہو۔ صرف ایک نے علی مردان خاں نے مغلیہ خاندان کے زمانہ میں نکالی تھی وہ بھی ایک خاص تفریح اور سیر گاہ کے لئے نہ کسی اور مقصد کے لئے۔ ایک نہر کا جاری ہونا کوئی نشان بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں جمع کا لفظ آیا ہے پس ہم دکھاتے ہیں کہ جسقدر نہریں بڑے بڑے دریاؤں سے نکالی گئی ہیں وہ اس مسیح موعود کی پیدائش کے بعد کھدوائی گئی ہیں۔

حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت سکھوں کے آخری وقت یعنی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے اور جسقدر بڑی نہریں ہیں جو کئی لاکھ مربع اراضی کو سیراب کر رہی ہیں وہ سب کی سب اُن کے زمانہ تولد کے مابعد وقوع میں آئیں چنانچہ سب سے پہلی نہر جو آبپاشی کے لئے نکالی گئی وہ نہر گنگا ہے جو ۸۔ اپریل ۱۸۵۴ء کو کھولی گئی تھی۔ پھر اس کے بعد جمنا کی نہر جاری کیگئی۔ اُسکے بعد روہیلکھنڈ کی نہریں۔ پھر انہار ڈونہ۔ پھر آگرہ کی نہریں۔ پھر جھیر پور اور جھانسی کی نہریں۔ پھر ملتان کی نہریں۔ پھر ۱۱۔ اپریل ۱۸۵۹ء کو دوابہ باری کی نہر نکالی گئی۔ پھر ۲۲ مئی ۱۸۵۹ء کو سندھ کی نہر جاری کیگئی۔ پھر مدراس میں کچھ انہار نکالی گئیں۔ پھر ۱۸۶۲ء سے علاقہ بمبئی میں نہروں کے کارخانہ کھولے گئے اور سب سے اخیر پنجاب میں اُنیسویں صدی کے اخیر حصہ میں قریباً تمام دریاؤں کی نہریں تجویز کیگئیں۔ اکثر جاری ہو چکی ہیں اور صرف ایک دریا کی نہر باقی ہے جو عنقریب شروع ہونیوالی ہے۔ دیکھو انسائیکلو پیڈیا مصنفہ بالفور صاحب جلد اول۔

اس تمام بیان سے واضح ہے کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی کیسی صریح طور سے پوری ہوئی اور یہ کیسا بڑا نشان ہے ورنہ کسی کے وہم و گمان میں بھی آسکتا تھا کہ تمام بڑے بڑے دریاؤں کو چیر کر اُن کے پانیوں کو بڑے بڑے جنگلوں میں لیجاکر آباد کر دیا جاویگا۔ یہ علامت بھی عین اُنہی کے زمانہ حیات میں حرفاً حرفاً پوری ہوئی۔

در زمان برکت نشان بعون خالق کون و مکان

کتاب مستطاب

مسمی بہ

عسل مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحت تمام کیا گیا ہے

از تالیف

ابو العطا مرزا خدا بخش احمدی قادیانی یکے از کمترین خادمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مطابق غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ھ

در مطبع اسلامیہ واقع لاہور طبع گردید

مرزائی تحریف کا ایک نمونہ

جو طرح طرح کی معاصی اور گناہوں میں اسیر ہوں اپنے پاک انفاس کی برکت سے انہیں ہادی دیں۔ سو یہ بات بھی کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اول تو کوئی اولیاء نظر ہی نہیں آتے اور اگر کچھ ہیں بھی تو لوگ اپنی شومی اعمال اور بدکاریوں کی وجہ سے ان کی ذات سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ ان کو مجنون اور باگل سمجھتے ہیں۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۴ - ورس ۲۹ +

(۱۵) اُس وقت جبکہ مسیح موعود کا وقت قریب ہوگا نہریں جاری کی جائینگی اسکا ذکر قرآن کی سورۃ الانفطار میں یوں ہے وَ اِذَا الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ یعنے جب نہریں جاری کیجائینگی تو اس وقت تم مسیح کی تلاش کرنا۔ سو یہ بات بھی روز روشن کی طرح ہویدا ہے۔ جس قدر بڑے بڑے دریا ہیں اُن سب سے نہریں نکالی گئی ہیں اور اگر کوئی باقی ہے تو ان سے بھی نہریں نکالنے کی تجویزیں قرار پا چکی ہیں +

اگر کسی کو گمان ہو کہ بعض نہریں تو ایک مدت سے جاری ہیں تو پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ حال میں جو نہریں نکلی ہیں اُن کو مسیح کا نشان ٹھہرایا جا سکے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس قسم کی کوئی نہر ہی نہیں جو زمین کی آبپاشی اور جنگلات کے آباد کرنے کے لئے بنوائی گئی ہو صرف ایک نہر علی مردان خان نے مغلیہ خاندان کے زمانہ میں نکالی تھی وہ بھی ایک خاص تفرج اور سیرگاہ کے لئے نہ کسی اور مقصد کے لئے۔ ایک نہر کا جاری ہونا کوئی نشان بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن مجید میں جمع کا لفظ آیا ہے سو ہم دکھاتے ہیں کہ جس قدر نہریں بڑے بڑے دریاؤں سے نکالی گئی ہیں وہ اس مسیح موعود کی پیدائش کے بعد کھدوائی گئی ہیں *

حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت سکھوں کے آخری وقت یعنی ۱۲۵۳ھ یا ۱۸۳۶ء میں ہوئی ہے اور جس قدر بڑی نہریں ہیں جو کئی لاکھ مربع اراضی کو سیراب کر رہی ہیں وہ سب کی سب ان کے زمانہ تولد کے مابعد وقوع میں آئیں۔ چنانچہ سب سے پہلی نہر جو آبپاشی کے لئے نکالی گئی وہ نہر گنگا ہے جو ۱۸۵۴ء ... کو کھولی گئی تھی پھر اس کے بعد جمنا کی نہر جاری کی گئی اس کے بعد ... کی نہریں پھر انہار دوآبہ پھر آگرہ کی نہریں پھر ... کی نہریں پھر ملتان کی نہریں ... اپریل ۱۸۵۹ء کو دوآبہ باری کی نہر نکالی گئی ... ۱۸۵۹ء کو سندھ کی نہر جاری کی گئی پھر مدراس میں کچھ انہار نکالی گئیں پھر ... علاقہ ... میں نہر ... کے کنارے کھودی گئی

دریں زمان برکت نشان بعون خالق کون و مکان

حصہ دوم

کتاب مستطاب

مسمّٰی بہ

عسلِ مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحتِ تام کیا گیا ہے

از تالیفِ

زبدۃ الحکماء مولوی و منشی فاضل ابو العطاء مرزا خدا بخش صاحب قادیانی

بدوران امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین سیدنا و مولانا علامہ نور الدین

۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء

باہتمام مستری الٰہ بخش صاحب (احمدی پرنٹر)

الٰہ بخش سٹیم پریس قادیان میں طبع ہوا

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اسے پورا کریگا اگرچہ منکر کتنا ہی برا منائیں

منظورِ آلٰہی

سیدنا و مرشدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مسیح موعود و مہدی مسعود مجدد صدی چہاردہم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ملفوظات بہ ترتیب تاریخ

مرتبہ و شائع کردہ

خاکسار محمد منظور آلٰہی ممبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس لاہور

تعداد جلد پانصد

سنہ ۱۳۴۲ھ

قیمت

مطبوعہ مفید عام پریس لاہور باہتمام لالہ موتی رام مینیجر چھپی

عنایت فرمائے۔ دوسرے بزرگ نے فرمایا۔ کہ میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ مدینہ میں بہت سی ایسی روحیں پُرجوش اور با اخلاص اور خدا تعالےٰ کی طرف دوڑنے والی تھیں۔ جو ایک ذریعہ عظیمہ اور سبب کبریٰ کو چاہتی تھیں اور وہ بباعث کسی سبب یا بسبب بے دست و پا ہونے کے کہیں جا نہیں سکتی تھیں سو اُن کی تکمیل کے لئے خداوند جل شانہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں پہونچایا۔ غرض اُن بزرگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق یہ دو باتیں بیان کیں اور وہی باتیں بھی تھیں جو ہمیں گورداسپور لایا اور وہ اپنی مرضی اور حکمت کے رو سے لایا۔ نہ خود ہم اپنی مرضی اور خواہش سے آئے۔ خدا تعالیٰ ہی جانے۔ اِسمیں کیا اُسکی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ اور ہمارے ذریعہ یا ہمارے وجود سے حق کی کیا کیا تبلیغ اور سچائی کی کیا کیا حجتیں پوری ہونگی۔ اور خدا تعالےٰ کے علم میں اور کیا کیا باتیں ہیں جو ہمیں معلوم نہیں خدا تعالےٰ اپنی حکمتوں سے خوب واقف ہے۔

بعد ازاں آپ نے چند نصائح تقوےٰ و طہارت کے اختیار کرنے اور بُرائیوں سے بچنے اور صدق و راستی قبول کرنے کے لئے فرمائیں۔

۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۱ء ۔ حضرت مسیح موعودؑ کا بیان جو آپ نے عدالت گورداسپور میں بطور گواہ مدعا علیہ مرزا نظام الدین کے مقدمہ بند کرنے راستہ شارع عام جو مسجد کو جاتا تھا میں حسب ذیل دیا۔

اللہ تعالےٰ حاضر ہے۔ میں سچ کہونگا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ مرزا غلام جیلانی ہمارے جدیوں میں سے تھا۔ اب تو اسکا کوئی گھر نہیں دوران مقدمہ ہذا میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ غلام جیلانی نے امام الدین اور میرے والد صاحب پر مقدمہ کیا تھا پہلے صرف امام الدین کا نام تھا۔ پھر بر وقت سوال سے میرے والد صاحب کا نام بھی لکھا گیا۔ یہ بات ہمارے مختار نے جنہوں نے اب مثل دیکھی ہے بتائی ہے۔ میں نے سُنا ہے۔ کہ اس مثل میں کوئی نقشہ بھی ہے۔ ایک چاہ پُرانا ہے۔ جو سلطان احمد پسر م کے مکان کے دروازہ کے آگے ہے۔ چھ سات سال سے میں نے ایک چاہ اپنے زنانخانہ میں سہولت زنانخانہ کے لئے بنایا ہے۔ ستو بہت سا پانی نہیں دے سکتا اسوقت بھی اندر زنانخانہ میں پچاس ساٹھ عورتیں ہیں۔ جو چاہ متصل دروازہ مکان سلطان احمد کے ہے۔ عرصہ سے ہمارے صرف میں نہیں آتا ہمارے آدمی پانی لینے جاویں تو سلطان احمد کے آدمی روکتے ہیں۔ سلطان احمد کا خاص کوئی آدمی نہیں ہے۔ اسکی پہلی بیوی مر گئی ہے اب امام الدین مدعا علیہ کی بیٹی اسکی بیوی ہے۔ اور امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے۔ جو میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی ہے۔ روکنے والی وہی امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے۔ وہ بسازش امام الدین روکتی ہے۔ میں نے اپنے کانوں سے ممانعت سُنی

رقم معاف کر دوں گا اور آئندہ آپ کے مقابلہ میں کچھ نہ لکھوں گا۔ مزید براں اور بھی نذر کرونگا۔ اس کے علاوہ آپ کے ساتھ یہ ایک اور خاص رعایت کرتا ہوں کہ جو حوالجات آپنے مرتبہ میں کتب ہونٹ کر کے حضرت مرزا صاحب کے کلام سے نقل کئے ہیں اُنہی کے رو سے اگر آپ اپنا مدعا کو ثابت کر دکھائیں تو بھی میرا حتمی وعدہ ہے کہ میں آئندہ آپکے مقابلہ میں کچھ نہ لکھونگا۔ مگر یاد رہے کہ حق اور سچ وہی ہے جس کو میں نے حضرت امام ہمام علیہ السلام کی تحریروں سے منکل الوجوہ ثابت کر دیا ہے کہ الف ششم میں جو کہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کو ختم ہوا آپ کی پیدائش ہوئی (نہ کہ ماموریت) کیونکہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۵۰ ہجری کو ہوئی ہے اور اس کے بعد الف ہفتم میں اُس وقت جبکہ تیرہویں کا اواخر اور چودہویں صدی ہجری کا ابتدا تھا آپ مامور ہوئے۔ اور سنہ ۱۲۷۰ ہجری کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے مامور ہونے کا زمانہ ہرگز ہرگز کہیں نہیں لکھا۔ اور نہ ہی کہیں چودہ سو سال بعد ہجرت مسیح موعود کے مامور ہونے کا یا اپنی ماموریت کا زمانہ قرار دیا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ

نوٹ

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ذوالحجہ سنہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۲

مگر یہ دلیل ٹوٹ نہ سکی۔ حافظ صاحب علم سے بے بہرہ ہیں اُن کو خبر نہیں کہ ہزارہا نامی علماء اور اولیاء ہمیشہ اسی دلیل کو کفار کے سامنے پیش کرتے رہے اور کسی عیسائی یا یہودی کو طاقت نہ ہوئی کہ کسی ایسے شخص کا نشان دے جس نے افترا کے طور پر مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے زندگی کے تیئیس برس پورے کئے ہوں۔ پھر حافظ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے کہ اِس دلیل کو توڑ سکیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے بعض جاہل اور نافہم مولوی میری ہلاکت کے لئے طرح طرح کے حیلے سوچتے رہے ہیں تا یہ مدت پوری نہ ہونی پاوے جیسا کہ یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا تا اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ بن مریم اُن صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا رفع الی اللہ ہوتا رہا ہے مگر خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا جیسا کہ ابراہیم اور دوسرے پاک نبیوں کا رفع ہوا۔ سو اس طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسّی ۸۰ برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا تا لوگ کمی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں جیسا کہ یہودی صلیب سے نتیجہ عدم رفع کا نکالنا چاہتے تھے۔ اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اندھا ہونا تا اس سے بھی کوئی بدنتیجہ نہ نکالیں☆۔ اور خدا نے مجھے اطلاع دی کہ بعض ان میں سے تیرے پر بددُعائیں بھی کرتے رہیں گے مگر ان کی بددعائیں میں انہی پر ڈالوں گا۔ اور درحقیقت لوگوں نے اس خیال سے کہ کسی طرح **لو تقول** کے نیچے مجھے لے آئیں منصوبہ بازی میں کچھ کمی نہیں کی۔ بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنانے کے لئے میرے پر گواہیاں دیں۔ بعض مولوی

﴿۲﴾

☆ الہام الٰہی آنکھ کے بارے میں یہ ہے **تنزل الرحمة علٰی ثلٰث الْعَیْنُ وعلی الاخریین.** یعنی تیرے تین عضووں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی۔ ایک آنکھیں اور باقی دو اور۔ منہ

مرزا کے خدا نے اسکی عمر کتنی بتائی تھی؟

گلشن شرع را ہمی بویم گلِ دیں راببار مے بینم

یعنی اس سے شریعت تازہ ہو جائے گی اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے۔ یہ اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر یک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دین اسلام غالب کیا جائے گا اور پھر صفحہ ۴۹۱ براہین میں یہ الہام ہے کہ خدا تجھ کو ترک نہیں کرے گا جب تک کہ خبیث اور پاک میں فرق کر کے دکھلائے۔ ﴿۱۳﴾

تاچہل سال ای برادرِ من دورآن شہسوار می بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس برس تک زندگی کرے گا اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کیلئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسّی[۸۰] برس تک یا اسکے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گذر بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸۔ وَاللّٰہ علٰی کل شیء قدیر۔ اگرچہ اب تک حضرت نوح کی طرح دعوت حق کے آثار نمایاں نہیں لیکن اپنے وقت پر تمام باتیں پوری ہوں گی۔

عاصیاں از امامِ معصومم خجل و شرمسار می بینم

اس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امام کے جو چودھویں صدی کے سر پر آئے گا مخالف اور نافرمان بھی ہوں گے جن کیلئے آخر خجالت اور شرمساری مقدر ہے اسی کی طرف اس الہام میں اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں فتّاح ہوں تجھے فتح دوں گا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہوں میں گریں گے یعنی مخالف لوگ یہ کہتے ہوئے کہ خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطا وار تھے۔

بارے میں اس قدر کافی سمجھا گیا ہے کہ وہ خارق عادت اور انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں یا یہ کہ کسی ایسے غیب پر مشتمل ہوں جو انسانی پیش بینی سے بلند تر ہو۔ جب ایک پیشگوئی خارق عادت کے طور پر بیان کی جائے جس کے بیان کرنے کے وقت کسی عقل اور فہم کو یہ خیال نہ ہو کہ ایسا امر ہونے والا ہے اور صریح وہ ایک غیر معمولی بات ہو جس کی گذشتہ صدہا سال میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور نہ آئندہ اس کے ظہور کے لئے آثار ظاہر ہوں اور وہ پیشگوئی سچی نکلے تو عقلِ سلیم حکم دیتی ہے کہ ایسی پیشگوئی ضرور منجانب اللہ سمجھی جائے گی ورنہ تمام نبیوں کی پیشگوئیوں سے انکار کرنا پڑے گا۔ اب ذرہ کان کھول کر سُن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیشگوئی ہے اُس کو ایسا خیال کرنا کہ اُس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلتِ تدبّر اور کثرتِ تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔ اور اگر وہ صرف معمولی بات ہو جس کی نظیریں آگے پیچھے صدہا موجود ہوں اور اگر کوئی ایسا خارق عادت امر نہ ہو جو قیامت کے آثار ظاہر کرے تو پھر مَیں خود اقرار کرتا ہوں کہ اس کو پیشگوئی مت سمجھو۔ اس کو بقول اپنے تمسخر ہی سمجھ لو۔ اب میری عمر ستر[۷۰] برس کے قریب ہے اور تیس[۳۰] برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی[۸۰] برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ[۵] چھ[۶] سال زیادہ یا پانچ[۵] چھ[۶] سال کم۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ[۱۶] سال ہیں اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔☆

۹۷

☆ خدا تعالیٰ کا الہام ایک یہ بھی ہے۔ ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی''۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار کے دن ہوں گے۔ اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب اور غالباً وہ وقت نزدیک ہے جب کہ وہ پیشگوئی ظہور میں آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔ منہ

لیکن پیشگوئی کا مطلب یہ نہیں کہ پورے سولہ سال تک ظہور اس پیشگوئی کا معرض التوا میں رہے گا بلکہ ممکن ہے کہ آج سے ایک دو سال تک یا اس سے بھی پہلے یہ پیشگوئی ظہور میں آجائے۔ اور نہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ میری عمر اسّی سال سے ضرور زیادہ ہو جائے گی بلکہ اس بارے میں جو فقرہ وحی الٰہی میں درج ہے اس میں مخفی طور پر ایک امید دلائی گئی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسّی برس سے بھی عمر کچھ زیادہ ہو سکتی ہے اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چہتّر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔

بہر حال یہ میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیشگوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعیین نہیں کی۔ اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی میں فرما رہا ہے کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلائیں گے۔ اور ان کو کہہ دے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہوگا۔ میں تیرے لئے اُتروں گا اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤں گا۔ میں اُس وقت تیرے پاس اپنی فوجیں لے کر آؤں گا جب کہ کسی کو خبر نہیں ہوگی اور اس وقت کو کوئی نہیں جانتا مگر خدا۔ اور جیسا کہ موسیٰ کے زمانہ میں ہوا کہ فرعون اور ہامان اُس وقت تک دھوکا میں رہے جب تک کہ رود نیل کے طوفان نے ان کو پکڑا ایسا ہی اب بھی ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ تو میری آنکھوں کے سامنے کشتی طیار کر اور ظالم لوگوں کی سفارش مت کر۔ اور اُن کا شفیع مت بن کہ میں اُن سب کو غرق کروں گا۔ ایسا ہی اور صریح الہاماتِ الٰہی ہیں اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی زمانہ میں ظہور میں آئے گی اور اس کی یہ حدّ ہے جو معیّن اور مقرر ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتی۔ مگر نہیں معلوم کہ وہ مہینوں کے بعد ظہور میں آئے گی یا ہفتوں کے بعد یا برسوں کے بعد۔ بہر حال وہ سولہ سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ استنباط آیاتِ قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کی عمر حضرت آدم سے لے کر سات ہزار سال ہے۔ اور اس میں سے ہمارے زمانہ تک چھ ہزار برس گذر چکے ہیں۔ جیسا کہ اعداد سورۃ والعصر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور بموجب حساب قمری کے اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں۔ اور

﴿۹۸﴾

کریں گے یا کسی حد تک اس پر عذاب وارد نہیں کریں گے۔ سو یہی وہ زمانہ ہے کیونکہ طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش فشاں پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور اس قدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔

۱۱۔ گیارھواں نشان۔ دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی ایک ہزار دو سو نوّے [۱۲۹۰] دن ہوں گے☆ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس [۱۳۳۵] روز تک آتا ہے۔“ اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اس وقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی ❁ سوختنی کو چھوڑ دیں گے اور

☆ دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے۔ منہ

❁ **حاشیہ۔** یہود اپنی کتابوں کی تعلیم کے موافق قربانی سوختنی کے پابند تھے جو ہیکل کے آگے بکرے ذبح کر کے آگ میں جلاتے تھے۔ اس میں شریعت کا راز یہ تھا کہ اسی طرح انسان کو خدا تعالیٰ کے آگے اپنے نفس کی قربانی دینی چاہئے اور نفسانی جذبات اور سرکشیوں کو جلا دینا چاہئے۔ ﴿۲۰۰﴾ اس قربانی کا عملدرآمد کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود نے ترک کر دیا تھا اور دوسری مکروہات میں مبتلا ہو گئے تھے۔ جیسا کہ ظاہر ہے پس جب حقیقی سوختنی قربانی یہود نے ترک کر دی جس سے مراد خدا کی راہ میں اپنا نفس قربان کرنا اور جذبات نفسانیہ کو جلا دینا ہے تب خدا تعالیٰ کے قہری عذاب نے جسمانی قربانی سے بھی اُن کو محروم کر دیا۔ پس یہود کی پوری بدچلنی کا وہ زمانہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے۔ اسی زمانہ میں یہود کا پورا استیصال ہوا اور اسلامی قربانیاں جو حج بیت اللہ میں خانہ کعبہ کے سامنے کی جاتی ہیں یہ دراصل انہیں قربانیوں کے قائم مقام ہیں جو یہود بیت المقدس کے سامنے کرتے تھے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اسلام میں سوختنی قربانی نہیں۔ یہود ایک سرکش قوم تھی۔ اُن کے لئے نفسانی جذبات کو جلا دینا ضروری سمجھ کر یہ نشان ظاہری قربانی میں رکھا گیا تھا۔ اسلام کے لئے اس نشان کی ضرورت نہیں صرف اپنے تئیں خدا کی راہ میں قربان کر دینا کافی ہے۔ منہ

بدچلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایک ہزار دو سو نوّے سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا سو اِس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوّے [۱۲۹۰] ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔ ﴿۲۰۰﴾ پھر سات سال بعد کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر شائع کی گئی جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر یہ شعر لکھا ہوا ہے:

از بس کہ یہ مغفرت کا دِکھلاتی ہے راہ   تاریخ بھی یا غفور [۱۲۹۷] نکلی واہ واہ

سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوّے [۱۲۹۰] برس لکھے ہیں۔ اِس کتاب براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے مامور اور منجانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس اس تاریخ سے زیادہ ہیں جن کی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ اِن سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سو نوّے [۱۲۹۰] کا۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس [۱۳۳۵] برس لکھتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیشگوئی ظنی نہیں ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ میں انجیل میں ہے اُس کا اِس سے توارد ہو گیا ہے اور وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا قرار دیتی ہے چنانچہ اس میں مسیح موعود کے زمانہ کی یہ علامتیں لکھی ہیں کہ اُن دنوں میں طاعون پڑے گی زلزلے آئیں گے لڑائیاں ہوں گی اور چاند اور سورج کا کسوف خسوف ہوگا۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ جس زمانہ کے آثار انجیل ظاہر کرتی ہے اُسی زمانہ کی دانیال بھی خبر دیتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی دانیال کی پیشگوئی کو قوت دیتی ہے کیونکہ وہ سب باتیں اس زمانہ میں وقوع میں آ گئیں ہیں اور ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کی وہ پیشگوئی جو بائیبل میں سے استنباط کی گئی ہے اس کی مؤید ہے ﴿۲۰۱﴾ اور وہ یہ کہ مسیح موعود آدم کی تاریخ پیدائش سے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا چنانچہ قمری حساب کے رُو سے جو اصل حساب اہل کتاب کا ہے میری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں تھی اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعود کا پیدا ہونا ابتدا سے ارادۂ الٰہی میں

שקוץ שמם ימים אלסף מאתים

شقوص شومیم یامیم ایلیف ماتیم

تباہ کیا جائے گا اس وقت تک بارہ سو نوے

ותשעים אשרי המחכה ויגיע

و تش عیم اشرے همحکاه و یجیع

دن ہوں گے مبارک ہے جو انتظار کیا جائے گا اور اپنا کام

לימעם אלף שלש מאות שלשים

لیامیم ایلیف شلوش مے اوت شلوشیم

محنت سے کرے گا تیرہ سو پینتیس روز تک

וחמשה ואתה לך לקץ ותנוח

و حمی شاه و اتاه لیک لقیص و تانوح

۱۳۳۵☆ اور تو چلا جا آخر تک اے دانیال

ותעמד לגרלך לקץ הימין

و تعمود لجورالک لقیص هیامین

اور آرام کر اور اپنے حصے پر اخیر پر کھڑا ہوگا

☆ اس فقرہ میں دانی ایل نبی بتلاتا ہے کہ اُس نبی آخرالزمان کے ظہور سے (جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے) جب بارہ سو نوے برس گذریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا۔ یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔ اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر تصریح سے مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی قرار دی گئی۔ اب بتلاؤ کیا اس سے انکار کرنا ایمان داری ہے؟ منه

مرزا کے مرنے کے بعد مرزائیوں کی پریشانی اور دجل وفریب

مرزائی تحریف

جو طرح طرح کی معاصی اور گناہوں میں اسیر ہوں اپنے پاک انفاس کی برکت سے انہیں ہادی دیں۔ سو یہ بات بھی کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اول تو کوئی اولیاء نظر ہی نہیں آتے اور اگر کچھ ہیں بھی تو لوگ اپنی شومئے اعمال اور بدکاریوں کی وجہ سے اُن کی ذات سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ اُن کو مجنون اور باؤلا سمجھتے ہیں۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۴۔ ورس ۲۹ +

(۱۵) اُس وقت جبکہ مسیح موعود کا وقت قریب ہوگا نہریں جاری کی جائینگی اسکا ذکر قرآن کی سورۃ الانفطار میں یوں ہے وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ یعنے جب نہریں جاری کیجائینگی تو اُس وقت تم مسیح کی تلاش کرنا۔ سو یہ بات بھی روز روشن کی طرح ہویدا ہے۔ جس قدر بڑے بڑے دریا ہیں اُن سب سے نہریں نکالی گئی ہیں اور اگر کوئی باقی ہے تو ان سے بھی نہریں نکالنے کی تجویزیں قرار پا چکی ہیں +

اگر کسی کو گمان ہو کہ بعض نہریں تو ایک مدت سے جاری ہیں تو پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ حال میں جو نہریں نکلی ہیں اُن کو مسیح کا نشان ٹھہرایا جاتا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس قسم کی کوئی نہر ہی نہیں جو زمین کی آبپاشی اور جنگلات کے آباد کرنے کے لئے بنوائی گئی ہو صرف ایک نہر علی مردانخان نے مغلیہ خاندان کے زمانہ میں نکالی تھی وہ بھی ایک خاص تفرج اور سیرگاہ کے لئے نہ کسی اور مقصد کے لئے۔ ایک نہر کا جاری ہونا کوئی نشان بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن حمید میں جمع کا لفظ آیا ہے سو ہم دکھاتے ہیں کہ جس قدر نہریں بڑے بڑے دریاؤں سے نکالی گئی ہیں وہ اصل میں مسیح موعود کی پیدائش کے بعد کھدوائی گئی ہیں +

حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت سکھوں کے آخری وقت یعنی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے اور جس قدر بڑی نہریں ہیں جو [illegible] لاکھ مربع اراضی کو سیراب کر رہی ہیں وہ سب کی سب ان کے زمانہ تولد کے مابعد وقوع میں آئیں۔ چنانچہ سب سے پہلے [illegible] آبپاشی کے لئے نکالی گئی وہ نہر گنگا ہے جو [illegible] کو کھولی گئی تھی پھر اس کے بعد جمنا کی نہر جاری کی گئی اس کے بعد [illegible] کی نہریں پھر انہار ڈوونہ۔ پھر آگرہ کی نہریں۔ پھر [illegible] کی نہریں۔ پھر ملتان کی نہریں۔ پھر [illegible] اپریل ۱۸۵۹ء کو دوابہ باری کی نہر نکالی گئی۔ پھر [illegible] ۱۸۵۹ء کو سندھ کی نہر جاری کی گئی پھر مدراس میں کچھ انہار نکالی گئیں۔ پھر [illegible] سے علاوہ بنگال میں نہروں کے [illegible] [illegible]

دیرین مان برکت نشان بعون خالق کون و مکان

حصۂ دوم

کتاب مستطاب

مسمّٰی بہ

عسلِ مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحتِ تام کیا گیا ہے

از تالیفِ

زبدۃ الحکماء مولوی منشی فاضل ابو العطاء مرزا خدا بخش صاحب قادیانی

بدورانِ امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین سیدنا و مولانا علامہ نور الدین

۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء

باہتمام مستری الٰہ بخش صاحب (احمدی پرنٹر)

الٰہ بخش سٹیم پریس قادیان میں طبع ہوا

سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تصنیف

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہٗ

شائع کردہ: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

اور یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اُن کتابوں نے مسلمانوں پر اچھا اثر کیا ہے۔ مدت تک یہ بڑی مصیبت میں رہا کیونکہ مخالفین مذہب سے اس کے اکثر مباحثے اور مقدمے رہے لیکن اپنی وفات سے پہلے جو 1908ء میں ہوئی اس نے ایک رتبہ حاصل کر لیا کہ وہ لوگ بھی جو اُس کے خیالات کے مخالف تھے اس کی عزت کرنے لگے۔ اس فرقہ کا صدر مقام قادیان ہے جہاں انجمن احمدیہ نے ایک بہت بڑا اسکول کھولا ہے اور چھاپہ خانہ بھی ہے جس کے ذریعہ سے اس فرقہ کے متعلق خبروں کا اعلان کیا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد کا خلیفہ ایک مشہور حکیم مولوی نورالدین ہے جو چند سال مہاراجہ کشمیر کی ملازمت میں رہا ہے۔

اِس خاندان کے سالم موضع قادیان پر جو ایک بڑا موضع ہے، حقوق مالکانہ ہیں اور نیز تین ملحقہ مواضعات پر بشرح پانچ فیصدی حقوق تعلق داری حاصل ہیں‘‘۔ (دی پنجاب چیفس حصہ اوّل مطبوعہ 1919ء لاہور)

پیدائش حضرت اقدس علیہ السلام و زمانہ طفولیّت و تذکرہ والد بزرگوار

حضرت مرزا صاحب کے خاندان کے مختصر حالات لکھنے کے بعد ہم آپ کے حالات بیان کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ 1836ء یا 1837ء میں پیدا ہوئے تھے جو کہ آپ کے والد کے عروج کا زمانہ تھا کیونکہ اُس وقت اُن کو جاگیر کے بعض مواضع اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوجی خدمت کی وجہ سے اچھی عظمت حاصل تھی لیکن منشاء الٰہی یہ تھا کہ ایک ایسے رنگ میں پرورش پائیں جس میں آپ کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہو۔ اِس لیے آپ کی پیدائش کے تین ہی سال بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے ساتھ ہی سکھ حکومت پر زوال آ گیا اور اِس زوال کے ساتھ آپ کے والد صاحب بھی مختلف تفکرات میں مبتلا ہو گئے اور آخر الحاق پنجاب کے موقعہ پر اُن کی جائیداد

مؤلف)۔۔۔۔ ہم یہ قابلیت نہیں رکھتے کہ ان کی عالمانہ حیثیت کے متعلق کوئی رائے لگا سکیں ۔۔۔۔۔۔مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا۔اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے تھے۔کہ ان پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور یہ کہ ان کو ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے۔۔۔۔۔۔ایک مرتبہ انہوں نے بشپ ویلڈن کو چیلنج دیا (جس نے اس کو حیران کر دیا) کہ وہ نشان نمائی میں ان کا مقابلہ کرے۔یہ چیلنج اسی طریق پر تھا۔جیسا کہ الیاس نبی نے بعل کے پروہتوں کو چیلنج دیا تھا۔اور مرزا صاحب نے اس مقابلہ کا یہ نتیجہ قرار دیا کہ یہ فیصلہ ہو جائیگا۔کہ سچا مذہب کون سا ہے اور مرزا صاحب اس بات کے لئے تیار تھے۔کہ حالات زمانہ کے ماتحت پادری صاحب جس طرح چاہیں اپنا اطمینان کرلیں کہ نشان دکھانے میں کوئی دھوکہ اور فریب استعمال نہ ہو۔وہ لوگ جنہوں نے مذہب کے رنگ میں دنیا کے اندر ایک حرکت پیدا کردی ہے وہ اپنی طبیعت میں مرزا غلام احمد خان سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔بہ نسبت مثلاً ایسے شخص کے جیسا کہ اس زمانہ میں انگلستان کا لاٹ پادری ہوتا ہے۔اگر ارنسٹ رین (فرانس کا ایک مشہور مصنف ہے۔مؤلف)۔گذشتہ بیس سال میں ہندوستان میں ہوتا۔تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس جاتا اور ان کے حالات کا مطالعہ کرتا۔جس کے نتیجہ میں انبیاء بنی اسرائیل کے عجیب وغریب حالات پر ایک نئی روشنی پڑتی۔بہرحال قادیان کا نبی ان لوگوں میں سے تھا۔جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔"

﴿283﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ جب سلطان احمد پیدا ہوا۔اس وقت ہماری عمر صرف سولہ سال کی تھی۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ عمر کے متعلق حضرت صاحب کے سب اندازے ہی ہیں۔کوئی یقینی علم نہیں ہے۔پس آپ کی تاریخ پیدائش اور عمر کے متعلق اگر کوئی قابل اعتماد ذریعہ ہے تو یہی ہے کہ مختلف جہات سے اس سوال پر غور کیا جاوے۔اور پھر اُن کے مجموعی نتیجہ سے کوئی رائے قائم کی جاوے کسی منفرد کڑی سے اس سوال کا حل مشکل ہے۔خود حضرت صاحب کی اپنی تحریرات اس معاملہ میں ایک دوسرے کے مخالف پڑتی ہیں۔کیونکہ وہ کسی قطعی علم پر مبنی نہیں

﴿470﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ **واللہ اعلم**۔

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

۱۸۴۶ء یا ۱۸۴۷ء۔ صرف ونحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی شادی (غالباً)۔

۱۸۵۳ء یا ۱۸۵۴ء۔ نحو ومنطق وحکمت ودیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)۔

۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)۔

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا میں آنحضرت ﷺ کی زیارت اور اشارات ماموریت۔

۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعودؑ کا آٹھ یا نو ماہ تک لگاتار روزے رکھنا۔ (غالباً)

۱۸۷۶ء تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ**۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

غلام مرتضٰی صاحب نے ۱۸۷۶ء ماہ جون یا حضرت صاحب کی ایک تحریر کے مطابق ۲۰ راگست ۱۸۷۵ء میں وفات پائی اور آپ کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب ۱۸۸۳ء میں فوت ہوئے۔ دادا صاحب کی عمر وفات کے وقت اسّی سے اوپر تھی اور تایا صاحب کی عمر پچپن سال کے لگ بھگ تھی۔ حضرت مسیح موعود کی تاریخ پیدائش کے متعلق اختلاف ہے۔ خود آپ کی اپنی تحریرات بھی اس بارے میں مختلف ہیں۔ دراصل وہ سکھوں کا زمانہ تھا اور پیدائشوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے بعض جگہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء بیان کیا ہے مگر آپ کی اپنی ہی دوسری تحریرات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ درحقیقت آپ نے خود اپنی عمر کے متعلق اپنے اندازوں کو غیر یقینی قرار دیا ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳۔ (اور صحیح تاریخ ۱۸۳۶ء معلوم ہوتی ہے)

(نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کی ایک دوسری تحریر سے دادا صاحب کی وفات کی تاریخ جون ۱۸۷۴ء ثابت ہوتی ہے۔ مگر جہاں تک میری تحقیق ہے ۱۸۷۵ء اور ۱۸۷۴ء ہر دو غلط ہیں اور جیسا کہ سرکاری کاغذات سے پتہ لگتا ہے صحیح تاریخ ۱۸۷۶ء ہے۔ مگر حضرت صاحب کو یاد نہیں رہا۔ واللہ اعلم)

﴿46﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود پانچ بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑی حضرت صاحب کی وہ ہمشیرہ تھیں جن کی شادی مرزا غلام غوث ہوشیار پوری کے ساتھ ہوئی تھی۔ حضرت صاحب کی یہ ہمشیرہ صاحب رویاء و کشف تھیں ان کا نام مراد بی بی تھا۔ ان سے چھوٹے مرزا غلام قادر صاحب تھے۔ ان سے چھوٹا ایک لڑکا تھا جو بچپن میں فوت ہو گیا۔ اس سے چھوٹی حضرت صاحب کی وہ ہمشیرہ تھیں جو آپ کے ساتھ توام پیدا ہوئی اور جلد فوت ہوگئی اس کا نام جنت تھا سب سے چھوٹے حضرت مسیح موعود تھے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہماری بڑی ہمشیرہ کو ایک دفعہ کسی بزرگ نے خواب میں ایک تعویذ دیا تھا۔ بیدار ہوئیں تو ہاتھ میں بھوج پتر پر لکھی ہوئی سورۃ مریم تھی۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے یہ بھوج پتر دیکھا ہے جواب تک ہماری بڑی بھاوج صاحبہ یعنی والدہ مرزا رشید احمد صاحب کے پاس محفوظ ہے)

﴿470﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ **واللہ اعلم**۔

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

۱۸۴۶ء یا ۱۸۴۷ء۔ صرف ونحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی شادی (غالباً)۔

۱۸۵۳ء یا ۱۸۵۴ء۔ نحو منطق وحکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)۔

۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)۔

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا میں آنحضرت ﷺ کی زیارت اور اشارات ماموریت۔

۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘۔ جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعودؑ کا آٹھ یا نو ماہ تک لگا تار روزے رکھنا۔ (غالباً)

۱۸۷۶ء تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

ہوئی تھی۔ جبکہ پیدائشوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض ایسے امور بیان فرمائے ہیں جن سے ایک حد تک آپ کی عمر کی تعیین کی جاتی رہی ہے۔ ان اندازوں میں سے بعض اندازوں کے لحاظ سے آپ کی پیدائش کا سال ۱۸۴۰ء بنتا ہے۔ اور بعض کے لحاظ سے ۱۸۳۱ء تک پہنچتا ہے۔ اور اسی لئے یہ سوال ابھی تک زیرِ بحث چلا آیا ہے۔ کہ صحیح تاریخ پیدائش کیا ہے؟

مَیں نے اس معاملہ میں کئی جہت سے غور کیا ہے اور اپنے اندازوں کو سیرۃ المہدی کے مختلف حصوں میں بیان کیا ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ گو مجھے یہ خیال غالب رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کا سال ۱۸۳۶ء عیسوی یا اس کے قریب قریب ہے۔ مگر ابھی تک کوئی تاریخ معیّن نہیں کی جاسکی تھی لیکن اب بعض حوالے اور بعض روایات ایسی ملی ہیں۔ جن سے معیّن تاریخ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو بروزِ جمعہ ۱۴؍ شوال ۱۲۵۰ء ہجری مطابق ۱۳؍ فروری ۱۸۳۵ء عیسوی مطابق یکم پھاگن سمہ ۱۸۹۱ بکرمی ہے اس تعیین کی وجوہ یہ ہیں:۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعیین اور تصریح کے ساتھ لکھا ہے۔ جس میں کسی غلطی یا غلط فہمی کی گنجائش نہیں۔ کہ میری پیدائش جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی۔

(دیکھو تحفہ گولڑویہ بار اوّل صفحہ ۱۱۔ حاشیہ)

(۲) ایک زبانی روایت کے ذریعہ جو مجھے مکرمی مفتی محمد صادق صاحب کے واسطہ سے پہنچی ہے اور جو مفتی صاحب موصوف نے اپنے پاس لکھ کر محفوظ کی ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ایک دفعہ بیان فرمایا تھا کہ ہندی مہینوں کے لحاظ سے میری پیدائش پھاگن کے مہینہ میں ہوئی تھی۔

(۳) مندرجہ بالا تاریخ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دوسرے متعدد بیانات سے بھی قریب ترین مطابقت رکھتی ہے۔ مثلاً آپ کا یہ فرمانا کہ آپ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوئے تھے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹) اور یہ کہ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی (تریاق القلوب صفحہ ۶۸) وغیرہ وغیرہ۔

جانے کا ارادہ کر لیا۔ جس کی طرف آئینہ کمالات اسلام حصہ عربی صفحہ ۵۴۳ میں اشارہ کیا گیا ہے اور غالباً ۳۴۔۱۸۳۳ء میں رنجیت سنگھ نے اپنے مرنے سے پانچ سال پہلے قادیان کے اردگرد کے پانچ گاؤں ان کی جدّی جاگیر کے ان کو واپس کر دیئے۔ اس وقت وہ رنجیت سنگھ کی فوج میں نمایاں خدمات بھی کر چکے تھے۔ اور ان کا حق بھی ایک طرح دوبارہ قائم ہو گیا تھا۔ پس اس حساب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ۳۴۔۱۸۳۳ء کے قریب ماننی پڑتی ہے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ آپ کے مخالفین آپ کی عمر کے متعلق کیا کچھ کہتے ہیں۔ لیکھرام کا جو حوالہ سیّد احمد علی صاحب نے درج کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۳۶ء بنتی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے حوالوں سے ۱۸۲۹ء اور ۱۸۳۳ء پیدائش کے سن نکلتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان سے بڑھ کر جس مخالف کا علم ہونا چاہئے۔ وہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔ جن کو بچپن سے ہی آپ سے ملنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ ان کے اشاعت السنہ ۱۸۹۳ء کے حوالہ سے آپ کی پیدائش ۱۸۳۰ء کے قریب بنتی ہے۔

غرض ۱۸۳۶ء انتہائی حد ہے۔ اس کے بعد کا کوئی سن ولادت تجویز نہیں کیا جا سکتا۔ بحیثیت مجموعی زیادہ تر میلان ۱۸۳۳ء اور ۱۸۳۴ء کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ شرف مکالمہ مخاطبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ معین ہیں۔ اور یہ واقعی ایک اہم واقعہ ہے۔ جس پر تاریخ پیدائش کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ ۱۲۹۰ھ ایک تاریخ ہے اور اس حساب سے ۱۸۳۳ء کی پیدائش ثابت ہوتی ہے۔ دوسرا اہم واقعہ آپ کے والد ماجد کے انتقال کا ہے۔ انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت کے متعلق جو رائے ہے وہ بھی زیادہ وزن دار سمجھنی چاہئے۔ سو اس کے متعلق آپ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ والد ماجد کی وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ اور اپنے والد صاحب کی وفات ۱۸۷۴ء میں معین فرما دی۔ خلاصہ میرے نزدیک یہ نکلا کہ ۳۴۔۱۸۳۳ء صحیح ولادت قرار دیا جا سکتا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بالصّواب"

اس جگہ درد صاحب کا مضمون ختم ہوا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے مبلغ لندن نے یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر اور تاریخ پیدائش کی تعیین کے متعلق لندن سے ارسال کیا تھا اور یہ مضمون

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بسراواں قادیان سے مشرق کی طرف ہے اور بُٹّر شمال کی طرف ہے اور ننگل جنوب کی طرف ہے اور بٹالہ مغرب کی طرف ہے۔

﴿965﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں معراج الدین صاحب عمر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کے متعلق الفضل مورخہ ۳؍اگست ۱۹۳۷ء میں ایک مضمون شائع کرایا تھا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

’’جن لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ ان میں سے ایسے بہت اصحاب موجود ہیں۔ جنہوں نے آپ کی زبان مبارک سے بارہا سُنا کہ آپ اپنی عمر کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم پیدا ہوئے تو پھاگن کا مہینہ تھا (یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک میں ہندی بکرمی سنہ مروج ہے اور اس پھاگن سے مراد وہی مروجہ بکرمی سن ہے۔) اور جمعہ کا روز تھا۔ پچھلی رات کا وقت تھا۔ اور قمری حساب سے چاند کی چودھویں رات تھی۔ یہی بات اخی مکرمی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب ’’ذکر حبیب‘‘ کے صفحہ نمبر ۲۲۹ پر لکھی تھی۔ جس کو ناظرین دیکھ سکتے ہیں۔

اگرچہ یہ بات مجھے یاد بھی تھی۔ لیکن حال میں ’’ذکر حبیب‘‘ کے مطالعہ سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ بیان مستحضر ہوگیا ہے۔ اور مَیں نے تحقیق کرنا شروع کر دی۔ کیونکہ میرے دل میں تحقیق کرنے کی زور سے تحریک پیدا ہوئی۔ خوش قسمتی سے میری مرتبہ کتاب تقویم عمری جو ایک سو پچیس برس کی جنتری کے نام سے بھی موسوم ہے۔ میرے سامنے آ گئی اور مَیں نے غور سے اس کا مطالعہ کیا یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ولادت کے سال اور وقت کے متعلق فرمایا ہے۔ اس کی تلاش سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی وہ ۱۴؍ماہ رمضان المبارک ۱۲۴۷ ہجری کا دن تھا۔ اور بحساب سمت بکرمی یکم پھاگن سمہ ۱۸۸۸ کے مطابق تاریخ تھی جو عیسوی سن کے حساب سے ۱۷؍فروری ۱۸۳۲ء کے مطابق ہوتی ہے۔ پس اس طریق سے حضور موصوف کی عمر ہر حساب سے حسب ذیل ثابت ہوتی ہے۔

(الف) بحساب سمت ہندی بکرمی آپ یکم پھاگن سمہ ۱۸۸۸ بکرمی کو پیدا ہوئے اور جیٹھ سمہ

ہیں۔ بلکہ محض اندازے ہیں۔ جو آپؑ نے لگائے ہیں جیسا کہ آپؑ نے خود براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بیان فرمادیا ہے۔ خاکسار کی تحقیق میں آپؑ کی تاریخ پیدائش ۱۲۵۲ھ کی نکلتی ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿284﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** بیان کیا حضرت خلیفہ ثانی نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی، چرسی اور بدمعاش آدمی تھا۔ قادیان آیا۔ اور اس کے متعلق کچھ شبہ ہوا۔ کہ وہ کسی بدارادے سے یہاں آیا ہے اور اس کی رپورٹ حضرت صاحب تک بھی پہنچی۔ آپؑ نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو کہلا بھیجا۔ کہ اسے فوراً قادیان سے رخصت کردیں۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اسے قادیان سے چلے جانے کو کہا۔ تو اس نے یہ موقع غنیمت سمجھا۔ اور کہا۔ اگر مجھے اتنے روپے دے دو گے تو میں چلا جاؤں گا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ جتنے روپے وہ مانگتا تھا اس وقت اتنے روپے حضرت خلیفہ اوّلؓ کے پاس نہ تھے اس لئے آپؓ کچھ کم دیتے تھے۔ اسی جھگڑے میں کچھ دیر ہوگئی۔ چنانچہ اس کی اطلاع پھر حضرت صاحب تک پہنچی وہ ابھی تک نہیں گیا۔ اور قادیان میں ہی ہے اس پر حضرت صاحبؑ نے خلیفہ اوّلؓ کو کہلا بھیجا کہ یا تو اسے فوراً قادیان سے رخصت کردیں یا خود بھی چلے جاویں۔ حضرت مولوی صاحبؓ تک جب یہ الفاظ پہنچے۔ تو انہوں نے فوراً کسی سے قرض لے کر اُسے رخصت کردیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اللہ کے نبی جہاں ایک طرف محبت اور احسان اور مروّت کا بے نظیر نمونہ ہوتے ہیں۔ وہاں دوسری طرف خدا کی صفت استغناء کے بھی پورے مظہر ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا یہ رشتہ دار آپؓ کا حقیقی بھتیجا تھا۔ اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ ایک نہایت آوارہ گرد اور بدمعاش آدمی تھا۔ اور اس کے متعلق اس وقت یہ شبہ کیا گیا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص قادیان میں کسی فتنہ عظیمہ کے پیدا کرنے کا موجب ہوجائے۔

﴿285﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ راولپنڈی سے ایک غیر احمدی آیا۔ جو اچھا متموّل آدمی تھا۔ اور اس نے حضرت صاحب سے درخواست کی کہ میرا فلاں عزیز بیمار ہے۔ حضورؑ حضرت مولوی نور الدینؓ صاحب (خلیفہ اوّل) کو اجازت دیں کہ وہ میرے ساتھ راولپنڈی تشریف لے چلیں اور اس کا علاج کریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں یقین ہے کہ اگر

مذہبی انسائیکلوپیڈیا

یعنی

مکمل تبلیغی

پاکٹ بک

مؤلفہ
جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم
بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ گجرات

پھر حضورؑ کو الہام ہوا:۔

"اسّی یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم"

(حقیقۃ الوحی ص۹۶)

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ ساڑھے پچھتر (۷۵½) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

طرزِ تحقیق

کسی کی عمر کا ٹھیک ٹھیک حساب لگانے کے لئے دو باتوں کا علم ضروری ہے:۔

(۱) تاریخ پیدائش۔ (۲) تاریخ وفات۔ حضرت اقدسؑ کی تاریخ وفات ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ہے۔ مگر حضور کی تاریخ پیدائش حضرت کی کسی کتاب میں درج نہیں۔ کیونکہ حضورؑ کی پیدائش جس زمانہ میں ہوئی اس میں پیدائش کی یادداشت رکھنے کا دستور نہ تھا اور نہ کوئی سرکاری رجسٹر تھے جن میں اس کا اندراج ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ محض اندازوں کے باعث حضرت صاحبؑ کی عمر کے متعلق متعدد تحریرات میں مختلف اندازے لکھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"عمر کا اصل اندازہ تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے اب اس وقت جو سن ہجری ۱۳۲۳ھ ہے میری عمر ستّر برس کے قریب ہے۔ واللہ اعلم"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۹۳)

پس معلوم ہوا کہ حضور کی تاریخ پیدائش محفوظ نہیں۔ ہاں بعض ایسے قرائن اور تعینیں حضرتؑ کے ملفوظات میں موجود ہیں جن سے صحیح اور پکا اور یقینی علم حضور کی تاریخ پیدائش کا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان کی رو سے حساب حضور کی تاریخ پیدائش ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ ثابت ہوتی ہے جس کے لئے جو دلائل ہیں ان کو درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اندازہ عمر میں اختلاف

لیکن پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ عمر کے اندازہ میں اختلاف کوئی قابل اعتراض چیز نہیں۔ ایسا اختلاف ابتداء سے ہی چلا آتا ہے۔ چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے اندازے میں بھی اختلاف ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

"بعض ساٹھ برس کی اور بعض باسٹھ برس چھ مہینے کی اور بعض پینسٹھ برس کی کہتے ہیں۔ مگر ارباب تحقیق تریسٹھ برس لکھتے ہیں۔"

(احوال الانبیاء فی تفریح الاذکیاء باب تتمہ در احوال جناب رسالتماب جلد ۱ ص۴۳۰)

اب دیکھو کہ باوجود اس کے کہ آنحضرتؐ کی پیدائش کے تمام حالات محفوظ ہیں پھر بھی حضور کی تاریخ

ولادت کے متعلق اختلاف ہے اور یہ محض اندازہ کے باعث ہے۔ پس اسی قسم کا اختلاف حضرت اقدسؑ کی عمر کے متعلق بھی ہے۔ اور مختلف مقامات پر محض اندازاً عمر لکھی گئی ہے جو حساب کر کے اور گن کر نہیں بتائی گئی۔ جیسے عام طریق ہے کہ عمر کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ فلاں کی عمر ۶۰۔ ۷۰ کی ہوگی۔ وہ ۷۰۔ ۸۰ کا ہے میری عمر ۴۰۔ ۴۵ سال کی ہے۔ اب خواہ ۵۔ ۱۰ سال کا اختلاف کتنا اہم ہو پھر بھی طریق کلام یہی ہے۔ پس محض اسی قسم کے اندازہ کو بطور دلیل پیش کرنا اور "تناقض" قرار دے کر اس پر اعتراض کرنا نادانی ہے۔

تاریخ پیدائش کی تعیین

ہم نے حضرتؑ کی جو تاریخ ولادت لکھی ہے اس کے لئے مندرجہ ذیل دلائل ہیں

حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "عاجز بروز جمعہ چاند کی چودھویں تاریخ میں پیدا ہوا ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص۱۱۱ حاشیہ طبع اول)

(۲) "میری پیدائش کا مہینہ پھاگن تھا۔ چاند کی چودھویں تاریخ تھی، جمعہ کا دن تھا اور پچھلی رات کا وقت تھا۔"

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب ص۲۳۸ و ص۲۳۹)

اب مندرجہ بالا قطعی اور یقینی تعیین سے کہ جس میں کسی غلطی یا غلط فہمی کی گنجائش نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کا ازروئے حساب معلوم کرنا نہایت آسان ہے کیونکہ پھاگن کے مہینہ میں جمعہ کا دن اور چاند کی چودھویں تاریخ مندرجہ ذیل سالوں میں جمع ہوئیں:۔

(تفصیل اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

مرزائی پاکٹ بک کا دھوکہ

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

ذکرِ حبیب

مُصنّفہ

حضرت مفتی محمد صادق

حسرت ہوئی کہ کاش ایک اور دینی خدمت ہو جاتی ؟

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا ایک دستی خط جو اسی نوٹ بک پر انہوں نے غالباً لاہور کے احمدی احباب کے نام پنسل سے لکھا تھا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ میں کئی روز بہت بیمار رہا۔ صحت خراب ہوگئی ہے۔ تین روز ہوئے بشیر محمود کو سخت بخار ہوا۔ فرمایا۔ میں نے دُعا کرنے کا ارادہ کیا۔ تو میرے دل میں آیا۔ کہ آپ (مجھے مخاطب کر کے فرمایا) بیمار ہیں۔ اور مولوی نور الدین صاحبؓ بھی بیمار ہیں۔ پھر تینوں کے لئے دُعا کی۔ الہام ہوا۔ لِلْاَتْبَاعِ وَالْاَوْلَادِ۔ یعنی تیری اولاد اور تیرے پیرووں کے حق میں تیری دعا سُنی گئی۔ شیخ نور احمد صاحب ڈاکٹر کا بیٹا سخت بیمار ہوگیا۔ ام الصبیان کا دورہ ہوگیا۔ حالت یاس کی پیدا ہوگئی۔ حضرتؑ نے دُعا کی۔ الہام ہوا۔ انا اللّٰہ ذو المنن۔ لڑکا اچھا ہوگیا۔ شیخ صاحب کو مبارکباد دیں۔ برادران ایسا رحیم دُعا گو اور شفیع دُنیا میں کوئی اور بھی ہے؟ مبارک ہے۔ وہ جو اُس کے فتراک سے البستہ ہو۔ سلام برادران کو۔ عبدالکریم ۶ر نومبر

فرمایا۔ مسلمانوں میں بھی اب لوگ ذات اور قومیت کا تکبر کرتے ہیں میں اس قومیت کی ہیکل کو بھی توڑنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس سے دشمنی ہے۔ فرید الدین عطار نے لکھا ہے کہ سادات میں سے اولیاء کم ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان میں رعونت اور تکبر چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہماری قوم مغل ہے۔ اور لوگ اس کا بھی تکبر کرتے ہیں۔ مگر خدا نے ہمارے لئے اس لفظ کی ہی تکذیب کرادی ہے۔ کیونکہ بذریعہ وحی الٰہی ہمیں ابناء فارس کہا گیا ہے۔ رد علیہ رجلٌ من اھل فارس۔ الفارس من اھل بیتی۔ سلمان رجلٌ من اھل بیت۔

پورانی نوٹ بک ۱۹۰۰ء
پیدائش مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ کہ میری پیدائش

کا مہینہ پھاگن تھا۔ چاند کی چودھویں تاریخ تھی۔ جمعہ کا دن تھا۔ اور پچھلی رات کا وقت تھا۔

نوٹ:۔ سال آپؑ کو یاد نہ تھا۔ پچھلے سالوں کی جنتریاں اب طیار ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کونسا سال تھا۔

۶ر مارچ ۱۹۰۶ء

صبح کی سیر کے واسطے حضورؑ باہر تشریف لے گئے۔ حسب معمول کئی ایک احباب ساتھ ہو گئے۔ گاؤں کے قریب کھیتوں میں ایک صاحب حضرت صاحبؑ کے واسطے دودھ لائے۔ حضورؑ نے وہیں کھیت میں زمین پر بیٹھ کر دودھ پیا۔

فرمایا۔ دُنیا کے واسطے ایک کوڑی بھی صرف کی جاوے تو اسراف میں داخل ہے۔ دین کے واسطے لاکھوں بھی خرچ ہو جائیں تو کوئی اسراف نہیں۔

الہام

۱۹۰۰ء۔ فرمایا۔ "تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا۔

"اِنَّا لِلّٰہِ ہمارا بھائی اس دُنیا سے چل دیا"۔

مصداق ذہن میں نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ عزا پرسی کرتا ہے۔ اور اظہار ہمدردی کرتا ہے"۔

الہام

۶ر جون ۱۹۰۰ء۔ عند ذٰلک او شک الردی۔ ترجمہ (ایسے وقت موت نزدیک ہو جاتی ہے)

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

قادیان میں کچھ ہیضہ سے بیمار ہوئے۔ اور موتیں ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ تیس سال قبل بھی ایک دفعہ ایسے ہیضہ کے واقعات

مذھبی انسائیکلوپیڈیا

یعنی

مکمل تبلیغی

پاکٹ بُک

مُرتبہ

جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم

بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ گجرات

سب کا جواب اس تیسرے باب میں ملے گا۔

چوتھے باب میں اُن اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات یا حضورؑ کے کسی فعل کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً پیدائش۔ جائے نزول۔ خوراک۔ لباس وفات۔ ورثہ وغیرہ۔ ان سب سے متعلقہ اعتراضات کا جواب اس چوتھے باب میں دیا گیا ہے۔

اس ترتیب کو مدِّنظر رکھا جائے تو مضمون نکالنے میں بے حد آسانی رہے گی۔

علاوہ ازیں ایک مکمل انڈیکس بھی شامل کر دیا گیا ہے اس سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

ضروری ہدایات

(۱) بعض دلائل نیز بعض اعتراضات کے بعض جواب عمداً چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بزرگان سلسلہ اور ان کے اِس خادم کے تجربہ اور مشاہدہ کے رُو سے دلائل مندرجہ پاکٹ بک ہذا ہی زیادہ مفید اور مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لئے حتی الامکان انہی دلائل اور جوابات کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔

(۲) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے متعلق بعض اعتراضات چھوڑ دئے گئے ہیں۔ اُن کے لئے یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس کتاب کا معترض حوالہ دے اصل کتاب نکال کر اس کا سیاق وسباق دیکھ لینا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہیں اس کا جواب ہوگا۔

(۳) مخالفین احمدیت کے اکثر اعتراضات کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی بجائے سیرت المہدی اور دیگر ایسی کتب پر ہوتی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خود تحریر فرمودہ نہیں بلکہ دوسرے بزرگان واحباب کی بیان کردہ روایات ہیں۔ ان اعتراضات کو بھی پاکٹ بک ہذا میں نہیں لیا گیا۔ کیونکہ مستند صرف حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات ہیں۔ ان کے سوا جس قدر روایات ہیں۔ اُن میں غلطی کا امکان ہے۔ پس ہماری تمام بحث سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریرات وکتب پر مبنی ہونی چاہیئے۔

(۴) کوشش کی گئی ہے کہ اعتراضات کے جوابات تحقیقی بھی ہوں اور الزامی بھی۔ خاکسار کا تجربہ یہ ہے کہ الزامی جواب اگر پہلے دیا جائے تو وہ معترض کو تحقیقی جواب کی طرف متوجہ ضرور کر دیتا ہے۔ اس لئے معترض کی حالت اور رویّہ کو مدِّنظر رکھ کر عام طور پر پہلے الزامی جواب پیش کرنا چاہیئے۔

(۵) یہ بات بھی مدِّنظر رکھنی چاہیئے کہ مبلغ کے لئے نہایت ضروری ہے کہ جو بات وہ دوسرے کو سمجھانا چاہتا ہے پہلے اُسے خود سمجھ لے۔ پس جو دلیل یا جواب اپنی سمجھ میں نہ آئے اُسے ہرگز دوسرے کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہیئے۔

(۶) اس ضمن میں نہایت ضروری بات یہ ہے کہ مخالف کے ساتھ گفتگو کرتے وقت گھبرانا قطعاً

مفتی صادق کی کتاب "ذکر حبیب" کی کوئی حیثیت نہیں، مرزا کی اپنی تحریر پیش کی جائے کہ "وہ پھاگن کے مہینے میں پیدا ہوا تھا" ...

لهذه المناضلة، إن كانوا من الصادقين، وعُلّمتُ من ربّی أنهم من المغلوبين. ووالله إنی لستُ من العلماء ولا من أهل الفضل والدهاء ، وكلّ ما أقول من أنواع حسن البيان أو من تفسير القرآن، فهو من الله الرحمٰن. وكل ما أخطأتُ فيه فهو منّی، وكل ما هو حق فهو من ربی. وإنّ ربّی أروانی من كأس العرفان، ومع ذلک ما أُبرّء نفسی من السّهو والنسيان، وإن اللّه لا يتركنی على خطأٍ طرفةَ عين، ويعصمنی من كلّ مَيْن، ويحفَظنی من سبل الشياطين. فيا أهلَ الأهواء والدعاوی والرياء ، إن كنتم تحسبون أنفسكم من أولی العلم والفضل والدهاء ، أو من الصلحاء والأولياء والأتقياء ، أو من الذين يُسمَع دعاؤهم كالأحبّاء ، فأْتوا بمثل ذلک الكتاب فی جميع الأنحاء ، وأَرُونی علمكم وقدركم فی حضرة الكبرياء . وإن لم تفعلوا ولن تفعلوا يا معشر السفهاء ، فتَأدّبوا مع أهل الحق والنور والضياء ، ولا تعتدوا كل الاعتداء ، وما هذا إلا صنيعة الربّ القویّ، لا فعل الغرباء والضّعفاء . وإن الكرامات تظهَر فی وقت توهين الأعداء ، وإن عباد اللّه يُنصَرون عند انتهاء الجَور من أهل الجفاء ، وإذا بلغ الظلم غايتَه فيدركهم رب السماء . فتوبوا من المعائب والعثرات، وبادِروا إلى الحسنات والصالحات، وإن الحزامة كل الحزامة فی قبول الكرامة، فاقبَلوها قبل الندامة، واتّقوا سوادَ الخزی والملامة ونكالَ القيامة، فطوبى لكم إن جئتم كالتائبين المتندّمين.وهذا خاتمة النصيحة وخاتمة إفحام العِدا وإتمام الحجة، والسلام على من قِبلنا قبل المذلّة، وترَک سبيل المجرمين. وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمين.

الــــراقـــم الـــحـــقـيـــر

المفتقر إلى الله الصمد **غلام أحمد** عافاه الله وأيّد

وكان هذا مكتوبًا فی ذی القعدة سنة ۱۳۱۱ من

هجرةِ نبیِّ العهد ومقبولِ الأحد صلى الله عليه وسلم

من الأزل إلى الأبد

یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں اور اگر اُن کا یہی اعتقاد ہے تو تمام نبیوں کی نبوت سے اُن کو ہاتھ دھو بیٹھنا چاہئے کیونکہ کوئی نبی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ مثلاً حضرت مسیحؑ جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملے گا بجز اس کے ایسے دعویٰ کے کیا معنے تھے کہ کسی مجمل الہام پر بھروسہ کر کے اُن کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں بادشاہ بن جاؤں گا داؤد کی اولاد سے تو تھے ہی اور بگفتن شہزادہ۔ اِس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تخت اور بادشاہت کی بہت خواہش تھی اور اس طرف یہود بھی منتظر تھے کہ کوئی اُن میں سے پیدا ہو کہ تا اُن کی دوبارہ بادشاہت قائم کرے اور رُومیوں کی اطاعت سے اُن کو چھڑاوے۔

سو درحقیقت ایسا دعویٰ کہ داؤد کا تخت پھر قائم ہوگا یہودیوں کی عین مُراد تھی اور ابتدا میں اِس بات سے خوش ہو کر بہت سے یہودی آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ مگر بعد اس کے کچھ ایسے اتفاق پیش آئے کہ یہودیوں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص اس بخت اور قسمت کا آدمی نہیں اس لئے ان سے علیحدہ ہو گئے اور بعض شریر آدمیوں نے گورنمنٹ رُومی کے گورنر کے پاس بھی یہ خبر پہنچا دی کہ یہ شخص داؤد کے تخت کا دعویدار ہے۔ تب حضرت مسیح نے فی الفور پہلو بدل لیا اور فرمایا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے زمین کی نہیں۔ مگر یہودی اب تک اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آسمانی بادشاہت تھی تو آپ نے حواریوں کو یہ حکم کیوں دیا تھا کہ کپڑے بیچ کر ہتھیار خرید لو۔ پس اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح کے اجتہاد میں غلطی تھی اور ممکن ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہو جس کے بعد آپ نے رجوع کر لیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور مَیں نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے☆ مگر آپ اُن الہامات کو ردّ کر دیتے تھے اور خدا تعالیٰ مس شیطان سے آپ کو بچا لیتا تھا جیسا کہ اسلام کی حدیثوں میں آپ کی یہ صفات لکھی ہیں اور آپ ہمیشہ محفوظ رہے۔ کبھی آپ نے شیطان کی پیروی نہیں کی۔

☆ **نوٹ۔** جرمن کے تین پادریوں نے شیطان کے مکالمہ کے جس کا انجیل میں ذکر ہے یہی معنے کئے ہیں۔ منہ

مفتی محمد صادق صاحب و مولوی صدرالدین صاحب یکے از رفقائے مولوی محمد علی ایک تبلیغی دورہ پر بھیجے گئے تھے۔ اس دورہ کے دوران میں مولوی شبلی صاحب نعمانی بانی ندوہ سے بھی ان کو ملاقات کا موقع ملا۔ بسلسلہ گفتگو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا بھی ذکر آیا۔ اور جناب مولوی شبلی صاحب کے سوال پر ان صاحبان نے جواب دیا کہ ہم مرزا صاحب کو لغوی معنوں میں نبی مانتے ہیں۔ گو یہ جواب درست تھا۔ کیونکہ لغوی معنے اور شرعی اصطلاح ایک ہی ہے۔ مگر چونکہ یہ جواب ایک رنگ اخفاء کا رکھتا تھا۔ اور اس طرف اشارہ ہوتا تھا کہ گویا خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی کے کچھ اور معنے ہیں۔ مجھے ناپسند ہوا اور مجھے خوف ہوا کہ یہ طریق جماعت میں عام نہ ہو جائے خصوصاً جبکہ مَیں نے دیکھا کہ اس سال چند دنیاوی تحریکوں (مثلاً مسلم یونیورسٹی) کی رو میں بہہ کر بعض احمدی اپنے مرکز سے ہٹ رہے ہیں۔ تو مَیں اس جواب سے اور بھی ڈرا۔ اور میں نے چاہا کہ سالانہ جلسہ کے موقع پر خاص طور پر اپنی جماعت کو توجہ دلاؤں۔ حضرت خلیفہ اول اس تقریر کے موقع پر موجود نہ تھے۔ مگر خواجہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب موجود تھے۔ ان لوگوں کی موجودگی میں تمام جماعت کے روبرو مَیں نے اس موضوع پر تقریر کی۔ اور میری یہ تقریر اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ مَیں ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتا رہا ہوں۔ چند فقرات اس تقریر کے جو ۱۹ - جنوری ۱۹۱۱ء کے پرچہ بدر میں شائع ہو چکی ہے میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ "وہی خدا ہے جس نے اپنے فضل سے تمہیں توفیق دی کہ تم ایک نبی کی اتباع کرو۔" (بدر جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۶ کالم ۳)

پھر احمدیوں اور غیر احمدیوں کے متعلق لکھا ہے:-

"سوداگروں کے درمیان بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ اگرچہ ایک جنس ہی ہے تو بھی وہ کہتا ہے نہیں جی ہمارا غلہ خاص قسم کا ہے اور تم تو دونوں فریقوں میں بیّن فرق دیکھتے ہو اور پھر تم میں سے بعض ہیں جو کہہ دیتے ہیں کچھ فرق نہیں۔ کیا یہ فرق نہیں کہ تم ایک نبی کے متبع ہو اور دوسری قوم ایک نبی کی مکذّب ہے۔"★

یہ بھی یاد رکھو کہ مرزا صاحبؑ نبی ہیں اور بحیثیت رسول اللہؐ کے خاتم النبیین ہونے کے آپؐ کی اتباع سے آپؑ کو نبوت کا درجہ ملا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اور کتنے لوگ یہی درجہ پائیں گے۔ ہم انہیں کیوں نبی نہ کہیں جب خدا نے انہیں نبی کہا ہے۔ چنانچہ آخری عمر کا الہام ہے کہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔[a]

"جو مسیح موعودؑ کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا سمجھتا ہے وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہے کیونکہ خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا۔" (بدر ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۷)

★ بدر ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۶ ◊ [a] تذکرہ صفحہ ۷۴۶ ایڈیشن چہارم

ایک اور جھوٹ پکڑا گیا

مرزا قادیانی کو 80 سال عمر ملنے کا الہام کب ہوا؟

نیز الہام کے الفاظ میں مسلسل تبدیلی

1891

مظہر الحق و العُلاء کانّ اللّٰہ نزل من السماء۔

یاتی علیک زمان مختلف بازواج مختلفۃ وتریٰ نسلا بعیدا ولنحیینک حیٰوۃً طیّبۃ ثمانین حولًا او قریبًا من ذالک. انک باعیننا سمیتک المتوکل یحمدک اللّٰہ من عرشہٖ. کذّبوا باٰیٰتنا وکانوا بھا یستھزء ون سیکفیکھم اللّٰہ ویردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ان ربک فعال لما یرید۔ یہ عبارت اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیشگوئی کی ہے۔

اب جس قدر میں نے بطور نمونہ کے پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ درحقیقت میرے صدق یا کذب کے آزمانے کے لئے یہی کافی ہے اور جو شخص اپنے تئیں ملہم قرار دے کر مجھے کاذب اور جہنمی خیال کرتا ہے اُس کے لئے فیصلہ کا طریق یہ ہے کہ وہ بھی اپنی نسبت چند ایسے اپنے الہامات کسی اخبار وغیرہ کے ذریعہ سے شائع کرے جس میں ایسی ہی صاف اور صریح ﴿۲۳۶﴾ پیشگوئیاں ہوں۔ تب خود لوگ ظہور کے وقت اندازہ کر لیں گے کہ کون شخص مقبول الٰہی ہے اور کون مردود الٰہی۔ ورنہ صرف دعووں سے کچھ ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور خدائے تعالیٰ کی عنایات خاصہ میں سے ایک یہ بھی مجھ پر ہے کہ اُس نے علم حقائق و معارف قرآنی مجھ کو عطا کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مطہرین کی علامتوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان علامت ہے کہ علم معارف قرآن حاصل ہو۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ[1] سو فریق مخالف پر بھی لازم ہے کہ جس قدر مَیں اب تک معارف قرآن کریم اپنی متفرق کتابوں میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کے مقابل پر کچھ اپنے معارف کا نمونہ دکھلاویں اور کوئی رسالہ چھاپ کر مشتہر کریں تا لوگ دیکھ لیں کہ جو دقائق علم و معرفت اہل اللہ کو ملتے ہیں۔ وہ کہاں تک اُن کو حاصل ہیں مگر بشرطیکہ کتابوں کی نقل نہ ہو۔

ناظرین پر واضح رہے کہ میاں عبدالحق نے مباہلہ کی بھی درخواست کی تھی۔ لیکن اب ﴿۲۳۷﴾ تک میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسے اختلافی مسائل میں جن کی وجہ سے کوئی فریق کافر یا ظالم

[1] الواقعۃ: ۸۰

80 سال عمر ملنے کا الہام سب سے پہلے کب شائع ہوا؟

مرزا قادیانی نے اپنی عمر 80 سال ہونے والا الہام سب سے پہلے 1891 میں شائع کیا

اِس میں خدا کی حکمت تھی مگر افسوس اُن پر جن کے ذریعہ سے یہ حکمت اور مصلحت الٰہی پوری ہوئی اگر وہ پیدا نہ ہوتے تو اچھا تھا۔

اِس قدر الہام تو ہم نے بطور نمونہ کے براہین احمدیہ میں سے لکھے ہیں۔ لیکن اس اکیس برس کے عرصہ میں براہین احمدیہ سے لے کر آج تک میں نے چالیسؔ کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعوے کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے ہیں اور وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں اور ان سب میں میری مسلسل طور پر یہ عادت رہی ہے کہ اپنے جدید الہامات ساتھ ساتھ شائع کرتا رہا ہوں۔ اس صورت میں ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ یہ ایک مدّت دراز کا زمانہ ابتدائے دعویٰ مامور من اللہ ہونے سے آج تک کیسی شبار وزی سرگرمی سے گذرا ہے اور خدا نے نہ صرف اس وقت تک مجھے زندگی بخشی بلکہ ان تالیفات کے لئے صحت بخشی مال عطا کیا وقت عنایت فرمایا۔ اور الہامات میں خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت نہیں کہ صرف معمولی مکالمہ الٰہیہ ہو بلکہ اکثر الہامات میرے پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور دشمنوں کے بد ارادوں کا اُن میں جواب ہے۔ مثلاً چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مر گیا اِس لئے پہلے ہی سے اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ **ثمانین حولاً او قریباً من ذالک اوتزید علیہ سنیناً و تریٰ نسلاً بعیداً** یعنی تیری عمر اسّی[۸۰] برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا اور یہ الہام قریباً پینتیس برس سے ہو چکا ہے اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص جھوٹوں کی طرح مہجور اور مخذول رہے اور زمین پر اُس کی قبولیت پیدا نہ ہو تا یہ نتیجہ نکال سکیں کہ وہ قبولیت جو صادقین کے لئے شرط ہے اور اُن کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے اس شخص کو نہیں دی گئی لہٰذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں فرمادیا۔ **ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ یاتون من**

﴿۴۰﴾

قریباً 35 سال پہلے الہام

﴿۳۰﴾

مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ **ثمانین حولا او قریبًا من ذالک او تزید علیہ سنینا وتریٰ نسلًا بعیدًا** یعنی تیری عمر اسّی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ اور یہ الہام قریباً پینتیس[۳۵] برس سے ہو چکا ہے اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص جھوٹوں کی طرح مہجور اور مخذول رہے اور زمین پر اس کی قبولیت پیدا نہ ہو تا یہ نتیجہ نکال سکیں کہ وہ قبولیت جو صادقین کے لئے شرط ہے اور اُن کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے اس شخص کو نہیں دی گئی لہٰذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں فرمادیا۔ **ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یأتون من کل فج عمیق . والملوک یتبرکون بثیابک. اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح. وانتھٰی امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق** ۔ یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا۔ وہ دُور دُور کی راہوں سے تیرے پاس آئیں گے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ جب ہماری مدد اور فتح آجائے گی تب مخالفین کو کہا جائے گا کہ کیا یہ انسان کا افترا تھا یا خدا کا کاروبار۔ ☆

☆ ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر یک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔ اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت خاص کر یہ بھی الہام ہوا۔ **تنزل الرحمۃ علٰی ثلٰث العین وعلی الاخریین** ۔ یعنی رحمت تین عضووں پر نازل ہوگی ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائے گی۔ اور **نزول الماء** وغیرہ سے جس سے نورِ بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی اور دو عضو اور ہیں

قریباً 35 سال پہلے الہام

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

مرتبین "تذکرہ" کا دھوکہ ... اس الہام کو 1865 کا الہام لکھ دیا..
جبکہ مرزا قادیانی نے 1891 سے پہلے اس الہام کا کہیں نہ ذکر کیا اور
نہ شائع کیا، مرزا نے صرف "ثمانین حولاً" کے الفاظ کے ساتھ اپنا
یہ الہام سب سے پہلے "ازالہ اوہام" میں شائع کیا، اور بعد میں اس
الہام میں الفاظ کا ردوبدل اور اضافے بھی کرتا رہا..

مرض کی بیماری میں گرفتار ہو گیا۔ اس سے مجھے یقین ہوا کہ شیطان کی ہمراہی کی تعبیر مرگی ہے۔"

(معیار المذاہب حاشیہ صفحہ ۱۸ تحفہ رسالہ نور القرآن مطبوعہ اپریل ۱۸۹۶ء)

۱۸۶۲ء

"لالہ بھیم سین صاحب کو جو سیالکوٹ میں وکیل ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے خواب کے ذریعہ سے راجہ تیجا سنگھ کی موت کی خبر پاکر اُن کو اطلاع دی کہ وہ راجہ تیجا سنگھ جن کو سیالکوٹ کے دیہات جاگیر کے عوض میں تحصیل بٹالہ میں دیہات مع اس کے علاقہ کی حکومت کے ملے تھے فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس خواب کو سُن کر بہت تعجب کیا اور جب قریب دو بجے بعد دوپہر کے وقت ہوا تو مسٹر پرنسب صاحب کمشنر امرتسر ناگہانی طور پر سیالکوٹ میں آگئے اور انہوں نے آتے ہی مسٹر مکنیب صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کو ہدایت کی کہ راجہ تیجا سنگھ کے باغات وغیرہ کی جو ضلع سیالکوٹ میں واقع ہیں بہت جلد ایک فہرست تیار ہونی چاہیئے کیونکہ وہ کل بٹالہ میں فوت ہو گئے۔ تب لالہ بھیم سین نے اس خبر موت پر اطلاع پا کر نہایت تعجب کیا کہ کیونکر قبل از وقت اس کے مرنے کی خبر ہو گئی اور یہ نشان آج سے بیس برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۶"

(تریاق القلوب صفحہ ۵۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ حصہ سوم صفحہ ۲۸۴)

۱۸۶۵ء (قریباً)

"تیس برس کا عرصہ ہوا کہ مجھے صاف صاف مکاشفات کے ذریعہ سے اُن[1] کے حالات دریافت ہوئے تھے۔ اگر میں جزماً کہوں تو شاید غلطی ہو مگر میں نے اُسی زمانہ میں ایک دفعہ عالم کشف میں اُن سے ملاقات کی یا کوئی ایسی صورتیں تھیں جو ملاقات سے مشابہ تھیں۔ چونکہ زمانہ بہت گذر گیا ہے اس لئے اصل صورت اُس کشف کی میرے ذہن سے فرو ہو گئی ہے۔"

(ست بچن طبع اول صفحہ ۲۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۱)

۱۸۶۵ء (قریباً)

"چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مر گیا اس لئے پہلے ہی سے اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

ثَمَانِيْنَ حَوْلًا أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذَالِكَ. أَوْ تَزِيْدُ عَلَيْهِ سِنِيْنًا. وَ تَرٰى نَسْلًا بَعِيْدًا

یعنی تیری عمر اسّی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ اور یہ الہام قریباً پینتیس برس سے ہو چکا ہے۔"

(اربعین ۳ صفحہ ۲۹، ۳۰ و ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۹ طبع اول، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶۶)

[1] باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ۔ (مرتب)

وہ تمام باتیں تجھے بخش دیں جو تیری زبان پر جاری ہوئیں اور تیری تکفیر اور تکذیب کو میں نے معاف کیا اس کے بعد ہی وہ اپنے اصلی قد پر نظر آیا اور سفید کپڑے نظر آئے پھر میں نے کہا جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا آج وہ پورا ہو گیا پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سلطان بیگ ہے جان کندن میں ہے میں نے کہا کہ اب عنقریب وہ مر جائے گا کیونکہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ اس کی موت کے دن صلح ہوگی پھر میں نے محمد حسین کو یہ کہا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ صلح کے دن کی یہ نشانی ہے کہ اس دن بہاء الدین فوت ہو جائے گا۔ محمد حسین نے اس بات کو سن کر نہایت تعظیم کی نظر سے دیکھا اور ایسا تعجب کیا جیسا کہ ایک شخص ایک واقعہ صحیحہ کی عظمت سے تعجب کرتا ہے اور کہا یہ بالکل سچ ہے اور واقعی بہاء الدین فوت ہو گیا پھر میں نے اس کی دعوت کی اور اس نے ایک خفیف عذر کے بعد دعوت کو قبول کر لیا اور پھر میں نے اس کو کہا کہ میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا تھا کہ صلح بلا واسطہ ہوگی سو جیسا کہ دیکھا تھا ویسا ہی ظہور میں آ گیا اور یہ بدھ کا دن اور تاریخ ۱۲؍ دسمبر ۱۸۹۴ء تھی۔

چھتیسویں پیشگوئی۔ چھتیسویں پیشگوئی یہ ہے جیسا کہ میں ازالہ اوہام میں لکھ چکا ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تیری عمر اسی[۸۰] برس یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہوگی اور یہ الہام قریباً بیس[۲۰] یا بائیس برس کے عرصہ کا ہے جس سے بہت لوگوں کو اطلاع دی گئی اور ازالہ اوہام میں بھی درج ہو کر شائع ہو گیا۔

سینتیسویں[۳۷] پیشگوئی۔ سینتیسویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ان اشتہارات کی تقریب پر جو آریہ قوم اور پادریوں اور سکھوں کے مقابل پر جاری ہوئے ہیں جو شخص مقابل پر آئے گا خدا اس میدان میں میری مدد کرے گا۔ اسی طرح اور بھی پیشگوئیاں ہیں جو متفرق کتابوں میں لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے خوارق پانچ ہزار کے قریب پہنچ چکے ہیں جن کے دیکھنے والے اکثر گواہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو ایک مدت تک صحبت میں رہا ہے اس نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اور کر رہے ہیں پس ان بدقسمت لوگوں کی حالت پر افسوس ہے کہ جو کہتے ہیں کہ جو

۸۰ یا اس سے کچھ

کم یا کچھ زیادہ

بیس بائیس سال

پہلے الہام

بارے میں اس قدر کافی سمجھا گیا ہے کہ وہ خارق عادت اور انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں یا یہ کہ کسی ایسے غیب پر مشتمل ہوں جو انسانی پیش بینی سے بلند تر ہو۔ جب ایک پیشگوئی خارق عادت کے طور پر بیان کی جائے جس کے بیان کرنے کے وقت کسی عقل اور فہم کو یہ خیال نہ ہو کہ ایسا امر ہونے والا ہے اور صریح وہ ایک غیر معمولی بات ہو جس کی گذشتہ صدہا سال میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور نہ آئندہ اس کے ظہور کے لئے آثار ظاہر ہوں اور وہ پیشگوئی سچی نکلے تو عقلِ سلیم حکم دیتی ہے کہ ایسی پیشگوئی ضرور منجانب اللہ سمجھی جائے گی ورنہ تمام نبیوں کی پیشگوئیوں سے انکار کرنا پڑے گا۔ اب ذرہ کان کھول کر سُن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیشگوئی ہے اُس کو ایسا خیال کرنا کہ اُس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلّتِ تدبّر اور کثرتِ تعصّب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحیِ الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔ اور اگر وہ صرف معمولی بات ہو جس کی نظیریں آگے پیچھے صدہا موجود ہوں اور اگر کوئی ایسا خارق عادت امر نہ ہو جو قیامت کے آثار ظاہر کرے تو پھر مَیں خود اقرار کرتا ہوں کہ اس کو پیشگوئی مت سمجھو۔ اس کو بقول اپنے تمسخر ہی سمجھ لو۔ اب میری عمر ستّر (۷۰) برس کے قریب ہے اور تیس (۳۰) برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی (۸۰) برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ (۵) چھ (۶) سال زیادہ یا پانچ (۵) چھ (۶) سال کم۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ (۱۶) سال ہیں اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔☆

﴿۹۷﴾

☆ خدا تعالیٰ کا الہام ایک یہ بھی ہے۔ ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار کے دن ہوں گے۔ اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب اور غالباً وہ وقت نزدیک ہے جب کہ وہ پیشگوئی ظہور میں آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔ منہ

۸۰ یا پانچ چھ زیادہ
یا پانچ چھ کم .....

اطال اللّٰہ بقاء ک ۔ اسّی۸۰ یا اسپر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔

خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اسّی۸۰ برس یا پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔

مَیں تجھے بہت برکت دُونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔ پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤں گا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور اُن کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار

﴿۹۷﴾

بقیہ حاشیہ

نبی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ **علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل** یعنی میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر اُنکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک **موہبت** تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح اُن کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُن کو منصبِ نبوت ملا۔ اور اُن کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو

۸۰ یا پانچ چار زیادہ

یا پانچ چار کم .....

مرزائی پاکٹ بک کا ایک اور فراڈ

مرزا کو پہلا الہام کب ہوا؟

مذہبی انسائیکلوپیڈیا

یعنی

مکمّل تبلیغی

پاکٹ بُک

مُرتّبہ

جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادمؔ

بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ گجرات

(دیکھو توفیقاتِ الہامیہ مصری و تقویم عمری ہندی)

اِس نقشہ سے صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ ماہ پھاگن میں جمعہ کو چاند کی چودھویں تاریخ صرف دو سالوں میں آئی۔ (۱) ۱۷ فروری ۱۸۳۲ء۔ (۲) ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ ہجری۔

اب حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری تحریرات کو دیکھیں تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی تاریخ درست ہے۔

"یہ عجیب امر ہے اور میں اسکو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے (۱۲۹۰) ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرفِ مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹ پہلا ایڈیشن)

گویا ٹھیک سنہ ۱۲۹۰ھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سلسلہ وحی والہام شروع ہوا اس وقت حضورؑ کی عمر کتنی تھی؟ فرماتے ہیں:۔

جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۸ پہلا ایڈیشن)

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

تھا برس چالیس کا مَیں اس مسافر خانہ میں
جبکہ مَیں نے وحیٔ ربّانی سے پایا افتخار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰۵)

پس ثابت ہوا کہ سنہ ۱۲۹۰ھ میں حضورؑ کی عمر ۴۰ برس کی تھی۔ ۱۲۹۰ — ۴۰ = ۱۲۵۰ پس حضور کی پیدائش کا سال سنہ ۱۲۵۰ھ ثابت ہوا۔

غرضیکہ مندرجہ بالا تحقیق کی رو سے قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ حضرت اقدسؑ کی تاریخ ولادت ۱۴ شوال سنہ ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ ہے۔ حضرت کی وفات ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ اب ۱۳۲۶ — ۱۲۵۰ = ۷۶ سال۔ گویا حضورؑ کی عمر ۷۵ سال ۷ مہینے اور ۱۰ دن ہوئی۔ جو عین پیشگوئی کے مطابق ہے۔

ایک دھوکا

بعض مخالفین حضرت اقدسؑ کی بعض ایسی تحریرات پیش کرکے دھوکا دیا کرتے ہیں جن میں حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے کہ مَیں چودھویں صدی کے سر پر آیا اور اس سے مراد سنہ ۱۳۰۰ھ لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے "صدی کے سر" سے مراد صدی کے پہلے سال کے شروع ہونے سے دس سال پہلے یا ۱۰، ۲۰ سال بعد تک کا زمانہ ہوتا ہے، یعنی جب پہلی صدی کے ۸۰، ۹۰ سال گزر جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ اگلی صدی کا سرا آپہنچا ہے۔ اور جب اگلی صدی میں سے ۱۰، ۱۵ سال گزر جاتے ہیں تب بھی وہ اس صدی کا سرا ہی کہلاتا ہے کیونکہ یہی طریقِ کلام ہے کہ جب حساب دہاکوں کا ہو تو کسور حذف ہوجاتی ہیں۔ یعنی

باقی ہے۔ اسی طور سے خدا تعالیٰ نے میرے مخالفین اور مکذّبین کو ملزم کیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۲ میں میری نسبت یہ الہام ہے جس کے شائع کرنے پر بیس برس گذر گئے اور وہ یہ ہے ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون یعنی ان مخالفین کو کہہ دے کہ میں چالیس برس تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں اور اس مدّت دراز تک تم مجھے دیکھتے رہے ہو کہ میرا کام افترا اور دروغ نہیں ہے اور خدا نے ناپاکی کی زندگی سے مجھے محفوظ رکھا ہے تو پھر جو شخص اِس قدر مُدت دراز تک یعنی چالیس برس تک ہر ایک افترا اور شرارت اور مکر اور خباثت سے محفوظ رہا اور کبھی اس نے خلقت پر جھوٹ نہ بولا تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ برخلاف اپنی عادت قدیم کے اب وہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنے لگا۔ اس جگہ یاد رہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جس نے ملک میں فتنہ تکفیر برپا کیا اور تکفیر اور دشنام دہی اور گندہ زبانی سے باز نہ آیا جب تک کہ مجسٹریٹ ضلع نے اپنے سامنے کھڑا کر کے آئندہ منہ بند رکھنے کا عہد نامہ نہ لیا یہ شخص میری ابتدائی عمر میں میرا ہم مکتب بھی رہا ہے اور وہ اور اس کا بھائی حیدر بخش دونوں میرے مکان پر آتے تھے۔ ایک دفعہ ایک کتاب بھی مستعار طور پر لے گئے تھے جس کو اب تک واپس نہیں کیا۔ غرض شیخ محمد حسین کو خوب معلوم ہے کہ میں اس چھوٹی عمر میں ہی کس طرز کا آدمی تھا۔ پھر جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا۔ تب خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اِس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ پھر اسی زمانہ میں خدا نے میرا نام عیسیٰ بھی رکھا چنانچہ

﴿۱۰۵﴾

میری نسبت جو کہیں کیں سے وہ سب پر آتا ہے — چھوڑ دیں گے کیا وہ سب کو کفر کرکے اختیار

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر — یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ وار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی — سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

تھا برس چالیس کا مَیں اس مسافر خانہ میں — جبکہ میں نے وحیِ ربّانی سے پایا افتخار

اس قدر یہ زندگی کیا افترا میں کٹ گئی — پھر عجب تر یہ کہ نصرت کے ہوئے جاری بحار

ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں — ہر عدو پر حجّتِ حق کی پڑی ہے ذوالفقار

نعمتیں وہ دیں مرے مولیٰ نے اپنے فضل سے — جن سے ہیں معنیء **اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ** آشکار

سایہ بھی ہو جائے ہے اوقاتِ ظلمت میں جدا — پر رہا وہ ہر اندھیرے میں رفیق و غمگسار

اس قدر نصرت تو کاذب کی نہیں ہوتی کبھی — گر نہیں باور نظیریں اس کی تم لاؤ دو چار

پھر اگر ناچار ہو اس سے کہ دو کوئی نظیر — اُس مہیمن سے ڈرو جو بادشاہ ہر دو دار

یہ کہاں سے سن لیا تم نے کہ تم آزاد ہو — کچھ نہیں تم پر عقوبت گو کرو عصیاں ہزار

نعرۂ **اِنَّا ظَلَمْنَا** سنتِ ابرار ہے — زہر منہ کی مت دکھاؤ تم نہیں ہو نسلِ مار

جسم کو مَل مَل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں — دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

اپنے ایماں کو ذرا پردہ اُٹھا کر دیکھنا — مجھ کو کافر کہتے کہتے خود نہ ہوں از اہلِ نار

گر حیا ہو سوچ کر دیکھیں کہ یہ کیا راز ہے — وہ مری ذلّت کو چاہیں پا رہا ہوں مَیں وقار

کیا بگاڑا اپنے مکروں سے ہمارا آج تک — اژدہا بن بن کے آئے ہوگئے پھر سُوسَمار

اے فقیہو عالمو مجھ کو سمجھ آتا نہیں — یہ نشانِ صدق پاکر پھر یہ کیں اور یہ نقار

صدق کو جب پایا اصحابِ رسول اللہ نے — اُس پہ مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار

پھر عجب یہ علم۔ یہ تنقیدِ آثار و حدیث — دیکھ کر سَو سَو نشاں پھر کر رہے ہو تم فرار

تــــذکـــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

مرزا کے مطابق اس کا پہلا الہام

صرع کی بیماری میں گرفتار ہو گیا۔ اس سے مجھے یقین ہوا کہ شیطان کی ہمراہی کی تعبیر مرگ ہے۔"

(معیار المذاہب حاشیہ صفحہ ۱۸ رسالہ نور القرآن مطبوعہ اپریل ۱۸۹۶ء)

سنہ ۱۸۶۲ء

"لالہ بھیم سین صاحب کو جو سیالکوٹ میں وکیل ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے خواب کے ذریعہ سے راجہ تیجا سنگھ کی موت کی خبر پاکر اُن کو اطلاع دی کہ وہ راجہ تیجا سنگھ جن کو سیالکوٹ کے دیہات جاگیر کے عوض میں تحصیل بٹالہ میں دیہات مع اس کے علاقہ کی حکومت کے ملے تھے فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس خواب کو سن کر بہت تعجب کیا اور جب قریب دو بجے بعد دوپہر کے وقت ہوا تو مسٹر پرنسب صاحب کمشنر امرتسر ناگہانی طور پر سیالکوٹ میں آ گئے اور انہوں نے آتے ہی مسٹر مکنیب صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کو ہدایت کی کہ راجہ تیجا سنگھ کے باغات وغیرہ کی جو ضلع سیالکوٹ میں واقع ہیں بہت جلد ایک فہرست تیار ہونی چاہیئے کیونکہ وہ کل بٹالہ میں فوت ہو گئے تب لالہ بھیم سین نے اس خبر موت پر اطلاع پاکر نہایت تعجب کیا کہ کیونکر قبل از وقت اس کے مرنے کی خبر ہو گئی اور یہ نشان آج سے بیس برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۶۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۵۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ حصہ سوم صفحہ ۲۸۴)

سنہ ۱۸۶۵ء (قریباً)

"تیس برس کا عرصہ ہوا کہ مجھے صاف صاف مکاشفات کے ذریعہ سے اُن[1] کے حالات دریافت ہوئے تھے۔ اگر میں جزناً کہوں تو شاید غلطی ہو مگر میں نے اسی زمانہ میں ایک دفعہ عالم کشف میں اُن سے ملاقات کی یا کوئی ایسی صورتیں تھیں جو ملاقات سے مشابہ تھیں چونکہ زمانہ بہت گذر گیا ہے اِس لئے اصل صورت اُس کشف کی میرے ذہن سے فرو ہو گئی ہے۔"

(ست بچن طبع اول صفحہ ۲۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۱)

سنہ ۱۸۶۵ء (قریباً)

"چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مر گیا اِس لئے پہلے ہی سے اُس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا:

ثَمَانِيْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذَالِكَ۔ اَوْ تَزِيْدُ عَلَيْهِ سِنِيْنًا۔ وَتَرٰى نَسْلًا بَعِيْدًا

یعنی تیری عمر اسّی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تُو اِس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ اور یہ الہام قریباً پینتیس[۳۵] برس سے ہو چکا ہے۔"

(اربعین ۳ صفحہ ۲۹، ۳۰ و ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۹ طبع اول، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶۶)

---

[1] باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ۔ (مرتّب)

عَلَی الْعٰلَمِیْنَ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ [1] وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ. [2] لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ۔ [3] اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَھُمْ یَسْمَعُوْنَ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

﴿۵۲۱﴾ اور صاحب اس مرتبہ کا اخلاق الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق حضرت احدیت میں محبوب ہیں اور محبت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اِس قدر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

وہ لوگ حجت اور دلیل کے رو سے اپنے مخالفوں پر غالب رہیں گے۔ اور صدق اور راستی کے انوار ساطعہ اُنہیں کے شامل حال رہیں گے۔ اور سست مت ہو اور غم مت کرو۔ خدا تم پر بہت ہی مہربان ہے۔ ﴿۵۲۰﴾ خبردار ہو بہ تحقیق جو لوگ مقربانِ الٰہی ہوتے ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کرتے ہیں۔ تو اس حالت میں مرے گا کہ جب خدا تجھ پر راضی ہوگا۔ پس بہشت میں داخل ہو انشاء اللہ امن کے ساتھ تم پر سلام تم شرک سے پاک ہوگئے سو تم امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہو تجھ پر سلام تو مبارک کیا گیا۔ خدا نے دعا سن لی وہ دعاؤں کو سنتا ہے تو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے۔ یہ اس طرف اشارہ فرمایا کہ پہلے اس سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کی زبان پر یہ دعا جاری کی تھی کہ **رب اجعلنی مبارکا حیث ما کنت**۔ یعنی اے میرے رب مجھے ایسا مبارک کر کہ ہر جگہ میں بود و باش کروں برکت میرے ساتھ رہے۔ پھر خدا نے اپنے لطف و احسان سے وہی دعا کہ جو آپ ہی فرمائی تھی قبول فرمائی۔ اور یہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اول آپ ہی الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا کہ یہ تیرا سوال منظور کیا گیا ہے اور اس برکت کے بارہ میں ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا جس کو اِسی جگہ لکھنا مناسب ہے۔ اور تقریب اس الہام کی یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے۔ جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گزرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا چنانچہ اُس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اُس شخص

﴿۵۲۱﴾ اَوْ یَعْقِلُوْنَ اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا [1] وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ. [2] وَھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَھُوْرًا لِّنُحْیِۦَ بِہٖ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

﴿۵۲۲﴾ اُس کے دل میں آمیزش کر جاتی ہے کہ اُس کے دل سے محبت الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے دل کو اور اس کی جان کو بڑے بڑے امتحانوں اور ابتلاؤں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو معہ اُن کے والد صاحب کے مسجد میں پایا۔ پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اُس وقت کی تقریر کو سن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترک بحث کی طرف ﴿۵۲۱﴾ اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اُس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ چونکہ خالصاً خدا اور اس کے رسول کے لئے انکسار و تذلّل اختیار کیا گیا اس لئے اُس محسن مطلق نے نہ چاہا کہ اُس کو بغیر اجر کے چھوڑے۔ فتدبروا و تفکّروا۔

پھر بعد اس کے فرمایا کہ لوگوں کی بیماریاں اور خدا کی برکتیں یعنی مبارک کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ اس سے لوگوں کی روحانی بیماریاں دور ہوں گی اور جنکے نفس سعید ہیں وہ تیری باتوں کے ذریعہ سے رشد و ہدایت پا جائیں گے اور ایسا ہی جسمانی بیماریاں اور تکالیف جن میں تقدیر مبرم نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ تیرا رب بڑا ہی قادر ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی نعمت کو یاد رکھ اور میں نے تجھ کو تیرے وقت کے تمام عالموں پر فضیلت دی ہے۔ اس جگہ جاننا چاہئے کہ یہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے یعنی جو شخص حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے۔ اُس کا مرتبہ خدا کے نزدیک اسکے تمام ہمعصروں سے برتر و اعلیٰ ہے۔ پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتیں حضرت خاتم الانبیاء کو جنابِ احدیت کی طرف سے ثابت ہیں اور

تــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

۱۸۷۰ء (تخمیناً)

(ل) "اِس رؤیا صادقہ میں کہ ایک کشفِ صریح کی قسم تھی، یہ معلوم کرایا گیا تھا کہ ایک کھتری ہندو بشمبرداس نامی جو اَب تک قادیان میں بقیدِ حیات موجود ہے مقدمہ فوجداری سے بَری نہیں ہوگا مگر آدھی قید تخفیف ہو جائیگی، لیکن اُس کا دوسرا ہم قید خوشحال نامی کہ وہ بھی اَب تک قادیان میں زندہ موجود ہے، ساری قید بھگتے گا۔ سو اِس جُزوِ کشف کی نسبت یہ اِبتلا پیش آیا کہ جب چیف کورٹ سے حسبِ پیشگوئی ایں عاجز مثل مقدمۂ مذکورہ واپس آئی تو متعلقینِ مقدمہ نے اُس واپسی کو بریّت پر حمل کرکے گاؤں میں یہ مشہور کر دیا کہ دونوں مُلزم جُرم سے بَری ہو گئے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ رات کے وقت میں یہ خبر مشہور ہوئی اور یہ عاجز مسجد میں عشاء کی نماز پڑھنے کو تیار تھا کہ ایک نے نمازیوں میں سے بیان کیا کہ یہ خبر بازار میں پھیل رہی ہے اور ملزمان گاؤں میں آگئے ہیں۔ سو چونکہ یہ عاجز علانیہ لوگوں میں کہہ چکا تھا کہ دونوں مجرم ہرگز جُرم سے بَری نہیں ہوں گے اِس لئے جو کچھ غم اور قلق اور کرب اُس وقت گذرا سو گذرا۔ تب خدا نے کہ جو اِس عاجز بندہ کا ہر یک حال میں حامی ہے، نماز کے اوّل یا عین نماز میں بذریعہ الہام یہ بشارت دی

لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى

اور پھر فجر کو ظاہر ہو گیا کہ وہ خبر بَری ہونے کی سراسر جھوٹی تھی اور انجام کار وہی ظہور میں آیا کہ جو اِس عاجز کو خبر دی گئی تھی جس کو شرمپت نامی ایک آریہ اور چند دوسرے لوگوں کے پاس قبل از وقوع بیان کیا گیا تھا۔"

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۵۰، ۵۵۱ حاشیہ در حاشیہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۵۷، ۶۵۸)

مرزا قادیانی کی نسل اور خاندانی پس منظر

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالمجید جیسا اس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بٹالہ کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدائشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور مذہبی جنونی ہے۔ ان کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدائی مرید ہے۔ یہ نوجوان عیسائی مذہب کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے چرا کر بُرے کاموں میں خرچ کئے۔ جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اس کو بھیج دیا۔ میں خود بیاس گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھلا کھلا اقرار کیا کہ اسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقعہ کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہوا یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے ہیں۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جس پر اس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

بقیہ حاشیہ

کا قائم مقام ہو جائے۔ تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا وقت خوش ہو تو اس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک نیتی اور افادہ عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے ☆ اور میرے بزرگوں کے

حاشیہ در حاشیہ

☆ عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات مَیں نے ان ہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کر دیئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خُذوا التوحید

اس مباحثہ کے وقت سے ہے جو ۱۸۹۳ء میں موسم گرما میں ہوا تھا۔ میں نے اس مباحثہ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا۔ یہ مباحثہ اس میں اور ایک بڑے بھاری عیسائی عبداللہ آتھم کے مابین ہوا۔ جو مر گیا ہے۔ میں میر مجلس تھا۔ اور دو موقعوں پر مسٹر آتھم کی جگہ بطور مباحث کے بیٹھا تھا۔ مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام کی موت کی پیش گوئی کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے۔ اس مباحثہ کے بعد خاص دلچسپی کا مرکز مسٹر آتھم رہا۔ چار الگ کوششیں اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں۔ اس کی موت کی مقرر کردہ میعاد کے آخری دو ماہ میں خاص پولیس کا پہرہ دن رات فیروز پور میں رکھا گیا۔ اسے امرتسر سے انبالے اور انبالے سے فیروز پور بھاگنا پڑا۔ ان کوششوں کے باعث سے جو اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں} اور یہ کوششیں عام طور پر مرزا صاحب سے منسوب کی گئی ہیں۔ اس کی موت

بقیہ حاشیہ

پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل وعیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے لو کان الایمان معلقًا بالثریّا لناله رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے انّ الذین کفروا ردّ علَیْھِم رجل من فارس شکر اللّٰہ سَعیہ۔ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گذار ہے۔ یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظھرہ اللّٰہ۔ منه

ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہارے نسب کو شریف☆ بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔ اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اُس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی جن میں سے ایک شیخ حامد علی اور میاں جان محمد اور بعض دوسرے دوست ہیں۔ اور ایسا ہی ہندوؤں میں سے شرمپت اور ملاوامل کھتریان ساکنانِ قادیان کو قبل از وقت یہ پیشگوئی بتلائی گئی تھی۔ اور جیسا کہ لکھا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقاتِ قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہوگئی اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد میں سے ہے جو مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہے۔ جن کو سلطنت چغتائی کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تھے۔ اور اب تک اس

☆ **حاشیہ۔** ہمارے خاندان کی قومیت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قوم کے برلاس مغل ہیں اور ہمیشہ اس خاندان کے اکابر امیر اور والیان ملک رہے ہیں وہ سمرقند سے کسی تفرقہ کی وجہ سے بابر بادشاہ کے وقت میں پنجاب میں آئے اور اس علاقہ کی ایک بڑی حکومت ان کو ملی اور کئی سو دیہات ان کی ملکیت کے تھے جو آخر کم ہوتے ہوتے ۸۴ رہ گئے اور سکھوں کے زمانہ میں وہ بھی ہاتھ سے جاتے رہے اور پانچ گاؤں باقی رہ گئے اور پھر ایک گاؤں ان میں سے جس کا نام بہادر حسین۞ تھا جس کو حسین نامی ایک بزرگ نے آباد کیا تھا انگریزی سلطنت کے عہد میں ہاتھ سے جاتا رہا کیونکہ ہم نے خود اپنی غفلت سے ایک مدت تک اس گاؤں سے کچھ وصول نہیں کیا تھا اور جیسا کہ مشہور چلا آتا ہے ہماری قوم کو سادات سے یہ تعلق رہا ہے کہ بعض دادیاں ہماری شریف اور مشہور خاندان سادات سے ہیں لیکن مغل قوم کے ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ کے الہام نے مخالفت کی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ اس الہام سے صریح طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ہمارے بزرگ دراصل بنی فارس ہیں۔

۞ یہ گاؤں بٹالہ سے شمالی طرف بفاصلہ تین کوس واقعہ ہے۔ منہ

نسبت یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس اُمت کا خاتم الاولیاء ہے۔☆ جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔ اگر درحقیقت وہی عیسیٰ علیہ السلام ہے جو دوبارہ آنے والا ہے تو اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ قرآن جیسا کہ **کَمَا** کے لفظ سے مستنبط ہوتا ہے دونوں سلسلوں کے تمام خلیفوں کو من وجہ مغائر قرار دیتا ہے اور یہ ایک نص قطعی ہے کہ اگر ایک دنیا اس کے مخالف اکٹھی ہو جائے تب بھی وہ اس نص واضح کو ردّ نہیں کر سکتی کیونکہ جب پہلے سلسلہ کا عین ہی نازل ہو گیا تو وہ مغائرت فوت ہو گئی اور لفظ **کَمَا** کا مفہوم باطل ہو گیا۔ پس اس صورت میں تکذیب قرآن شریف لازم ہوئی۔ **وھذا باطل و کلّما یستلزم الباطل فھو باطل**۔ یادر ہے کہ قرآن شریف نے آیت کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ [1] میں وہی **کَمَا** استعمال کیا ہے جو آیت کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا [2] میں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہو کر نہیں آئے بلکہ یہ خود موسیٰ بطور تناسخ آ گیا ہے یا یہ دعویٰ کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ توریت کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں بلکہ اس پیشگوئی کے معنے یہ ہیں کہ خود موسیٰ ہی آ جائے گا جو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہے تو کیا اس فضول دعویٰ کا یہ جواب نہیں دیا جائے گا کہ قرآن شریف میں ہرگز بیان نہیں فرمایا گیا کہ خود موسیٰ آئے گا بلکہ **کَمَا** کے لفظ سے مثیل موسیٰ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ پس یہی جواب ہماری طرف سے ہے کہ اس جگہ بھی سلسلہ خلفاء محمدی کے لئے **کَمَا** کا لفظ موجود ہے۔

☆ شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا اور اس کی پیدائش میں یہ ندرت ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی۔ یعنی اس طرح پر خدا اناث کا مادہ اس سے الگ کر دے گا۔ سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں۔ منہ

[1] النور: ۵۶ [2] المزمل: ۱۶

سیھزم الجمع ویولّون الدُّبر ۔ انک الیوم لدینا مکین
یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیرلیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ
امین ۔ وانّ علیک رحمتی فی الدُّنیا والدّین وانک
امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے اور تُو اُن لوگوں میں سے ہے
من المنصورین ۔ یحمدک اللّٰہ ویمشی الیک ۔ سبحان
جن کے شامل نصرت الٰہی ہوتی ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چل رہا ہے۔ وہ پاک ذات
الّذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا ۔ خلق ادم فاکرمہٗ ۔
وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرادیا۔ اُس نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اس کو عزت دی۔

بقیہ حاشیہ

اس کو پالیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے **خذوا التوحید التوحید یاابناء الفارس**۔ یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔
ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضٰی تھا اور اُنکے والد کا نام میرزا عطا محمد۔ میرزا عطا محمد کے والد میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا محمد قائم۔ میرزا محمد قائم کے والد میرزا محمد اسلم۔ میرزا محمد اسلم کے والد میرزا دلاور۔ میرزا دلاور کے والد میرزا الٰہ دین۔ میرزا الٰہ دین کے والد میرزا جعفر بیگ۔ میرزا جعفر بیگ کے والد میرزا محمد بیگ۔ میرزا محمد بیگ کے والد میرزا عبدالباقی۔ میرزا عبدالباقی کے والد میرزا محمد سلطان۔ میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ہادی بیگ۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے۔ بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ **منہ**☆

☆حاشیہ درحاشیہ

میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے **سلمان منّا اھل البیت** (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہل بیت ہیں۔ یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اس عاجز کی سادات میں سے تھیں۔ اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اُٹھ جائے گا اور دُوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائیگی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائینگے تب خاتمہ ہوگا۔ **منہ**

ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ناچار ایمان اپنے اصلی مقر کی طرف جو آسمان ہے چلا جائے گا۔ غرض تمام زمین کا ظلم سے بھرنا اور ایمان کا زمین پر سے اُٹھ جانا اس قسم کی مصیبتوں کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ایک ہی زمانہ ہے جس کو مسیح کا زمانہ یا مہدی کا زمانہ کہتے ہیں اور احادیث نے اس زمانہ کو تین پیرایوں میں بیان کیا ہے رجل فارسی کا زمانہ۔ مہدی کا زمانہ۔ مسیح کا زمانہ۔ اور اکثر لوگوں نے قلت تدبر سے اِن تین ناموں کی وجہ سے تین علیحدہ علیحدہ شخص سمجھ لئے ہیں اور تین قومیں اُن کے لئے مقرر کی ہیں۔ ایک فارسیوں کی قوم۔ دوسری بنی اسرائیل کی قوم، تیسری بنی فاطمہ کی قوم۔ مگر یہ تمام غلطیاں ہیں۔ حقیقت میں یہ تینوں ایک ہی شخص ہے جو تھوڑے تھوڑے تعلق کی وجہ سے کسی قوم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث سے جو کنز العمال میں موجود ہے سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں۔ پس اس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہوا اور نصف فاطمی ہوا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں لیکن یہ الہام اس زمانہ کا ہے کہ جب اس دعویٰ کا نام و نشان بھی نہیں تھا یعنی آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے **خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس** یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو! اور پھر دوسری جگہ یہ الہام ہے۔ **ان الذین صدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ**۔ یعنی جو لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی اصل نے اُن کا ردّ لکھا۔ خدا نے اُس کی کوشش کا شکر یہ کیا۔ ایسا ہی ایک اور جگہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے **لو کان الایمان معلّقًا بالثریّا لنالہ رجل من فارس** ☆ ﴿۱۹﴾

☆ چونکہ تیرہ سو برس تک خدا کے الہام کے امر سے اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا کسی نے دعویٰ نہیں کیا اور ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جھوٹی ہو اس لئے جس شخص نے یہ دعویٰ کیا اور دعویٰ بھی قبل اعتراض پیش آمدہ اس کا ردّ کرنا گویا پیشگوئی کی تکذیب ہے۔ منہ

مقرر تھا۔ کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اوّل سے مناسبت چاہئے۔ اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ [1] اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا ☆۔ اسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اُس کے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے ۞۔ اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوّا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو الحمدللّٰہ و المنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اس کے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا ❁۔ بہر حال

☆ خداتعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ **والعصر** کے حروف حساب جمل کے رو سے ابتدائے آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر برس گزرے ہیں ان کی تعداد ظاہر کرتے ہیں۔ سورۃ ممدوحہ کی رو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے اور اسی حساب کے رو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی ہے کیونکہ میری عمر اس وقت قریباً ۶۸ سال کی ہے۔ منہ

۞ دیکھو **حجج الکرامہ** تالیف نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال۔ منہ

❁ اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں تُرک کا خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی۔ منہ

[1] الحج: ۴۸

(۱۴) چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر با ایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا۔ جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں اور سب سے آخر ہوں۔ (۱۵) پندرھویں خصوصیت حضرت مسیح میں یہ تھی کہ اُن کے عہد میں دنیا کی وضع جدید ہوگئی تھی۔ سڑکیں ایجاد ہوگئی تھیں۔ ڈاک کا عمدہ انتظام ہوگیا تھا۔ فوجی انتظام میں بہت صلاحیت پیدا ہوگئی تھی اور مسافروں کے آرام کے لئے بہت کچھ باتیں ایجاد ہوگئی تھیں اور پہلے کی نسبت قانون معدلت نہایت صاف ہوگیا تھا۔ ایسا ہی میرے وقت میں دنیا کے آرام کے اسباب بہت ترقی کر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ریل کی سواری پیدا ہوگئی جس کی خبر قرآن شریف میں پائی جاتی ہے۔ باقی امور کو پڑھنے والا خود سمجھ لے۔ (۱۶) سولھویں خصوصیت حضرت مسیح میں یہ تھی کہ بن باپ ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے وہ مشابہ تھے ایسا ہی مَیں بھی توام پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہوں اور اس قول کے مطابق جو حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ خاتم الخلفاء صینی الاصل ہوگا یعنی مغلوں میں سے اور وہ جوڑہ یعنی توام پیدا ہوگا۔ پہلے لڑکی نکلے گی بعد اس کے وہ پیدا ہوگا۔ ایک ہی وقت میں اسی طرح میری پیدائش ہوئی کہ جمعہ کی صبح کو بطور توام میں پیدا ہوا۔ اوّل لڑکی اور بعدہٗ میں پیدا ہوا۔ نہ معلوم کہ یہ پیشگوئی کہاں سے ابن عربی صاحب نے لی تھی جو پوری ہوگئی۔ ان کی کتابوں میں اب تک یہ پیشگوئی موجود ہے۔ ﴿۴۴﴾

یہ سولہ مشابہتیں ہیں جو مجھ میں اور مسیح میں ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو مجھ میں اور مسیح ابن مریم میں اس قدر مشابہت ہرگز نہ ہوتی۔ یوں تو تکذیب کرنا قدیم سے ان لوگوں کا کام ہے جن کے حصہ میں سعادت نہیں۔ مگر اس زمانہ کے مولویوں کی تکذیب عجیب ہے۔ میں وہ شخص ہوں جو عین وقت پر ظاہر ہوا۔ جس

اور منجملہ گواہوں کے مولوی ابو سعید **محمد حسین صاحب بٹالوی** تھے۔ اور الزام یہ تھا کہ اس شخص نے عبد المجید[1] نام ایک شخص کو ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ شہادتیں برخلاف میرے پورے طور پر گذر گئیں مگر خدا نے مجھے مقدمہ سے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ ایسا مقدمہ ہوگا۔ اور مَیں تجھے بچاؤں گا اور وہ وحی الٰہی قریباً ساٹھ یا ستّر یا اسّی آدمی کو قبل از مقدمہ سُنائی گئی تھی۔ چنانچہ خدا نے مجھے اپنی پاک وحی کے مطابق اس جھوٹے الزام سے عزّت کے ساتھ نجات دی۔ پس وہ تمام کوشش میرے پھانسی دلانے کے لئے تھی جیسا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کی تھی۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ جیسا پیلا طوس رومی نے (جو اُس نواح کا گورنر تھا جہاں حضرت مسیح تھے) یہودیوں کو کہا تھا کہ مَیں اس شخص یعنی عیسیٰ کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا جس کی وجہ سے اس کو صلیب دوں۔ ایسا ہی اس حاکم نے جس کی عدالت میں میرے پر مقدمہ قتل دائر تھا جس کا نام ڈگلس تھا اور ہمارے ضلع کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ مجھے مخاطب کر کے کہا کہ مَیں آپ پر کوئی الزام قتل کا نہیں لگاتا۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ کے ساتھ ایک چور بھی صلیب دیا گیا تھا۔ جس دن میری نسبت یہ خون کا مقدمہ فیصل ہوا۔ اُسی دن اُسی عدالت میں ایک مکتی فوج کا عیسائی چور بھی پیش ہوا۔ جس نے کچھ روپیہ چُرایا تھا۔ غرض میری نسبت خداتعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ یہ ایک پیشگوئی تھی جس میں یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی طرح میرے قتل کے لئے بھی کچھ منصوبے بنائے جائیں گے۔ اور ان منصوبوں میں دشمن نامراد رہیں گے۔

﴿۹۲﴾ تیسرا امر جو مجھے دوسرے پر مشتمل کرتا ہے میری قومی حالت ہے۔ اور جیسا کہ ظاہر طور پر سُنا گیا ہے مَیں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں مگر بعض دادیاں میری سادات میں سے تھیں۔

[1] سہو کاتب ہے اصل نام عبد الحمید ہے (ناشر)

خدا کو تمام تعریفیں ہیں جس نے تیری دامادی کا رشتہ عالی نسب میں کیا اور خود تجھے عالی نسب
اور شریف خاندان بنایا۔ یہ تو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ جن سادات کے خاندان میں
دہلی میں میری شادی ہوئی تھی وہ تمام دہلی کے سادات میں سے سندی سید ہونے میں
اوّل درجہ پر ہیں اور علاوہ اپنی آبائی بزرگی کے وہ خواجہ میر درد کے نبیرہ ہیں اور اب
تک دہلی میں خواجہ میر درد کے وارث متصور ہو کر خواجہ ممدوح کی گدی انہی کو ملی ہوئی
ہے کیونکہ خواجہ موصوف کا کوئی لڑکا نہ تھا یہی وارث ہیں جو ان کی لڑکی کی اولاد ہیں اور
ان کی سیادت ہندوستان میں ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی ہے بلکہ سوچنے سے معلوم
ہوگا کہ ان کا خاندان خواجہ میر درد کے آبائی خاندان سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ خواجہ میر درد
نے ان کی عظمت کو قبول کر کے ان کے بزرگ کو لڑکی دی اور اس زمانہ میں یہ خیال اب
سے بھی زیادہ تھا کہ لڑکی دینے کے وقت عالی خاندان کو ڈھونڈتے تھے۔ اور خواجہ میر درد
باخدا اور بزرگ ہونے کی وجہ سے سلطنت چغتائیہ سے ایک بڑی جاگیر پاتے تھے اور
دُنیوی حیثیت کے رُو سے ایک نواب کا منصب رکھتے تھے۔ اور پھر ان کی وفات کے بعد وہ
جاگیر کے دیہات انہی میں تقسیم ہوئے۔ اور اِس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے
الہامات میں جس قدر اِس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سیّد اور بنی فاطمہ ہیں
یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگوں کے لئے ہے۔ اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ
تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا ایسا
ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر ان کی تعظیم کی ہو بلکہ خدا
نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اِس کی تصدیق کر دی ہو۔ یہ تو ان کے خاندان
کا حال ہے۔ اور میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک

شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے یا
شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک
ترکیب یافتہ خاندان ہے مگر میں اس پر ایمان لاتا اور اسی پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے
خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے کیونکہ اسی پر الہامِ الٰہی کے تواتر نے
مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔

۵۰ ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا اشکر نعمتی رئیت
خدیجتی انک الیوم لذو حظٍ عظیم۔ ترجمہ۔ میری نعمت کا شکر کر۔ تو نے میری
خدیجہ کو پایا آج تو ایک حظِّ عظیم کا مالک ہے۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ اور اس زمانہ کے
قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا بکر و ثیب یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح
میں آئے گی۔ یہ مؤخر الذکر الہام مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو بھی سنا دیا
گیا تھا لیکن الہام مذکورہ بالا جس میں خدیجہ کے پانے کا وعدہ ہے براہین احمدیہ کے صفحہ
۵۵۸ میں درج ہو کر نہ صرف محمد حسین بلکہ لاکھوں انسانوں میں اشاعت پا چکا تھا۔ ہاں
شیخ محمد حسین مذکور ایڈیٹر اشاعۃ السنّہ کو سب سے زیادہ اس پر اطلاع ہے کیونکہ اُس
نے براہین احمدیہ کے چاروں حصوں کا ریویو لکھا تھا اور اس کو خوب معلوم تھا کہ ان صفات
کی ایک باکرہ بیوی کا وعدہ دیا گیا ہے جو خدیجہ کی اولاد میں سے یعنی سید ہوگی جیسا کہ
الہام موصوفہ بالا میں آیا ہے کہ تو میرا شکر کر اس لئے کہ تو نے خدیجہ کو پایا یعنی تو خدیجہ کی
اولاد کو پائے گا۔ اسی کی تائید میں وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۲ حاشیہ دوم اور
صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ اردتُ ان استخلف فخلقت ادم۔

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے وہ ہمارا ہو گیا اس کے ہوئے ہم جاں نثار
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار
اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار
دشمنو! ہم اس کی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی کیا کرو گے تم ہماری نیستی کا انتظار
سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
کیا کروں تعریف حُسنِ یار کی اور کیا لکھوں اک ادا سے ہو گیا میں سیلِ نفسِ دوں سے پار
اس قدر عرفاں بڑھا میرا کہ کافر ہو گیا آنکھ میں اس کی کہ ہے وہ دور تر از صحنِ یار
اُس رُخِ روشن سے میری آنکھ بھی روشن ہوئی ہو گئے اسرار اس دلبر کے مجھ پر آشکار
قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
کیا تماشا ہے کہ میں کافر ہوں تم مومن ہوئے پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وہ مقبولوں کا یار
کیا اچنبھی بات ہے کافر کی کرتا ہے مدد وہ خدا جو چاہیئے تھا مومنوں کا دوستدار
اہلِ تقویٰ تھا کرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں جس نے ناحق ظلم کی رہ سے کیا تھا مجھ پہ وار
بے معاون مَیں نہ تھا تھی نُصرتِ حق میرے ساتھ فتح کی دیتی تھی وحیِ حق بشارت بار بار
پر مجھے اُس نے نہ دیکھا آنکھ اُس کی بند تھی پھر سزا پاکر لگایا سرمۂ دُنبالہ دار
نام بھی کذّاب اس کا دفتروں میں رہ گیا اب مٹا سکتا نہیں یہ نام تا روزِ شمار
اب کہو کس کی ہوئی نُصرت جنابِ پاک سے کیوں تمہارا متقی پکڑا گیا ہو کر کے خوار
پھر اِدھر بھی کچھ نظر کرنا خدا کے خوف سے کیسے میرے یار نے مجھ کو بچایا بار بار
قتل کی ٹھانی شریروں نے چلائے تیرِ مکر بن گئے شیطاں کے چیلے اور نسلِ ہونہار

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ

تفسیرِ صغیر

قرآنِ مجید

کا

اُردو بامحاورہ ترجمہ مع مختصر تفسیر

از

الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

ناشر

ادارۃ المصنفین ربوہ ضلع جھنگ

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝٦

پس جلد تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لیں گے (کہ الٰہی[1] مدد سے تو محروم رہتا ہے کہ وہ)

بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ ۝٧

اور (ان کو پتہ لگ جائے گا کہ) تم دونوں میں سے کون گمراہ ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝٨

تیرا رب اس کو بھی خوب جانتا ہے، جو اس کے رستہ سے بھٹک گیا ہے اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝٩

(اور جب تو خدا کی ہدایت پر قائم ہے اور تیرے منکر تباہ ہونے والے ہیں تو) تو اُن منکروں کی بات نہ مان۔

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝١٠

یہ (کفار) خواہش رکھتے ہیں کہ تو اپنے دین میں کچھ نرمی کرے تو وہ بھی (اپنے طریق میں کچھ) نرمی کریں۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝١١

اور تو اس کی بات کبھی نہ مان جو قسمیں کھاتا ہے (لیکن خدا کی طرف سے مدد نہ ملنے کے باعث) وہ ذلیل[2] (کا ذلیل ہی) رہتا ہے۔

هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝١٢

جس کو (نیکوں پر) طعنہ کرنے اور (ان کی) چغلیاں کرنے کی عادت ہے۔

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝١٣

جو لوگوں کو نیکیوں سے روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا اور گنہگار ہے۔

عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝١٤

وہ بدلگام[3] بھی ہے اور خدا کا بندہ ہو کر شیطان سے تعلق رکھنے والا[4] بھی۔

أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۝١٥

صرف اس وجہ سے کہ وہ بہت مالدار ہے اور اس کی اولاد اور ساتھی بہت ہیں۔

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝١٦

جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔

سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ۝١٧

ہم جلدی اس کی ناک پر داغ لگائیں گے (اور اس کو اپنی مدد سے محروم کر دیں گے)

---

[1] یہ چوتھی شہادت دی کہ آپ پاگل نہیں اور فرمایا کہ کیا پاگل کو بھی خدا کی مدد ملتی ہے؟ پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام ایسا ہوا کہ دشمن اور دوست نے اس کو غیر معمولی قرار دیا تو اُسے پاگل کہنے والا پاگل ہوگا یا وہ؟

[2] یعنی گمراہی کا طریق عقل اور شریعت نے مقرر کر دیا ہے جو شخص خلافِ عقل طور پر اپنی بات کو سچا بنانے کے لیے قسمیں کھاتا ہے لیکن خدا کا فعل اسے ذلیل ہی کرتا جاتا ہے وہ لاکھ قسمیں کھائے اس کی بات کو نہیں ماننا چاہیئے۔

[3] عُتُلّ کے معنے لغت میں سخت کلامی کرنے والے کے لکھے ہیں (اقرب) ہم نے اس جگہ بدلگام کا لفظ استعمال کیا ہے جو چھوٹا لفظ ہے اور وہی معنے دیتا ہے۔

[4] قرآن مجید میں زَنِیْم کا لفظ ہے جس کے معنے ہوتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی قوم کا فرد تو نہیں مگر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے (مفردات) ہم نے اس کا ترجمہ "خدا کا بندہ ہو کر شیطان سے تعلق رکھتا ہے" کیا ہے۔ یعنی ہے تو وہ خدا کا مگر اپنے آپ کو منسوب بتوں کی طرف کرتا ہے۔

مرزا کے خاندان کا سیاسی پس منظر

انگریز کا پٹھو، سکھوں کا وفادار

ایک **ظلم عظیم** ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکّا خیر خواہ ہے۔ میرا والد **میرزا غلام مُرتضیٰ** گورنمنٹ کی نظر میں ایک **وفادار** اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور **۱۸۵۷ء** میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی **پچاس** سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ **غدر** کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں ☆۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

﴿۴﴾

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بریاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب درآمد ما خوب میدانیم کہ بلا شک شما وخاندان شما از ابتدائے دخل وحکومت سرکار انگریزی جان نثار وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید۔ وحقوق شما دراصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکّا خیر خواہ ہے۔ میرا والد **میرزا غلام مُرتضیٰ** گورنمنٹ کی نظر میں ایک **وفادار** اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور **۱۸۵۷**ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی **پچاس** سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ **غدر** کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیاتِ خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں☆۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب درآمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید۔ و حقوق شما دراصل قابل قدر اند۔ بہرنہج تسلی و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات خاندان شما را ہرگز فراموش نہ خواہد کرد بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط

المرقوم ۱۱؍ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable oppurtunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان بعافیت باشند۔

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیرخواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران وبہم رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیرخواہی اور خیرسگالی کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷٦ مورخہ ۱۰؍ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰؍ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khilat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ۔

آپ کا خط ۲؍ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضٰی صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضٰی سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی تھی ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷٦ء الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr's;
Murasala dt. 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have persued your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtza who was a great well wisher and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and wellfare of your family when a favourable opportunity occurs.

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ۔

آپ کا خط ۲۔ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی تھی ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

Translation of Sir Robert Egerton Financial Commr's;
Murasala dt. 29 June 1876
My dear friend Ghulam Qadir

I have persued your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtza who was a great well wisher and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and wellfare of your family when a favourable opportunity occurs.

خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں مَیں نے یہ تحریریں لکھیں ہیں ان کتابوں کے نام معہ ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں۔ جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براہین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) درباره توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط درباره توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک
۸	نور الحق حصہ اوّل (اعلان)	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حیاتِ احمدؑ

جلد اوّل

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات

"یہ کتاب ہر احمدی کے گھر میں خواندہ ہو یا ناخواندہ ہونی چاہیئے"

(حضرت مصلح موعود)

مرتّبہ

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

ایڈیٹر الحکم و مرتّب تفسیر القرآن

خاکسار ابوالخیر محمود احمد (مجاہد مصری) نے راست گفتار پریس ہال بازار امرتسر

میں چھپوا کر شائع کیا نومبر ۱۹۲۸ء

مرزا قادیانی کا باپ رنجیت سنگھ (سکھوں) کی فوج میں — حیات احمد، (شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی_ ایڈیٹر الحکم) صفحات 21 - 22

گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر رہ چکا ہے۔ اور بعد میں بھوپال وغیرہ ریاستوں کا مشہور ریذیڈنٹ رہا۔ اس نے رئیسان پنجاب ایک مشہور کتاب لکھی تھی۔ اس میں اس خاندان کا تذکرہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔

"شہنشاہ بابر کی عہد حکومت کے آخری سال یعنی ۱۵۳۰ء میں ایک مغل مستی ہادی بیگ باشندہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا۔ اور ضلع گورداسپور میں بود و باش اختیار کی۔ یہ کسی قدر پڑھا لکھا آدمی تھا۔ اور قادیان کے گردونواح کے ۷۰ مواضعات کا قاضی یا مجسٹریٹ مقرر کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ قادیان اس نے آباد کیا اور اس کا نام اسلام پور قاضی رکھا۔ جو بدلتے بدلتے قادیاں ہوگیا۔ کئی پشتوں تک یہ خاندان شاہی عہد حکومت میں معزز عہدوں پر ممتاز رہا۔ اور محض سکھوں کے عروج کے زمانہ میں یہ افلاس کی حالت میں ہوگیا تھا گل محمد اور اس کا بیٹا عطا محمد رام گڑھیہ اور کنہیا مسلوں سے جن کے قبضے میں قادیاں کے گردونواح کا علاقہ تھا۔ ہمیشہ لڑتے رہے۔ اور آخر کار اپنی تمام جاگیر کو کھو کر عطا محمد بیگووال میں سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کی پناہ میں چلا گیا۔ اور ۱۲ سال تک امن و امان سے زندگی بسر کی۔ اس کی وفات پر رنجیت سنگھ نے جو رام گڑھیہ مسل کی تمام جاگیر پر قابض ہوگیا تھا۔ غلام مرتضیٰ کو واپس قادیان بلا لیا تھا۔ اور اس کی جدی جاگیر کا ایک بہت بڑا حصہ اسے واپس دے دیا۔ اس پر غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ کی فوج میں داخل ہوا اور کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات انجام دیں۔

نونہال سنگھ شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دور دورے میں غلام مرتضیٰ ہمیشہ فوجی خدمت پر مامور رہا ۱۸۴۱ء میں ایک کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارے کے مفسدے میں اس نے کارہائے نمایاں کئے۔ اور جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت ہوئی۔ تو یہ اپنی سرکار کا نمک حلال رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ اس موقع پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے اچھی خدمات

کیں۔ جب بھائی مہاراج سنگھ اپنی فوج کے دیوان مولراج کی امداد کے لئے ملتان کی طرف جا رہا تھا۔ تو غلام محی الدین اور دوسرے جاگیرداروں لنگر خان۔ ساہی وال اور صاحب خان ٹوانہ نے مسلمانوں کو بھڑکایا۔ اور مصر صاحبدیال کی فوج کے ساتھ باغیوں سے مقابلہ کیا۔ اور ان کو شکست فاش دی۔ ان کو سوائے دریائے چناب کے کسی اور طرف بھاگنے کا راستہ نہ تھا۔ جہاں چھ سو سے زیادہ آدمی ڈوب کر مر گئے۔

الحاق کے موقع پر اس خاندان کی جاگیر ضبط ہوگئی۔ مگر ۷۰۰ روپے کی ایک پنشن غلام مرتضیٰ اور اس کے بھائیوں کو عطا کی گئی۔ اور قادیان اور اس کے گردونواح کے مواضعات پر ان کے حقوق مالکانہ تھے۔ اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں۔ غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے۔ اور اس کا بیٹا غلام قادر جنرل نکسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا۔ جبکہ افسر مذکور نے تریموگھاٹ نمبر ۴۶ نیو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے۔ تہ تیغ کیا۔ جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی۔ جس میں یہ لکھا ہے۔ کہ ۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے نمک حلال رہا۔

غلام مرتضیٰ جو ایک لائق حکیم تھا۔ ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا غلام قادر حکام مقامی کی امداد کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران کے جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا۔ بہت سے سرٹیفکیٹ تھے۔ یہ کچھ عرصہ تک گورداسپور میں دفتر ضلع کا سپرنٹنڈنٹ رہا۔ اس کا اکلوتا بیٹا کم سنی میں فوت ہوگیا۔ اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ کر لیا۔ جو غلام قادر کی وفات یعنی ۱۸۸۳ء سے خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا ہے۔ مرزا سلطان احمد نے نائب تحصیلداری سے گورنمنٹ کی ملازمت کی۔ اور اب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے۔ یہ قادیان کا نمبردار بھی ہے"

غرض یہ تمام واقعات ایک متفقہ شہادت اس امر کی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود جن سے مراد اس کتاب میں مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ فارسی الاصل تھے۔ اور نسبی سلسلے ...

میں تو دِلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے در حقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے گرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلافِ مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیّت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

لا يقدر عليه كاذب إلا المسيح الصادق الذى جاء من رب العالمين، بل التزوج أمر عام يقدر عليه كل رجل ذى مال وثروة حتى الكافر والفاسق، فضلًا من أن يكون محدودًا فى نبىّ أو ولىّ. فثبت أنه إشارة إلى آية عظيمة يظهر☆ عند تزوُّجه، وقد فصلناها فى كتابنا للناظرين.

الثالث: أنه يولد له، وهذا أيضًا كلام إيماضى كمثل قوله يتزوج، وفيه إشارة إلى أنه يولد له ولدٌ صالح يُضاهى كمالاتِه، وإلا فما التخصيص فى الأولاد فقط؟ أوجود الأولاد أمرٌ مستبعَد فى غير المسيح؟ بل يوجد فى كل قوم، وكاذب وصادق فهذه علامات للمسيح الصادق أنبأ بها خير المنبئين، وهى كلها صدقت فى نفسى، وهذه من علامات يُعرَف بها صدقى۔ ومن علامات أخرىٰ أن اللّٰه تعالىٰ أظهر على يدى بعض آيات، وأنبأنى أخبارا قبل وقوعها، وقد استجاب كثيرا من أدعيتى، ونصرنى فى كل موطن، وقد فُتحتْ علىّ أبواب إلهاماته وأنا يومئذ ابن أربعين، فما تركنى، وما ودّعنى، وما

بقیۃ الحاشیہ

عيسٰى عليه السلام فى لفظ التوفى الذى يوجد فى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كما جاء فى حديث البخارى. ولو جعلنا من عند أنفسنا للمسيح معنًى خاصًا فى هذه الآية وقلنا إن التوفى فى حق رسولنا هو الوفاة، ولكن فى حق عيسى أُرِيدَ منه الرفع مع الجسم العنصرى لا شريك له فى هذا المعنى، فهذا ظلمٌ وزور وخيانة شنيعة، وترجيح بلا مرجّح، واستخفاف فى شأن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وادّعاء بلا دليل واضح وحجةٍ ساطعة وبرهان مبين.

ويقولون إن يأجوج ومأجوج يخرجون فى زمن المسيح، وينسِلون مِن كل حَدَبٍ، ويملكون الأرض كلها كما ورد فى القرآن العظيم، فهذا حق لا نُجادِلهم فيه. ويقولون إن المسيح لا يُحاربهم بل يدعو عليهم، فيموتون كلهم بدعائه بدُودٍ تتولد فى رقابهم، وهذا أيضًا حق وليس عندنا إلا التسليم. ولكنهم أخطأوا فيما قالوا إن يأجوج ومأجوج يموتون فى زمن عيسٰى كلهم، فإن يأجوج ومأجوج هم النصارىٰ

أضاعنى، بل خصّصنى بالتحديث والمكالمة، وأمرنى لأتمّ حجته على المتنصرين. ولو كان عيسٰى حيًّا بجسده العنصرىّ فى السماء الثانية كما هو زعم قومى، فكان الواجب أن ينزل فى هذا الوقت، فإن الأمم قد هلكت بمكائد النصارىٰ، وبلغت المفاسد منتهاها، والقعودُ على السماوات مع ضلالةِ أهل الأرض وفسادِ أُمّته شىءٌ عجيب، وما نعلم ما الفائدة فى هذا القعود وإضاعة العمر. وما كان اللّٰه ليضيع عمره فى زاوية السماوات وقد رأى أُمّته قد وقعت فى هوة الهلاك، وأفسدت فى الأرض أكثر مما أفسد الدجالون من قبل، ولا نظير لهم فى إشاعة الكذب والشرك من آدم إلى هذا الوقت. ألا ترى أن موسى عليه السلام لما كلّم ربّه على طور سينين، واتخذت أُمّتُه مِن بعده عِجلًا جسدًا له خُوار، كيف أنبأ اللّٰه موسىٰ بهذه الواقعات كلها، وقال ارجعْ إلى قومك بقدم العجلة، فإنهم قد هلكوا باتخاذ العِجل إلهًا، فرجع موسٰى غضبانَ أسفًا، وأخذ بلحية أخيه، ووقع ما تقرأ فى القرآن، وما كان فتنةُ العجل أشدَّ من فتنة المتنصرين.

بقیۃ الحاشیہ

من الروس والأقوام البرطانية☆ وقد أخبر اللّٰه تعالى عن وجود النصارىٰ واليهود إلى يوم القيامة وقال: فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔[1] فكيف يموتون كلهم قبل يوم القيامة؟ فلو أردنا من الإماتة الإماتةَ الجسمانية لخالفَ الحديثُ القرآنَ وعارَضه، فإن القرآن يخبرنا عن بقائهم وبقاء نسلهم إلى يوم القيامة، بل يشير إلى أن السماوات يتفطرن عليهم وتقوم القيامة على أشرارهم الباقين. ومن ههنا ظهر أن الجملة "يضَع الجزية" التى جاء فى بعض نسخ البخارى ليست بصحيحة، والصحيح أن

☆حاشیہ: لا يُقال إن هذا التفسير خلاف الإجماع وأن القوم قد اتفقوا على أنهم قوم لا يُشابهون خَلْق الإنسان، ولهم آذان طويلة، لأنهم قد اتفقوا على أن يأجوج ومأجوج قوم محصورون فى الإقليم الرابع، وهم أزيَدُ نسلًا وعددًا من كل قوم، وهذا باطل بالبداهة، لأنّا لا نرىٰ فى الإقليم الرابع أثرًا منهم ولا من بلادهم ومُدنهم وعساكرهم مع أن عمارات الأرض قد ظهرت كلها. فالروايات فى هذا الباب باطلة كلها، فقِسْ عليها رواياتٍ مثلها، وكُنْ من المحققين. **منه**

[1] المائدة: ۱۵

دجال اُسی دجّال کے رنگ میں ہو کر قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا مثالی اور ظلّی وجود کے ساتھ وہی ہے اور جیسا کہ وہ اوّل زمانہ میں گرجا میں جکڑا ہوا نظر آیا تھا اب وہ اس بند سے مخلصی پا کر عیسائیوں کے گرجا سے ہی نکلا ہے اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔

ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور اُن کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی ۔ جیسا کہ سورۂ کہف میں فرماتا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ [1] یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدائے تعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور رُوس ہیں اس لئے ہر یک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدائے تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے ۔ ہرگز نہیں پا سکتے۔

ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علماء و واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدا سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہو گی اور اُن کے خروج سے مراد وہی اُن کی کثرت ہے۔

اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی ان چیزوں کے بارے میں جو آسمانی قوت

مرزا قادیانی
کے استاد

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں۔ جب ہم نے اس سے پوچھا کہ تم نے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم نے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دینِ عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی اس نے کہا کہ قادیاں میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیج دیا کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ **اوّل** اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

حاشیہ: اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خداتعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نَحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

کے حق میں بہت ہی بُرا بکتا تھا۔ **دوم** وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا اور **سوم** وہ بلاوجہ اور بلا طلبی ہماری کوٹھی پر آ کر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجود یکہ ھؔ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور نانکوں سے ناواقف تھا اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اس نے اپنے دوست ایسر داس نام کو بجائے کرپارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے ہسپتال واقع بیاس پر اسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں۔ جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نورالدین کے نام جو میرزا صاحب کا دہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اُسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم ان کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

حاشیہ: اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیاں میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خداتعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

کے ہیں میسر آئے ہیں اور اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں وہ پہلے نہیں ہوئے اور نہ مذاہب کا اس قدر زور ہوا غرض یہ نشانات اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ الٰہی بخش کی پیش گوئیاں کیا حقیقت رکھ سکتی ہیں"

سچے موحد ہی خداداد قویٰ سے کام لے سکتے ہیں

فرمایا: جو قویٰ خدا تعالیٰ نے انسان کو دیئے ہیں۔ ان سب سے بجز سچے موحد کے کوئی دوسرا کام نہیں لے سکتا۔ شیعہ ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی ساری کوششوں کا منتہاء امام حسینؓ کو سمجھ بیٹھے۔ ان کو رو لینا اور ماتم کر لینا کافی قرار دے لیا ہمارے اُستاد ایک شیعہ تھے۔ گل علی شاہ اُن کا نام تھا کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ مُنہ تک نہ دھوتے تھے۔

(اس پر نواب صاحب نے آپؑ کی تائید میں بیان کیا کہ وہ میرے والد صاحب کے بھی اُستاد تھے اور وہاں جایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعی سچ ہے کہ اُن کی مسجدیں غیر آباد ہوتی ہیں۔)

ہماری مسجد کا ایسا ہی حال تھا اور اب خدا کے فضل سے وُہ آباد ہوگئی ہے۔ اور لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں۔

اس پر حضرت اقدسؑ نے نواب صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا:

"وُہ کبھی کبھی آپ کے والد صاحب کا ذکر کیا کرتے تھے اور یہاں سے تین تین مہینے کی رُخصت لے کر مالیر کوٹلہ جایا کرتے تھے۔

میں نے غائبانہ بھی کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور میری فراست مجھے یہی بتاتی ہے (یہ نواب صاحب کی مسجد کے آباد ہونے اور نمازیوں کے آنے کے ذکر پر فرمایا) کہ راستی کو قبول کرنا اور پھر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے ڈر جانا اور اُس کی طرف رجُوع کرنا آپ کے اور آپ کی اولاد کے اقبال کی نشانی ہے۔ بجُز اس کے کہ انسان سچائی سے خدا کی طرف آئے۔ خُدا کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ وُہ کوئی ہو۔ مبارک دن ہمیشہ نیک بخت کو ملتے ہیں۔ یہ آثار صلاحیت، تقویٰ اور خدا ترسی کے جو آپ میں پیدا ہوگئے ہیں۔ آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے بہت ہی مفید ہیں۔"

مخالفت ہمیشہ سچوں کی ہوتی ہے

فرمایا: "مجمل طور پر لکھا ہے کہ طاعون ترقی پر ہے میرا ارادہ ہے اور مولوی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایک بار پھر طاعون کے متعلق ایک اشتہار دے دیا جاوے کہ لوگ رجُوع کریں اور سچی پاکیزگی اور تبدیلی پیدا کریں۔ دیکھا گیا ہے اور سُنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جس قدر زور ہوا ہے، سچوں پر ہی ہوا ہے۔ اُن کی مخالفت میں ساری طاقتیں خرچ کی گئی ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کتنا زور لگایا گیا۔ بر خلاف اس کے مسیلمہ کذاب

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد اول

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى[1] اِس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہوا اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَءْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا اِس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اِس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ مَیں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسّر یا محدّث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویّت ہے جو نبوّت محمدیّہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرارِ دین بلاواسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائے گا کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائے گا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصۂ مہدویّت کو اس کے اندر پھونکا ☆

﴿۱۴۸﴾

☆ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذُلّ ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے☆۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مَــــوْرٌ

☆ **نوٹ**:۔ یہ مرتبہ عبودیّت کاملہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدیٔ کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام و کمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسّر نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی جہد اور کوشش کا اثر ضرور ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدویت کاملہ کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاشھدوا انّا نشھد انّ محمدًا عبداللہ و رسولہ۔ منہ

[1] الضحٰی: ۸

صحيح ابن حبان

بترتيب

ابن بلبان

تأليف

الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي

المتوفى سنة ٧٣٩ هـ

المجلد الرابع عشر

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

٦٤٨٠ ـ أخبرنا أبو خليفةَ، قال: حدَّثنا عليُّ ابنُ المَدِينِيِّ، قال: حدَّثنا كثيرُ بنُ حبيبٍ اللَّيْثِيُّ أبو سعيدٍ، قال: حدَّثنا ثابتٌ البُنانيُّ

عن أنس بن مالكٍ، قال: قال رسول الله ﷺ: «إنَّ لِكُلِّ نَبيٍّ يَوْمَ القِيامَةِ مِنْبراً مِنْ نُورٍ، وإنِّي لَعَلَى أَطْولِها وأَنْوَرِها، فَيَجِيءُ منادٍ[1] فينادي: أينَ النَّبيُّ الأمِّيُّ؟ قالَ: فيقولُ الأنْبِياءُ: كُلُّنا نَبِيٌّ أمِّيٌّ، فإلى[2] أيِّنا أُرْسِلَ؟ فيرجِعُ الثَّانِيَةَ، فيقول: أينَ النَّبِيُّ الأُمِّيُّ العَرَبِيُّ؟ قالَ: فَيَنْزِلُ مُحَمَّدٌ حَتَّى يَأْتِي بَابَ الجَنَّةِ فيقرعهُ، فيقولُ: مَنْ؟ فيقولُ: محمَّدٌ، أو أحمدُ، فيقالُ: أَوَقَدْ أُرْسِلَ إليه؟ فيقولُ: نعم، فَيُفْتَحُ لَهُ، فَيَدْخُلُ، فيتجلَّى لَهُ الرَّبُّ ولا يَتَجَلَّى لِنَبِيٍّ قبلَهُ فَيَخِرُّ للَّهِ ساجداً ويَحْمَدُه بِمَحامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ أَحَدٌ مِمَّنْ كانَ قَبْلَهُ وَلَنْ يحْمَدَهُ أحدٌ بِها مِمَّنْ كانَ بَعْدَهُ، فيقال لَهُ: مُحَمَّدُ، ارفعْ رأسك، تكلَّمْ تُسْمَعْ، واشْفَعْ تُشَفَّعْ، وسَلْ تُعْطَهْ، فيقولُ: يا ربِّ، أُمَّتي أُمَّتي، فيقال: أخرج مَنْ كان في قلبه مثقالُ شعيرةٍ، ثم يرجع الثانية، فيخرُّ للَّهِ ساجداً ويحمدُهُ بمحامدَ لم يحمده أحدٌ كان قبله ولَنْ يحمَدَهُ بها أحدٌ مِمَّنْ كان بعده، فيقال له: محمَّدُ، ارفع رأسك، تكلم تسمع، واشْفَع تُشَفَّع، وسَلْ تُعْطَه، فيقالُ لَهُ: أخرجْ مَنْ كانَ في قَلْبِهِ مثقالُ بُرَّةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ الثَّالِثَةَ، فَيَخِرُّ للَّهِ ساجِداً، ويحْمَدُهُ بِمَحامِدَ لم يحمدْه بها أَحَدٌ كانَ قبلَهُ، ولنْ يَحْمَدَهُ أَحَدٌ مِمَّنْ كانَ بَعْدَهُ، فيُقالُ لَهُ: أَخْرِجْ من كانَ في قَلْبِهِ مِثْقالُ خَرْدَلَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَخِرُّ ساجِداً وَيَحْمَدُهُ بِمَحامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ بها أحدُ مِمَّنْ كان قبلَهُ، ولن يحمَدَهُ بها أَحَدُ مِمَّنْ كان بعده، فيقال لَهُ:

---

(١) في الأصل «منادي» والمثبت من «التقاسيم» ٣/لوحة ٤٦٨.

(٢) تحرفت في الأصل إلى «قال»، والتصويب من «التقاسيم».

خلق جوید پناہ و سایہ کس وان پناہِ ہمہ تو ہستی وبس
ہست یادت کلید ہر کارے خاطرے بے تو خاطر آزارے
ہر کہ نالد بدر گہت بہ نیاز بخت گم کردہ را بیابد باز
لطف تو ترکِ طالبان نکند کس بکارِ رہت زیان نکند
ہر کہ باذات تو سرے دارد پشت بر روئے دیگرے دارد
زینکہ چون کار بر تو بگذارد رو بہ اغیار ازچہ رو آرد
ذاتِ پاکت بس ست یار یکے دل یکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد رحمت آشکار بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور از در و بام او ببارد نور
ہر کہ راحت[۱] گرفت کارش شد صد امیدے بروز گارش شد
ہر کہ راہ تو جُست یافتہ است تافت آن رو کہ سرنتافتہ است
وانکہ از ظل قربت تو رمید بردر ہر کہ رفت ذلت دید
اے خداوندِ من گناہم بخش سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم پاک کُن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن بہ نگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی و آنچہ میخواہم از تو نیز توئی

لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور ہیولی کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیا کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا سبحان اللہ کیا رحمٰن اور منان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے

«۷»

[۱] نقل مطابق اصل ہے۔ غالباً سہو کاتب ہے۔ صحیح لفظ ''راہت'' معلوم ہوتا ہے۔ (ناشر)

اندھے کو راہ نہیں دکھا سکتا اور یہ صفت مہدویت اگرچہ تمام نبیوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ سب خدا تعالیٰ کے شاگرد ہیں لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص طور پر اور اکمل اور اتم تھی۔ وجہ یہ کہ دوسرے نبیوں نے انسانوں سے بھی تعلیم پائی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے گویا شاہزادگی کی حیثیت میں زیرنگرانی فرعون تعلیم پائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُستاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا ایسا ہی اگر ایک انسان مہدی اور خدا سے تعلیم پانے والا ہو لیکن روحانی بیماریوں کے دُور کرنے کے لئے اس کو رُوح القدس عطا نہ کیا گیا ہو تب بھی وہ لوگوں پر حجت پوری نہیں کر سکتا اور رُوح القدس کی تائید کا متقدم بالزمان نمونہ حضرت مسیح ہیں۔ سو اس زمانہ میں عقلی پہلو سے بھی رُوح القدس کی تائید کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایک انسان طبعاً عقلی اور نقلی دلائل سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ اگر ان کے مخالف کوئی معجزہ بھی دکھایا جائے تو کچھ اثر نہیں کرتا اس لئے کامل مصلح کے لئے ہمیشہ سے یہ ضروری شرطیں ہیں کہ وہ ان دونوں صفتوں سے متصف ہو۔ یعنی وہ خدا کا خاص شاگرد ہو اور پھر ہر ایک میدان میں رُوح القدس سے تائید پاتا ہو☆ اور مہدی آخر الزمان کے لئے جس کا دوسرا نام

☆ یاد رہے کہ اگرچہ ہر ایک نبی میں مہدی ہونے کی صفت پائی جاتی ہے کیونکہ سب نبی تلامیذ الرحمان ہیں اور نیز اگرچہ ہر ایک نبی میں مؤید بروح القدس ہونے کی صفت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ تمام نبی رُوح القدس سے تائید یافتہ ہیں لیکن پھر بھی یہ دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اور مسیح یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے گو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نام کے رو سے بھی فائق ہیں کیونکہ اُن کو شدید القویٰ کا دائمی انعام دیا گیا ہے لیکن رُوح القدس کے مرتبہ میں جو شدید القویٰ سے کم مرتبہ ہے حضرت

﴿۱۲﴾

بچپن
کیسے گذرا؟

فوجی خدمات بھی سرانجام دی تھیں ۔ پس بہر حال حضرت صاحب کی پیدائش رنجیت سنگھ کی موت یعنی ۱۸۳۹ء سے کچھ عرصہ پہلے ماننی پڑے گی ۔ لہٰذا اس طرح بھی ۱۸۳۶ء والی روایت کی تصدیق ہوتی ہے ۔ **وھو المراد** ۔ اور حضرت صاحب نے جو ۱۸۳۹ء لکھا ہے سو اس کو خود آپ کی دوسری تحریریں رد کرتی ہیں ۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی عمر ۷۰ سال بیان کی ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہے یہ تمام اندازے ہیں ۔ صحیح علم صرف خدا کو ہے ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری تحقیق میں اوائل ۱۲۵۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی تھی اور وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی ۔ **واللہ اعلم** ۔

﴿186﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم ۔ اے ۔ کہ میں بچپن میں والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تاریخ فرشتہ ، نحو میر اور شائد گلستان ۔ بوستان پڑھا کرتا تھا اور والد صاحب کبھی کبھی پچھلا پڑھا ہوا سبق بھی سنا کرتے تھے ۔ مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوئے ۔ حالانکہ میں پڑھنے میں بے پرواہ تھا لیکن آخر دادا صاحب نے مجھے والد صاحب سے پڑھنے سے روک دیا اور کہا کہ میں نے سب کو ملاّں نہیں بنا دینا ۔ تم مجھ سے پڑھا کرو مگر ویسے دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے ۔

﴿187﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم ۔ اے ۔ کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی چنانچہ آخری عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اُترنے لگے تھے سامنے سٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا ۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا ۔

﴿188﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب تیرنا اور سواری خوب جانتے تھے ۔ اور سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ بچپن میں مَیں ڈوب چلا تھا ۔ تو ایک اجنبی بڈھے سے شخص نے مجھے نکالا تھا

سیرت المہدی علیہ السلام

جلد اوّل

تالیف لطیف

حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے

﴿50﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی ۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ اور خاکسار سے حضرت خلیفہ ثانی نے ایک دفعہ بیان کیا تھا کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعودؑ نے علم طب کے پڑھنے کے متعلق تاکید فرمائی تھی ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ علم طب ہمارے خاندان کی خصوصیت رہا ہے۔ ہمارے خاندان میں سے کبھی کسی نے اس علم کو اپنے روزگار کا ذریعہ نہیں بنایا اور نہ ہی علاج کے بدلے میں کسی سے کبھی کچھ معاوضہ لیا۔

﴿51﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں ۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کیساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نہ سمجھ سکی کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سندھی غالباً دسوندھی یا دسبندھی سے بگڑا ہوا ہے جو ایسے بچے کو کہتے ہیں جس پر کسی منت کے نتیجہ میں دس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگ جاتی ہیں۔

(اس روایت میں جو یہ ذکر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ بچپن میں کبھی کبھی شکار کی ہوئی چڑیا کو سرکنڈے سے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے اس خانہ تلاشی کا ذکر اپنے اشتہار مورخہ ۱۱/اپریل ۱۸۹۷ء میں کیا ہے جہاں لکھا ہے کہ خانہ تلاشی ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو ہوئی تھی اور نیز یہ کہ مہمان خانہ مطبع وغیرہ کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لیکھرام ۶/مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل ہوا تھا اور اسکے قتل پر آریوں کی طرف سے ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہو گیا تھا۔ سنا گیا ہے کہ کئی جگہ مسلمان بچے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور حضرت صاحب کے قتل کے لئے بھی بہت سازشیں ہوئیں اور یہ خانہ تلاشی بھی غالباً آریوں ہی کی تحریک پر ہوئی تھی۔

﴿244﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں پکیں کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا۔ مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب نے کڑواہٹ محسوس کی اور والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانے والی سے پوچھا اس نے کہا میں نے تو میٹھا ڈالا تھا والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لے کر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا اور اس عورت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈال دی تھی۔ اس دن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

﴿245﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں۔ یہ میں نہیں لیتا انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔

حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔

﴿246﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علی خان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا۔ ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دعا کیلئے اس کمرہ میں گئے جو اس غرض کیلئے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ مَیں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اس وقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی۔ حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا میں نے تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔ خانصاحب کہتے ہیں کہ وہ چھڑی مدت سے آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی مگر محویت کا یہ عالم تھا کہ کبھی اس کی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا کہ پہچان سکیں۔ خانصاحب کہتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا اس وقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اس وقت خوش نہ تھے کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جا کر حضور سے ملا اور حضور نے مجھ سے مصافحہ کیا اور پھر گھر تشریف لے گئے۔ میں اپنے کمرے میں آ کر بہت رویا کہ معلوم نہیں حضرت صاحب نے مجھ میں کیا دیکھا ہے کہ معمول کے خلاف بشاشت کے ساتھ نہیں ملے۔ پھر میں نماز کے وقت مسجد میں گیا تو کسی نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ ذوالفقار علی خان آیا ہے۔ حضرت صاحب نے شوق سے پوچھا کہ تحصیلدار صاحب کب آئے ہیں؟ میں جھٹ حضور کے سامنے آ گیا

جوانی کے کارنامے

جن اسماء کے گرد چوکور خطوط دکھائے گئے ہیں وہ ان لوگوں کے نام ہیں جو ۱۸۶۵ء میں قادیان میں حصہ دار درج تھے۔ قادیان کی کل ملکیت پانچ حصوں میں تقسیم کی گئی تھی۔ دو حصے اولاد مرزا تصدق جیلانی کو آئے تھے اور دو حصے اولاد مرزا گُل محمد صاحب کو اور ایک حصہ خاص مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو بحیثیت منصرم کے آیا تھا جو بعد میں صرف ان کی اولاد میں تقسیم ہوا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے دادا صاحب کی وفات کے بعد غیر قابض شرکاء نے مرزا امام الدین وغیرہ کی فتنہ پردازی سے ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب پر دخل یابی جائیداد کا دعویٰ دائر کر دیا اور بالآخر چیف کورٹ سے تایا صاحب کے خلاف فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد پسران مرزا تصدق جیلانی اور مرزا غلام غوث ولد مرزا قاسم بیگ کا حصہ تو اس سمجھوتے کے مطابق جو پہلے سے ہو چکا تھا مرزا اعظم بیگ لاہوری نے خرید لیا جس نے مقدمہ کا سارا خرچ اسی غرض سے برداشت کیا تھا اور پسران غلام محی الدین صاحب اپنے اپنے حصہ پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اس لئے ان کا حصہ پسران مرزا غلام مرتضیٰ صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آ گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شاخ معدوم ہو چکی ہے۔ علی ھذا القیاس مرزا غلام حیدر کی بھی شاخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لاولد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا گُل محمد موجود ہے مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ”یَنْقَطِعُ اٰبَاؤُکَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ“ (تذکرہ صفحہ ۳۹ مطبوعہ ۲۰۰۴ء) اور یہ الہام اس وقت کا ہے جب آپ کے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

﴿49﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا۔ اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور

چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ جس پر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچ کر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقعہ پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لئے امرتسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ میں اسی وقت سمجھ گیا کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اڑا لیا تھا کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے آپ کی ملازمت اختیار کرنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لئے زور دیتے رہتے تھے ورنہ آپ کی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لئے لکھتے رہتے تھے لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔)

ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

﴿150﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنی کتاب حیاۃ النبی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ملازمت سیالکوٹ کے متعلق مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کی ایک تحریر نقل کی ہے جو میں مولوی صاحب موصوف سے براہ راست تحریری روایت لے کر درج ذیل کرتا ہوں۔ مولوی صاحب موصوف سید میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی کے چچا ہیں اور سیالکوٹ کے ایک بڑے مشہور مولوی ہیں۔ مولوی صاحب مذہباً احمدی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبع نہیں بلکہ وہ سر سید مرحوم کے خیالات کے دلدادہ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

'' حضرت مرزا صاحب ۱۸۶۴ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ چونکہ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول ولغو سے مجتنب اور محترز تھے۔ اس واسطے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی ہے۔ آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ لالہ بھیم سین صاحب وکیل جن کے نانا ڈپٹی مٹھن لال صاحب بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھے ان کے بڑے رفیق تھے۔ اور چونکہ بٹالہ میں مرزا صاحب اور لالہ صاحب آپس میں تعارف رکھتے تھے اس لئے سیالکوٹ میں بھی ان سے اتحاد کامل رہا۔ پس سب سے کامل دوست مرزا صاحب کے اگر اس شہر میں تھے تو لالہ صاحب ہی تھے۔ اور چونکہ لالہ صاحب طبع سلیم اور لیاقت زبان فارسی اور ذہن رسا رکھتے تھے اس سبب سے بھی مرزا صاحب کو علم دوست ہونے کے باعث ان سے بہت محبت تھی۔ مرزا صاحب کی علمی لیاقت سے کچہری والے آگاہ تھے مگر چونکہ اسی سال کے اوائل گرما میں ایک عرب نوجوان محمد صالح نام شہر میں وارد ہوئے اور ان پر جاسوسی کا شبہ ہوا تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے (جن کا نام پرکسن تھا۔ اور پھر وہ آخر میں کمشنر راولپنڈی کی کمشنری کے ہوگئے تھے) محمد صالح کو اپنے محکمہ میں بغرض تفتیش حالات طلب کیا۔ ترجمان کی ضرورت تھی۔ مرزا صاحب چونکہ عربی میں کامل استعداد رکھتے تھے اور عربی زبان میں تحریر وتقریر بخوبی کر سکتے تھے۔ اس واسطے مرزا صاحب کو بلا کر حکم دیا کہ جو جو بات ہم کہیں عرب صاحب سے پوچھو۔ اور جو جواب وہ دیں اردو میں ہمیں لکھواتے جاؤ۔ مرزا صاحب نے اس کام کو کماحقہ ادا کیا۔ اور آپ کی لیاقت لوگوں پر منکشف ہوئی۔

اس زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے۔ (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔

مرزا صاحب کو اس زمانہ میں بھی مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ پادری صاحبوں سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ پادری الائشہ صاحب جو دیسی عیسائی پادری تھے اور حاجی پورہ سے جانب جنوب کی کوٹھیوں میں سے ایک کوٹھی میں رہا کرتے تھے مباحثہ ہوا۔ پادری صاحب نے کہا کہ عیسوی مذہب قبول کرنے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔ مرزا صاحب نے فرمایا نجات کی تعریف کیا ہے؟ اور نجات سے آپ کیا مراد رکھتے ہیں؟ مفصل بیان کیجئے۔ پادری صاحب نے کچھ مفصل تقریر نہ کی اور مباحثہ ختم کر بیٹھے اور کہا '' میں اس قسم کی منطق نہیں پڑھا۔''

پادری بٹلر صاحب ایم۔ اے سے جو بڑے فاضل اور محقق تھے۔ مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔ یہ صاحب موضع گوہد پور کے قریب رہتے تھے۔ ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ سرّ تھا کہ وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور آدم کی شرکت سے جو گنہگار تھا بری رہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ مریم بھی تو آدم کی نسل سے ہے پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے۔ اور علاوہ ازیں عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی۔ جس سے آدم نے درخت ممنوع کا پھل کھایا اور گنہگار ہوا۔ پس چاہیے تھا کہ مسیح عورت کی شرکت سے بھی بری رہتے۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہوگئے۔

پادری بٹلر صاحب مرزا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے۔ اور بڑے ادب سے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ پادری صاحب کو مرزا صاحب سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ جب پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے کچہری تشریف لائے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ تو پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنے کو آیا تھا۔ چونکہ میں وطن جانے والا ہوں اس واسطے ان سے آخری ملاقات کروں گا۔ چنانچہ جہاں مرزا صاحب

﴿240﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یوں تو حضرت صاحب کی ساری عمر جہاد کی صف اوّل میں ہی گذری ہے۔ لیکن باقاعدہ مناظرے آپ نے صرف پانچ کئے ہیں۔

اوّل۔ ماسٹر مرلی دھر آریہ کے ساتھ بمقام ہوشیارپور مارچ ۱۸۸۶ء میں۔ اس کا ذکر آپ نے سرمہ چشم آریہ میں کیا ہے۔

دوسرے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ بمقام لدھیانہ، جولائی ۱۸۹۱ء میں۔ اس کی کیفیت رسالہ الحق لدھیانہ میں چھپ چکی ہے۔

تیسرے۔ مولوی محمد بشیر بھوپالوی کے ساتھ بمقام دہلی اکتوبر ۱۸۹۱ء میں۔ اس کی کیفیت رسالہ الحق دہلی میں چھپ چکی ہے۔

چوتھے۔ مولوی عبدالحکیم کلانوری کے ساتھ بمقام لاہور جنوری و فروری ۱۸۹۲ء میں۔ اس کی روئداد شائع نہیں ہوئی صرف حضرت صاحب کے اشتہار مورخہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء میں اس کا مختصر ذکر پایا جاتا ہے۔

پانچویں۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم مسیحی کے ساتھ بمقام امرتسر مئی و جون ۱۸۹۳ء میں۔ اس کی کیفیت جنگ مقدس میں شائع ہو چکی ہے۔

ان کے علاوہ دو اور جگہ مباحثہ کی صورت پیدا ہو کر رہ گئی۔ **اوّل** مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بمقام بٹالہ ۶۹ یا ۱۸۶۸ء میں۔ اس کا ذکر حضرت صاحب نے براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۰ پر کیا ہے۔ **دوسرے**۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب شیخ الکل دہلوی کے ساتھ بمقام جامع مسجد دہلی بتاریخ ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۱ء۔ اس کا ذکر حضرت کے اشتہارات میں ہے۔

سیرت المہدی علیہ السلام

جلد اوّل

تالیف لطیف

حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے

آئی لَو یُو۔ آئی ایم وِدیُو۔ یس آئی ایم ہیپی، لائف آف پین۔ آئی شیل ہیلپ یُو۔ آئی کین واٹ آئی وِل ڈو۔ وی کین واٹ وی وِل ڈو، گوڈ اِز کمنگ بائی ہز آرمی۔ ہی اِزْ وِدیُو ٹو کِل اینمی۔ دی ڈیز شیل کم وَین گوڈ شیل ہیلپ یُو۔ گلوری بی ٹو دِی لارڈ۔ گوڈ میکر آف اَرتھ اینڈ ہیوَن☆۔

(**ترجمہ**) میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہاں میں خوش ہوں۔ زندگی دُکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین وآسمان۔

یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لاشریک نے کی حالانکہ میں انگریزی خوان نہیں ہوں اور بکلّی اس زبان سے ناواقف ہوں مگر خدا نے چاہا کہ اپنے آئندہ وعدوں کو اس ملک کی تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شائع کرے سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دُکھ اور تکلیف کی ہے میں اس کو دور کروں گا اور میں تمہاری مدد کروں گا۔ اور ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا اور دشمن کو ہلاک کروں گا اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حصہ پورا ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک نعمت کا دروازہ میرے پر کھول دیا ہے اور ہزارہا انسان دل و جان سے میری بیعت میں داخل

☆ **حاشیہ**۔ چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سُرعت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف ونحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت اِنْ هٰـذٰنِ لَسٰحِرٰنِ[1] انسانی نحو کی رو سے ان ھذین چاہیے۔ منہ

[1] طٰہٰ: ۶۴

بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے۔ اور ملاقات کر کے چلے گئے۔

چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے۔ اس واسطے مرزا شکستہ تخلص نے جو بعد ازاں موحد تخلص کیا کرتے تھے اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کو کہا کہ سید احمد خاں صاحب نے تورات وانجیل کی تفسیر لکھی ہے۔ آپ ان سے خط وکتابت کریں۔ اس معاملہ میں آپ کو بہت مدد ملے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرسید کو عربی میں خط لکھا۔

کچہری کے منشیوں سے شیخ الہ داد صاحب مرحوم سابق محافظ دفتر سے بہت اُنس تھا۔ اور نہایت پکی اور سچی محبت تھی۔ شہر کے بزرگوں سے ایک مولوی صاحب محبوب عالم نام سے جو عزلت گزیں اور بڑے عابد اور پارسا اور نقشبندی طریق کے صوفی تھے۔ مرزا صاحب کو دلی محبت تھی۔

چونکہ جس بیٹھک میں مرزا صاحب مع حکیم منصب علی کے جو اس زمانہ میں وثیقہ نویس تھے رہتے تھے اور وہ سر بازار تھی اور اس دکان کے بہت قریب تھی جس میں حکیم حسام الدین صاحب مرحوم سامان دواسازی اور دوافروشی اور مطب رکھتے تھے اس سبب سے حکیم صاحب اور مرزا صاحب میں تعارف ہوگیا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مرزا صاحب سے قانونچہ اور موجز کا بھی کچھ حصہ پڑھا۔

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔ سچ ہے ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

ان دنوں میں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی۔ جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی میں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ درخواست بھیج دیں چونکہ آپ کی لیاقت عربی زباندانی کی نہایت کامل ہے۔ آپ ضرور اس عہدہ پر مقرر ہو جائیں گے۔ فرمایا:۔

”میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں۔ اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا بناتے ہیں۔ میں اس آیت کے وعید سے بہت ڈرتا ہوں۔ اُحشُرُوا

سادگی
یا
دماغی خلل؟

رہتے تھے۔آپکا طرزِ عمل ’’مَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ ‘‘ کے ماتحت تھا کہ کسی مصنوعی جکڑ بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں صرف لباس کی اصلی غرض مطلوب تھی۔ بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔سردی آپ کو موافق نہ تھی۔اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ ململ کا رہتا تھا بجائے گرم کُرتے کے۔پاجامہ آپ کا معروف شرعی وضع کا ہوتا تھا (پہلے غرارہ یعنی ڈھیلا مردانہ پاجامہ بھی پہنا کرتے تھے۔مگر آخر عمر میں ترک کردیا تھا) مگر گھر میں گرمیوں میں کبھی کبھی دن کو اور عادتاً رات کے وقت تہ بند باندھ کر خواب فرمایا کرتے تھے۔

صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپکا رومال ہوتا تھا۔آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے۔نہ کہ چھوٹا جنٹلمینی رومال جو آج کل کا بہت مروج ہے اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کردیتے تھے باندھ لیا کرتے۔

گھڑی بھی ضرور آپ اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کنجی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اس لئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا۔اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اس لئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔گھڑی کو ضرورت کیلئے رکھتے نہ زیبائش کیلئے۔

تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ اور موٹی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی اس پر سہارا یا بوجھ دے کر نہ چلتے تھے جیسے اکثر ضعیف العمر آدمیوں کی عادت ہوتی ہے۔

موسم سرما میں ایک دھسّہ لیکر آپ مسجد میں نماز کیلئے تشریف لایا کرتے تھے جو اکثر آپ کے کندھے پر پڑا ہوا ہوتا تھا۔ اور اسے اپنے آگے ڈال لیا کرتے تھے۔ جب تشریف رکھتے تو پھر پیروں پر ڈال لیتے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اُتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانک دیتے ہیں۔ وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوجاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اُتار دیتے اور صرف چادر یا لنگی باندھ لیتے۔ گرمی دانے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اُتار دیا کرتے۔ تہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔

آپ کے پاس کچھ کنجیاں بھی رہتی تھیں یہ یا تو رومال میں یا اکثر ازار بند میں باندھ کر رکھتے۔ روئی دار کوٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل نہ تھا۔ نہ ایسی رضائی اوڑھ کر باہر تشریف لاتے بلکہ چادر پشمینہ کی یا دھسہ رکھا کرتے تھے اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور گردن تک رہتی تھی۔ گلو بند اور دستانوں کی آپکو عادت نہ تھی۔ بستر آپ کا ایسا ہوتا تھا کہ ایک لحاف جس میں پانچ چھ سیر روئی کم از کم ہوتی تھی اور اچھا لمبا چوڑا ہوتا تھا۔ چادر بستر کے اوپر اور تکیہ اور توشک۔ توشک آپ گرمی، جاڑے دونوں موسموں میں بسبب سردی کی ناموافقت کے بچھواتے تھے۔

تحریر وغیرہ کا سب کام پلنگ پر ہی اکثر فرمایا کرتے اور دوات قلم، بستہ اور کتابیں یہ سب چیزیں پلنگ پر موجود رہا کرتی تھیں کیونکہ یہی جگہ میز کرسی اور لائبریری سب کا کام دیتی تھی۔ اور مَــا اَنَـا مِنَ

احمدیت کی وجہ سے تنگ نہیں کیا۔

(اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اس کے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔)

﴿81﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضاء کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعودؑ کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اس لئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک ان کے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

﴿82﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ اوائل

میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروا دئے۔ اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کے پائجامے کو کہتے ہیں۔ (پہلے اس کا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے۔)

﴿83﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی۔ پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے۔ بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔ اس کے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے۔ پاجامہ بھی آپ کا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے بلکہ سردیوں میں دو دو جوڑے اوپر تلے پہن لیتے تھے۔ پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ نیز بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب سے حضرت مسیح موعودؑ کو دورے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آپ نے سردی گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی ثم لاہوری احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا اُلٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ اُلٹا سیدھا پہن لیتے تھے اس لئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کے ناپسندیدگی کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپ کے لئے

ہے کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تمام دیہات ریاست پٹیالہ میں واقع ہیں۔

﴿165﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اسکو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے۔ اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک ہندسے یعنی عدد سے گِن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

﴿166﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے بیان فرمایا کہ قرآن شریف کی جو آیات بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہیں اور ان پر بہت اعتراض ہوتے ہیں دراصل ان کے نیچے بڑے بڑے معارف اور حقائق کے خزانے ہوتے ہیں اور پھر مثال دے کر فرمایا کہ ان کی ایسی ہی صورت ہے جیسے خزانہ کی ہوتی ہے جس پر سنگین پہرہ ہوتا ہے اور جو بڑے مضبوط کمرے میں رکھا جاتا ہے جس کی دیواریں بہت موٹی ہوتی ہیں اور دروازے بھی بڑے موٹے اور لوہے سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں اور بڑے بڑے موٹے اور مضبوط قفل اس پر لگے ہوتے ہیں۔ اور اسکے اندر بھی مضبوط آہنی صندوق ہوتے ہیں جن میں خزانہ رکھا جاتا ہے اور پھر یہ صندوق بھی خزانہ کے اندر اندھیری کوٹھڑیوں اور تہ خانوں میں رکھے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر شخص وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس سے آگاہ ہوسکتا ہے بمقابلہ نشست گاہ ہونے کے جو کھلے کمرے ہوتے ہیں اور دروازوں پر بھی عموماً شیشے لگے ہوئے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے باہر والا شخص بھی اندر نظر ڈال سکتا ہے اور جو اندر آنا چاہے بآسانی آسکتا ہے۔

﴿167﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب

پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے کہ شائد اسے تکلیف ہے اس لئے دور ہٹتا ہے۔ چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے۔ اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اس لئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔

﴿65﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابّا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض دفعہ گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

﴿66﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہوگئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے اور بڑی نازک طبیعت ہوگئی۔ حتّٰی کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آکر بیٹھے اور کہنے لگے کہ دنیا میں یہی حال ہے سبھی نے مرنا ہے کوئی آگے گذر جاتا ہے کوئی پیچھے جاتا ہے اس لئے اس پر ہراساں نہیں ہونا چاہئے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس جگہ چچا سے مراد مرزا غلام محی الدین صاحب ہیں۔

صاحبزادہ صاحب (یعنی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) کے مضامین رسالہ تشحید الاذہان میں پڑھ کر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد ان کا بیٹا ان کی دکان چلائے گا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف نظر اٹھا کر صرف دیکھا اور زبانی کچھ نہ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دعا فرما رہے ہیں۔

﴿652﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاجاموں میں مَیں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے اور ازار بند میں کنجیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا۔ ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

﴿653﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا ایک دفعہ حکیم فضل دین صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور مجھے قرآن پڑھایا کریں آپ نے فرمایا اچھا وہ چاشت کے قریب مسجد مبارک میں آجاتے اور حضرت صاحب ان کو قرآن مجید کا ترجمہ تھوڑا سا پڑھا دیا کرتے تھے یہ سلسلہ چند روز ہی جاری رہا پھر بند ہوگیا۔ عام درس نہ تھا صرف سادہ ترجمہ پڑھاتے تھے۔ یہ ابتدائی زمانہ مسیحیت کا واقعہ ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی طریق پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں عبداللہ صاحب سنوری کو بھی کچھ حصہ قرآن شریف کا پڑھایا تھا۔

﴿654﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ بھی موجود نہ تھے۔ تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ مَیں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا

کھانے کا انداز

جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی مُنہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کی تازہ ٹنڈ یا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا۔ اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔ اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا چنانچہ ہوشیار پور جاتے ہوئے ہم مُرغ پکوا کر ساتھ لے گئے تھے۔ مولی کی چٹنی اور گوشت میں مونگرے بھی آپ کو پسند تھے۔ گوشت کی خوب بھُنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔ چپاتی خوب سکی ہوئی جو سکنے سے سخت ہو جاتی ہے پسند تھی۔ گوشت کا پتلا شوربہ بھی پسند کرتے تھے جو بہت دیر تک پکتا رہا ہو۔ حتّٰی کہ اس کی بوٹیاں خوب گل کر شوربہ میں اس کا عرق پہنچ جاوے۔ سکنجبین بھی پسند تھی۔ میاں جان محمد مرحوم آپکے واسطے سکنجبین تیار کیا کرتا تھا۔ نیز میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیے جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال، سبزی ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیے بھیڑ کا گوشت ناپسند فرماتے تھے۔ میٹھے چاول گُڑ یعنی قند سیاہ میں پکے ہوئے پسند فرماتے تھے۔ ابتدا میں چائے میں دیسی شکر (جو گُڑ کی طرح ہوتی ہے) ڈال کر استعمال فرماتے تھے۔ شوربہ کے متعلق فرماتے تھے کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں۔ ایسا پتلا کرنا چاہیے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔ اس وقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔

﴿168﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کیلئے ایک تسبیح تحفہ لایا۔ وہ تسبیح آپ نے مجھے دے دی اور فرمایا لو اس پر درود شریف پڑھا کرو۔ وہ تسبیح بہت خوبصورت تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تسبیح کے استعمال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام عام طور پر پسند نہیں فرماتے تھے۔

﴿169﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب بیان فرماتے تھے کہ قیامت کو ایک شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اللہ اس سے دریافت کرے گا کہ

﴿55﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ آخری ایام میں حضرت مسیح موعود نے میرے سامنے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے آپکی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کروادیا۔ (حضرت والدہ صاحبہ نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو بھیج کر حضرت صاحب کی طرف سے حج بدل کروایا تھا) اور حافظ صاحب کے سارے اخراجات والدہ صاحبہ نے خود برداشت کئے تھے۔ حافظ صاحب پرانے صحابی تھے اور اب عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔

﴿56﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کھانوں میں سے پرندہ کا گوشت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ شروع شروع میں بٹیر بھی کھاتے تھے لیکن جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے اس کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔ مچھلی کا گوشت بھی حضرت صاحب کو پسند تھا۔ ناشتہ باقاعدہ نہیں کرتے تھے۔ ہاں عموماً صبح کو دودھ پی لیتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کہ کیا آپ کو دودھ ہضم ہو جاتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہضم تو نہیں ہوتا تھا مگر پی لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ پکوڑے بھی حضرت صاحب کو پسند تھے۔ ایک زمانے میں سکنجبین کا شربت بہت استعمال فرمایا تھا مگر پھر چھوڑ دی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک لمبے عرصہ تک کوئی پکی ہوئی چیز نہیں کھائی صرف تھوڑے سے دہی کے ساتھ روٹی لگا کر کھالیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی مکی کی روٹی بھی پسند کرتے تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اُٹھتے تھے۔ ایک زمانہ میں آپ نے چائے کا بہت استعمال فرمایا تھا مگر پھر چھوڑ دی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا حضرت صاحب کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے اور کھانے کا وقت بھی کوئی خاص مقرر نہیں تھا۔ صبح کا کھانا بعض اوقات بارہ بارہ ایک ایک بجے بھی کھاتے تھے۔ شام کا کھانا عموماً مغرب کے بعد مگر کبھی کبھی پہلے بھی کھالیتے تھے۔ غرض کوئی وقت معین نہیں تھا، بعض اوقات خود کھانا مانگ لیتے تھے کہ لاؤ کھانا تیار ہے تو دے دو پھر میں نے کام شروع کرنا ہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ کس وقت کام کرتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ بس سارا دن کام میں ہی گزرتا تھا۔

میں بچھا کرتا تھا۔اور خاص مہمان آپ کے ہمراہ دسترخوان پر بیٹھا کرتے تھے۔یہ عام طور پر وہ لوگ ہوا کرتے تھے جن کو حضرت صاحب نامزد کردیا کرتے تھے۔ایسے دسترخوان پر تعداد کھانے والوں کی دس سے بیس پچیس تک ہوجایا کرتی تھی۔

گھر میں جب کھانا نوش جان فرماتے تھے تو آپ کبھی تنہا مگر اکثر ام المومنین اور کسی ایک یا سب بچوں کو ساتھ لیکر تناول فرمایا کرتے تھے۔یہ عاجز کبھی قادیان میں ہوتا تو اس کو بھی شرف اس خانگی دسترخوان پر بیٹھنے کا مل جایا کرتا تھا۔

سحری آپ ہمیشہ گھر میں ہی تناول فرماتے تھے اور ایک دو موجودہ آدمیوں کے ساتھ یا تنہا۔ سوائے گھر کے باہر جب کبھی آپ کھانا کھاتے تو آپ کسی کے ساتھ نہ کھاتے تھے یہ آپ کا حکم نہ تھا مگر خدام آپ کو عزت کی وجہ سے ہمیشہ الگ ہی برتن میں کھانا پیش کیا کرتے تھے۔اگرچہ اور مہمان بھی سوائے کسی خاص وقت کے الگ الگ ہی برتنوں میں کھایا کرتے تھے۔

کس طرح کھانا تناول فرماتے تھے:۔ جب کھانا آگے رکھا جاتا یا دسترخوان بچھتا تو آپ اگر مجلس میں ہوتے تو یہ پوچھ لیا کرتے۔کیوں جی شروع کریں؟ مطلب یہ کہ کوئی مہمان رہ تو نہیں گیا یا سب کے آگے کھانا آگیا۔پھر آپ جواب ملنے پر کھانا شروع کرتے اور تمام دوران میں نہایت آہستہ آہستہ چبا چبا کر کھاتے۔کھانے میں کوئی جلدی آپ سے صادر نہ ہوتی آپ کھانے کے دوران میں ہر قسم کی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔اور اگر کسی خاص دعوت کے موقعہ پر دو تین قسم کی چیزیں سامنے ہوں تو اکثر صرف ایک ہی پر ہاتھ ڈالا کرتے تھے اور سالن کی جو رکابی آپ کے آگے سے اُٹھتی تھی وہ اکثر ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا اسے کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔بہت بوٹیاں یا ترکاری آپ کو کھانے کی عادت نہ تھی بلکہ صرف لعاب سے اکثر چھوا کر ٹکڑا کھا لیا کرتے تھے۔لقمہ چھوٹا ہوتا تھا اور روٹی کے ٹکڑے آپ بہت سے کرلیا کرتے تھے۔اور یہ آپ کی عادت تھی دسترخوان سے اُٹھنے کے بعد سب سے زیادہ ٹکڑے روٹی کے آپ کے آگے سے ملتے تھے اور لوگ بطور تبرک کے اُن کو اُٹھا کر کھا لیا کرتے تھے۔آپ

اس قدر کم خور تھے کہ باوجود یہ کہ سب مہمانوں کے برابر آپ کے آگے کھانا رکھا جاتا تھا مگر پھر بھی سب سے زیادہ آپ کے آگے سے بچتا تھا۔

بعض دفعہ تو دیکھا گیا کہ آپ صرف روکھی روٹی کا نوالہ منہ میں ڈال لیا کرتے تھے۔اور پھر انگلی کا سرا شوربہ میں تر کرکے زبان سے چھوا دیا کرتے تھے تاکہ لقمہ نمکین ہوجاوے۔پچھلے دنوں میں جب آپ گھر میں کھانا کھاتے تھے تو آپ اکثر صبح کے وقت مکی کی روٹی کھایا کرتے تھے۔اور اس کے ساتھ کوئی ساگ یا صرف لسّی کا گلاس یا کچھ مکھن ہوا کرتا تھا یا کبھی اچار سے بھی لگا کر کھا لیا کرتے تھے۔آپ کا کھانا صرف اپنے کام کے لئے قوّت حاصل کرنے کے لئے ہوا کرتا تھا نہ کہ لذت نفس کے لئے۔بارہا آپ نے فرمایا کہ ہمیں تو کھانا کھا کر یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ کیا پکا تھا اور ہم نے کیا کھایا۔

ہڈیاں چوسنے اور بڑا نوالہ اُٹھانے، زور زور سے چپڑ چپڑ کرنے، ڈکاریں مارنے یا رکابیاں چاٹنے یا کھانے کے مدح و ذم اور لذائذ کا تذکرہ کرنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔بلکہ جو پکتا تھا وہ کھا لیا کرتے تھے۔کبھی کبھی آپ پانی کا گلاس یا چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ابتدائی عمر میں دائیں ہاتھ پر ایسی چوٹ لگی تھی کہ اب تک بوجھل چیز اس ہاتھ سے برداشت نہیں ہوتی۔اکڑوں بیٹھ کر آپ کو کھانے کی عادت نہ تھی بلکہ آلتی پالتی مار کر بیٹھتے یا بائیں ٹانگ بٹھا دیتے اور دائیاں گھٹنا کھڑا رکھتے۔

کیا کھاتے تھے؟ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مقصد آپ کے کھانے کا صرف قوّت قائم رکھنا تھا نہ کہ لذت اور ذائقہ اُٹھانا اس لئے آپ صرف وہ چیزیں ہی کھاتے تھے جو آپ کی طبیعت کے موافق ہوتی تھیں اور جن سے دماغی قوّت قائم رہتی تھی تاکہ آپ کے کام میں حرج نہ ہو علاوہ بریں آپ کو چند بیماریاں بھی تھیں۔جن کی وجہ سے آپ کو کچھ پرہیز بھی رکھنا پڑتا تھا مگر عام طور پر آپ سب طیبات ہی استعمال فرما لیتے تھے اور اگرچہ آپ سے اکثر یہ پوچھ لیا جاتا تھا کہ آج آپ کیا کھائیں گے مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے خواہ کچھ پکا ہو آپ اپنی ضرورت کے مطابق کھا ہی لیا کرتے تھے اور کبھی کھانے کے بدمزہ ہونے پر اپنی ذاتی وجہ سے

نقلی مسیح کی نشانیاں

دشمن ہو گئے مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلا ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسٰی جب آئے تو بدقسمت یہودیوں کو یہ ابتلا پیش آ گیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اہل کتاب کو یہ ابتلا پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلا ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے تہتّر فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حَکَم رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اس کا آنا بھی بے سود تھا۔ سو اے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیحؑ سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے طیار ہو جاتے۔ ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دُور نہ کر سکا۔ اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلا ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدّت زبان بند رکھ کر اور کفِ لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ مَیں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رُو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور

دورانِ سر اور کمیٔ خواب اور تشنّج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سَو سَو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھ کر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنی ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک مَیں زندہ رہوں گا۔ ﴿۵﴾ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مرضوں کے انجام کی نظیریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا پر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اَسّی برس کی عمر ہوگی حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں یا کاربینکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب مَیں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصّے میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

مَیں محض نصیحتاً لِلّٰہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں

کیونکہ احمد نبی ہے۔ نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔ اور ایک دفعہ یہ ذکر آیا کہ احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اُترے گا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ سو مَیں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود ﴿۴۴﴾ دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مُراد بیماری ہے۔ اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ ابھی وہ اسی جگہ تھے کہ بہت سے یقین اور بھاری تبدیلی کی وجہ سے اُن پر الہام اور وحی کا دروازہ کھولا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلے لفظوں میں میری تصدیق کے بارے میں اُنہوں نے شہادتیں پائیں جن کی وجہ سے آخر کار اُنہوں نے اس شہادت کا شربت اپنے لئے منظور کیا جس کے مفصل لکھنے کے لئے اب وقت آ گیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جس طرز سے انہوں نے میری تصدیق کی راہ میں مرنا قبول کیا اس قسم کی موت اسلام کے تیرہ سو برس کے سلسلہ میں بجز نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی جگہ نہیں پاؤ گے۔ پس بلاشبہ اس طرح ان کا مرنا اور میری تصدیق میں نقد جان خدا تعالیٰ کے حوالہ کرنا یہ میری سچائی پر ایک عظیم الشان نشان ہے۔ مگر اُن کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ انسان شک وشبہ کی حالت میں کب چاہتا ہے کہ اپنی جان دے دے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو تباہی میں ڈالے۔ پھر عجب تر یہ کہ یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی ان کی اپنی جاگیر تھی۔ اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی زمین تھی۔ اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست نے تمام مولویوں کا ان کو سردار قرار دیا تھا۔ وہ سب سے زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے اور نئے امیر کی دستار بندی کی رسم بھی انہیں کے ہاتھ سے ہوتی تھی۔ اور اگر امیر فوت ہو جائے تو اُس کے جنازہ پڑھنے کے لئے بھی وہی مقرر تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں معتبر ذریعہ سے پہنچی ہیں۔ اور اُن کی خاص زبان سے مَیں نے سُنا تھا کہ ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب اُن کے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست بھی تھے۔ غرض یہ بزرگ ملک کابل میں ایک فرد تھا۔ اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقویٰ کے لحاظ سے اور کیا جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا خاندان کے لحاظ سے اُس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اور علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحبزادہ اور اخون زادہ اور شاہزادہ کے لقب سے اُس ملک میں مشہور تھے۔ اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

کے لیے نمازیں جمع کی جاویں گی۔ تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پُوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مُبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں؛ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر مَیں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں؛ چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے۔ اُسی وقت عصر ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا؛ حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جب پاخانے کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو مَیں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر مَیں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔"

[ناظرین: حضرت اقدسؑ کے اس جوش کا بھی قدر پتہ ان الفاظ سے مِل سکتا ہے جو آپؑ کو اعلائے کلمۃ الاسلام کے لیے حق نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دُھن میں ہیں اور وُہ کس خیال میں۔ پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے۔ کہ:]

"اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو، مگر اس کی اشاعت پر دُنیا کو معلوم ہو جائے گا جب ہم نے مہوتسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا؛ چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اُردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی، تب پتہ لگے گا۔ مَیں نے ایک بار ایک شخص کو دلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطّار کی دوکان پر گیا، تو جو عطر وہ دکھاتا تھا، مَیں اس کو ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطّار نے کہا، میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے ہو تمہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب دوکان سے باہر لے کر جاؤ گے، تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی؛ چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم سے پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے۔ گویا اس کی اتنی خوشبو تھی۔"

[اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ اپنے دعویٰ کی صداقت اور اپنے مامُور من اللہ ہونے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ

السلام علیکم۔ الہام خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ بندہ کی الہام میں فضیلت نہیں۔ بلکہ اعمالِ صالحہ میں فضیلت ہے۔ اور اس میں کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے۔ سو نیک کاموں میں کوشش چاہیے تاکہ موجبِ نجات ہو۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد

مسیح موعود کے لیے نمازیں جمع کی جائیں گی

چونکہ کچھ مدت سے حضرت کی طبیعت دن کے دُوسرے حصّہ میں اکثر خراب ہو جاتی ہے۔ اس لیے نماز مغرب و عشاء گھر میں باجماعت پڑھ لیتے ہیں۔ باہر تشریف نہیں لا سکتے۔ ایک دن نماز مغرب کے بعد چند عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا جو سُننے کے قابل ہے۔ (ایڈیٹر تشحیذ)

فرمایا:

کوئی یہ نہ دل میں گمان کرلے کہ یہ روز گھر میں جمع کر کے نماز پڑھا دیتے ہیں اور باہر نہیں جاتے۔ یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی کہ آنیوالا شخص نماز جمع کیا کرے گا۔ سو چھ مہینے تک تو باہر جمع کرواتا رہا ہوں۔ اب مَیں نے کہا کہ عورتوں میں بھی اس پیشگوئی کو پُورا کر دینا چاہیے۔ چونکہ بغیر ضرورت کے نماز جمع کرنا جائز ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے مجھ کو بیمار کر دیا اور اس طرح سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرے۔ کیونکہ وہ پورا نہ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ اس لیے ہر ایک کو وہ بات جو اس کے اختیار میں ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے موافق پوری کر دینی چاہیے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے۔ جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جو لُوٹ میں آئے تھے، پہنائے۔ حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اَور چیز سونے کی مردوں کے لیے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اَور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لیے پُوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دُوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پُورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دو زرد چادروں سے مُراد

فرمایا کہ:

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرتِ بول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ وُہ سچ مچ جوگیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان نیچے اُتریں گے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معبّروں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنے بیماری کے ہی لکھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اَور زرد چیز تو اس کے معنے بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنے یہی ہیں۔

صلح پسندی کے ساتھ مذہب کی غیرت ضروری ہے

دو عورتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ:

قرآن شریف میں آیا ہے وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (النساء: ۱۲۹) اس لیے اگر آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جاتے تو صُلح کر لینی چاہیے کیونکہ اس میں خیر اور برکت ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ غیر مذاہب کے ساتھ بھی یہ بات رکھی جاتے بلکہ اُن کے ساتھ سخت مذہبی عداوت رکھنا چاہیے۔ جبتک مذہب کی غیرت نہ ہو انسان کا مذہب ٹھیک نہیں ہوتا۔ اب یہ جو ہندو عیسائی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتے ہیں تو کیا ہم اُن کے ساتھ صُلح رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کی محفلوں میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ دوستی کرنا اور ان کے گھروں میں جانا تو معصیت میں داخل ہے

جھگڑوں کی بنیاد بدظنّی ہوتی ہے

ہاں آپس میں جو ایک فرقہ میں ہوں تو لڑائی جھگڑا کی زیادہ تر بنیاد بدظنی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ میں دو تہائی آدمی بدظنّی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قیامت کے دن مَیں لوگوں سے پُوچھوں گا کہ اگر تم مجھ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالےٰ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو اس کے احکام پر کیوں نہ چلتے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ پر بدظنی کی اور کُفر اختیار کیا۔ اور بعض تو خدا کے وُجود تک کے منکر ہو گئے۔ تمام فسادوں اور لڑائیوں کی وجہ یہی بدظنّی ہے۔

پیشگوئیوں کے مطابق زلزلوں کا وقوع

زلزلہ کی نسبت باتوں میں فرمایا کہ:

قرآن شریف میں زلزلہ آنے کی خبر دی گئی ہے کہ مسیح کے وقت ایسے زلزلے آئیں گے کہ شدت میں نہایت ہی سخت ہوں گے۔ اَبتک ان مولویوں نے

کہ داڑھی منڈوائی نہ جاوے بلکہ رکھی جاوے لیکن داڑھی کا بہت زیادہ لمبا کرنا بھی پسند نہیں کیا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک مشت و دو انگشت کے اندازہ سے زیادہ بڑھی ہوئی داڑھی کتروا دینی مناسب ہے۔ جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ بہت لمبی داڑھی بھی خلاف زینت ہوتی ہے۔ اور اس کا صاف رکھنا بھی کچھ دقت طلب ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں داڑھی کو ایسا چھوٹا کتروانا بھی کہ وہ منڈھی ہوئی کے قریب قریب ہو جاوے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے احترام کے خلاف ہے جو ایک مخلص مسلمان کی شان سے بعید سمجھا جانا چاہیے۔

﴿372﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیر ذالک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہے اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ حس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں۔ اس لئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی یہ فرمادیتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علمی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں۔ بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ

مِرگی
کے دورے

صاحبہ نے ان تینوں انگوٹھیوں کے متعلق ہم تینوں بھائیوں کے لئے قرعہ ڈالا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی بڑے بھائی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نام نکلی۔ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ (تذکرہ صفحہ ۴۲۸ حاشیہ مطبوعہ ۲۰۰۴ء) والی خاکسار کے نام اور ''**مولا بس**'' والی عزیزم میاں شریف احمد صاحب کے نام نکلی۔ ہمشیرگان کے حصّہ میں دو اور اسی قسم کے تبرک آئے۔

﴿17﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا کہ ایک دفعہ میں کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ عدالت میں اور اور مقدمے ہوتے رہے اور میں باہر ایک درخت کے نیچے انتظار کرتا رہا۔ چونکہ نماز کا وقت ہوگیا تھا اس لئے میں نے وہیں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ مگر نماز کے دوران میں ہی عدالت سے مجھے آوازیں پڑنی شروع ہوگئیں مگر میں نماز پڑھتا رہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس عدالت کا بہرا کھڑا ہے۔ سلام پھیرتے ہی اس نے مجھے کہا مرزا صاحب مبارک ہو آپ مقدمہ جیت گئے ہیں۔

﴿18﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مجھ کو معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگا تار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا تو میں کسی حاجتمند کو دے دیتا تھا اور شام کا خود کھا لیتا تھا۔ میں نے حضرت والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آخر عمر میں بھی آپ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے خصوصاً شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے)

﴿19﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو

پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اوّل (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہوگیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کیلئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے مخلص خادم تھے اب فوت ہو چکے ہیں) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے میں جب پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسیحیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعودؑ کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے وہ بیماری مراد نہیں ہے جو علم طب کی رو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دوران سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ

افیون اور

ٹانک وائن

کے کمالات

انہوں نے فرمایا۔ کہ پہلے پانی آ کر بینائی بالکل جاتی رہے گی۔ تو پھران کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کا موقعہ پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماء جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں۔ کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس قسم کی معجزانہ شفا کے نمونے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بھی کثرت سے ملتے ہیں اور حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔

﴿569﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی۔ تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ''**زد جام عشق**'' کے نام سے مشہور ہے۔ بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی فرماتے تھے۔ کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زد جام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔

زعفران۔ دارچینی۔ جائفل۔ افیون۔ مشک۔ عقرقرحا۔ شنگرف۔ قرنفل یعنی لونگ۔ ان سب کو ہموزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سُنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ **وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔**

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے بیان کیا کہ روغن سم الفار

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد دوم

ہیں ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے جائز رکھنے سے کروڑہا لوگوں کی گردن پر چھری پھر گئی جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر چھوڑنا مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شئے ہے۔ کہ ایک طرف زندگی کو کھا جاتا ہے دوسری طرف زندگی کا شہتیر بھی ہے نشہ والوں کو نشہ نہ ملے تو موت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

ایک نشہ کا سائل

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین دن سے نشہ نہیں ملا اس کی حالت بہت ردی تھی اور نشہ کے لئے مجھ سے پیسہ طلب کرتی تھی میں نے تعجب کیا کہ یہ نہ روٹی کا سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا اور نشہ کے لئے بے قرار ہے۔ اسے عادت ہو گی اور اب اس کی زندگی کا گویا جزو ہو گیا ہے اس لئے اس کو اپنے بیان میں سچا جان کر میں نے ایک پیسہ اسے دے دیا۔

اس موقعہ پر حضرت اقدس نے حکیم نورالدین صاحب سے سوال کیا کہ کتنے عرصہ کے بعد انسان کسی نشہ کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ پھر اسے چھوڑ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ کسی جگہ شاید نظر سے تو نہیں گزرا مگر چالیس دن میں ایسا ہو سکتا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ :-

ہر ایک شئے کے لئے چالیس دن ہی ہیں بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بھن بھرا (بھنگ افیون وغیرہ) ایسی خراب شئے ہیں کہ ان سے مٹی پلید ہوتی ہے مگر پھر وہ مذہب کیسے اچھا ہو سکتا ہے جس میں ایسی تعلیم ہو ہاں ایک صورت ہے یہ نشہ چھوٹ سکے کہ جیلخانہ میں بند ہوں داروغہ بھی ایسا ہو کہ کسی سے سازش نہ کرے پھر شاید یہ عادت چھوٹ جاوے۔

فرمایا کہ :-

یحیٰی جو نشہ نہیں پیتے تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی منع تھا مسیح نے مرشد کی تقلید کیوں نہ کی۔

شائد کوئی یہ اعتراض کرے کہ اوائل اسلام میں تو حرمت تھی نہیں۔ ۱۳ برس کے بعد حرمت ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اسلام تو آہستہ آہستہ صفائی کرتا جاتا تھا اور قوم بن رہی تھی جب قوم بن گئی تو حکم آگیا ابتداء میں تو صحابہؓ کو یہ مصیبت تھی کہ پانی بھی بھولا ہوا ہو گا شراب کا کیا ذکر ہے۔

سے زیادہ نہ ہو۔ اور گوٹہ لگا ہوا ہو۔ عید سے پہلے طیار کرا کر بھیجدیں۔ قیمت اسکی کسی کے ہاتھ بھیجدی جاویگی۔ یا آپکے آنے پر آپ کو دیجاویگی۔ رنگ کوئی ہو مگر پارچہ ریشمی یا جالی ہو۔ اندازہ قمیص کا آپ کی لڑکی زینب کے اندازہ پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۴ فروری ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیئے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ

ذیل کا خط بجواب میرے ایک عریضہ کے ہے جبکہ ہم بمع عیال و اطفال قادیان میں تھے اور واپسی کے وقت چونکہ برسات کے دن تھے راستہ سخت خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے لئے یعنی برخوردار محمد یوسف کی والدہ کے لئے ضرورتاً حضرت سے انکی چینس طلب کی۔ کیونکہ یکے کی سواری حالت حمل میں خطرناک ہوتی ہے اس پر حضور نے کمال مہربانی و شفقت سے ذیل کا خط لکھا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ انشاء اللہ دعا کرونگا۔ آپ کو اختیار ہے کہ چینس لے جائیں۔ مگر میں نے سنا ہے کہ بٹالہ کی سڑک تک راستہ نہایت خراب ہے۔ چینس کی سواری خطرناک ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سواری بھی۔ شاید دس روز تک راستہ کسی قدر درست ہو جائیگا۔ میں گزشتہ دنوں میں اس وقت گورداسپور سے بٹالہ کی راہ آیا تھا جب بارش پر ایک ہفتہ گذر چکا تھا۔ تب بھی خوفناک راہ تھا۔ تو اب بہت ہی خطرناک ہوگا۔ حمل کی حالت میں ان دنوں میں ساتھ لیجانا گویا عمداً ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ خود بٹالہ کی سڑک تک راہ کی حالت دیکھ لیں۔ میرے نزدیک تو اب بغیر گذرنے دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک ہے۔ والسلام

غلام احمد عفی عنہ

دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں چند روز سے سخت بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سر درد بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کر جو تازہ ہو۔ اور کہنہ نہ ہو اور نیز اسکے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو ایک بوتل خرید کر بھیجدیں۔ پانچ روپیہ قیمت اسکی ارسال ہے۔ اور نیز ہمارا پہلا کلاک یعنی گھنٹہ بگڑ گیا ہے۔ اسلئے ایک کلاک عمدہ دوسرا خرید کرنے کے لئے مبلغ لعہ بھیجتا ہوں۔ یہ کلاک بخوبی امتحان کرکے ارسال فرماویں۔ اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اسکے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل ہرگز نہو صرف گھنٹوں کی آواز دے کہ اس صورت میں بسا اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ کئی دوسری چیزیں بھی خرید نی ہیں ...... ان چیزوں کی تفصیل ذیل میں ہے۔ والسلام ◆ مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لاہور بھی گئے۔ مگر افسوس نہایت ضروری کام یاد نہ رہا اسے تاکیداً لکھتا ہوں کہ ایک تولہ مشک عمدہ جس میں چھیچھڑا نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبودار ہو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر ہو۔ ورنہ اپنی ذمہ داری پر بھیجدیں۔ اور دو ڈبیا سردوشی کی ٹکیا کی جسمیں بتاشہ کی طرح ٹکیا ہوتی ہیں مگر لڑی لگی ہو۔ دو لو بذریعہ وی۔ پی روانہ فرماویں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ دو خط آپ کے پہنچیں نہایت فکر ہوا۔ بیت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ پہلے اس سے الہام ہوا تھا کہ لاہور سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر پہنچ گئی۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں دعا کرونگا

گھونگھٹ یا پردہ کا اہتمام کرنے لگتی ہے۔ اور ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی آنکھیں ہر وقت نیچی اور نیم بند رہتی ہیں اور وہ اپنے کام میں بالکل منہمک رہتے ہیں ان کے سامنے سے جاتے ہوئے کسی خاص پردہ کی ضرورت نہیں۔ نیز مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور ادھر اُدھر آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا اور پھر کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔

﴿407﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب معہ چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔

﴿408﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں پر غالب آنے کا مادہ رکھ دیا ہے پس خواہ انسان اپنی بداعمالیوں سے کیسا ہی گندہ ہوگیا ہو وہ جب بھی نیکی کی طرف مائل ہونا چاہے گا اس کی نیک فطرت اس کے گناہوں پر غالب آ جائے گی اور اس کی مثال اس طرح پر سمجھایا کرتے تھے کہ جیسے پانی کے اندر یہ طبعی خاصہ ہے کہ وہ آگ کو بجھاتا ہے۔ پس خواہ پانی خود کتنا ہی گرم ہو جاوے حتّٰی کہ وہ جلانے میں آگ کی طرح ہو جاوے لیکن پھر بھی آگ کو ٹھنڈا کر دینے کی خاصیت اس کے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی اور ہندو مذہب تباہ ہوگئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی مایوسی کا شکار ہوگئے۔

﴿409﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ

اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ۔ (الصافات: ۲۳) اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ انبیاء کو احتلام کیوں نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا کہ چونکہ انبیاء سوتے جاگتے پاکیزہ خیالوں کے سوا کچھ نہیں رکھتے۔ اور ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے۔ اس واسطے ان کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ لباس کے بارہ میں ذکر ہو رہا تھا، ایک کہتا کہ بہت کھلی اور وسیع موہری کا پاجامہ اچھا ہوتا ہے۔ جیسا ہندوستانی اکثر پہنتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ تنگ موہری کا پاجامہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ:۔

''بلحاظ سترِ عورت تنگ موہری کا پاجامہ بہت اچھا اور افضل ہے۔ اور اس میں پردہ زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کی تنگ موہری کے باعث زمین سے بھی ستر عورت ہو جاتا ہے۔ سب نے اس کو پسند کیا۔

آخر مرزا صاحب نوکری سے دل برداشتہ ہو کر استعفیٰ دے کر ۱۸۶۸ء میں یہاں سے تشریف لے گئے۔ ایک دفعہ ۱۸۷۷ء میں آپ تشریف لائے۔ اور لالہ بھیم سین صاحب کے مکان پر قیام کیا اور بتقریب دعوت حکیم میر حسام الدین صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔

اسی سال سر سید احمد خاں صاحب غفرلہ نے قرآن شریف کی تفسیر شروع کی تھی۔ تین رکوع کی تفسیر یہاں میرے پاس آ چکی تھی۔ جب میں اور شیخ الہ داد صاحب مرزا صاحب کی ملاقات کیلئے لالہ بھیم سین صاحب کے مکان پر گئے تو اثناء گفتگو میں سر سید صاحب کا ذکر شروع ہوا۔ اتنے میں تفسیر کا ذکر بھی آ گیا۔ راقم نے کہا کہ تین رکوعوں کی تفسیر آ گئی جس میں دعا اور نزول وحی کی بحث آ گئی ہے۔ فرمایا:۔

''کل جب آپ آویں تو تفسیر لیتے آویں''

جب دوسرے دن وہاں گئے تو تفسیر کے دونوں مقام آپ نے سنے اور سُن کر خوش نہ ہوئے اور تفسیر کو پسند نہ کیا۔

اس زمانہ میں مرزا صاحب کی عمر راقم کے قیاس میں تخمیناً ۲۴ سے کم اور ۲۸ سے زیادہ نہ تھی۔ غرضیکہ ۱۸۶۴ء میں آپ کی عمر ۲۸ سے متجاوز نہ تھی۔ راقم میر حسن''

﴿843﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ جب مَیں نے یہ روایت سُنی تو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبّی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی۔ دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہوسکتا ہے۔ مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب مکرم کا یہ خیال درست ہے کہ انبیاء کو بھی بعض اقسام کا احتلام ہوسکتا ہے اور میرا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے بچپن میں اس حدیث کو پڑھا تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ تو اس وقت بھی میں نے دل میں یہی کہا تھا کہ اس سے شیطانی نظارہ والا احتلام مراد ہے نہ کہ ہر قسم کا احتلام۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب نے جو فطرتی احتلام اور بیماری کے احتلام کی اصطلاح لکھی ہے یہ غالباً ایک ہی قسم ہے۔ جس میں صرف درجہ کا فرق ہے یعنی اصل اقسام دو ہی ہیں۔ ایک فطرتی احتلام جو کسی بھی طبعی تقاضے کا نتیجہ ہوتا ہے اور دوسرے شیطانی احتلام جو گندے خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ **واللہ اعلم۔**

﴿844﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشاب کر کے ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ مَیں نے کبھی ڈھیلہ کرتے نہیں دیکھا۔

﴿845﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اندھیرے میں نہیں سویا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ رات کو اپنے کمرہ میں لالٹین روشن رکھا کرتے تھے اور تصنیف کے وقت تو دس پندرہ موم بتیاں اکٹھی جلا لیا کرتے تھے۔

﴿846﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب ''قادیان کے آریہ اور ہم'' کی نظم لکھ رہے

مرزا قادیانی

کے دعوے

مجدد اور ملہم من اللہ

ہونے کا دعوا

(1880ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد و اٰل محمد افضل الرسل و خاتم النبیین

اشتہار

کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہوکر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں منجانب اللہ وسچا مذہب جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو ہریک عیب اور نقص سے بَری سمجھ کراس کی تمام پاک اور کامل صفتوں پر دِلی یقین سے ایمان لاتا ہے وُہ فقط اسلام ہے جس میں سچائی کی برکتیں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اور صداقت کی روشنی دن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے اور دوسرے تمام مذہب ایسے بدیہی البطلان ہیں کہ نہ عقلی تحقیقات سے اُن کے اصول صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں اور نہ اُن پر چلنے سے ایک ذرہ روحانی برکت وقبولیت الٰہی مل سکتی ہے بلکہ اُن کی پابندی سے انسان نہایت درجہ کا کور باطن اور سیاہ دل ہو جاتا ہے جس کی شقاوت پر اسی جہان میں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دوطرح پر ثابت کیا گیا ہے ۔ (۱) اوّل تین سومضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت وقدر ومنزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالفِ اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اُس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لئے عدالت میں رجسٹری بھی کرالے ۔ (۲) دوم اُن آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لئے ازبس ضروری ہیں ۔ اس امر دوم میں مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی

﴿۱۶۸﴾

بہت کچھ لکھا ہے جس سے ہم ناخوش ہیں۔ مرزا صاحب کے مرید امرتسر میں بھی ہیں معلوم نہیں کہ کس قدر ہیں۔ میں قطب الدین۔ یعقوب اخبار نویس اور ایک اور شخص مریدان سے واقف ہوں۔ یہ معلوم نہیں کہ عبداللہ آتھم نے سانپ فیروز پور والے کو بچشم خود دیکھا تھا یا نہ۔ میں نے دو دفعہ بندوق عبداللہ آتھم پر چلتے نہیں دیکھی رائے میّا داس اکسٹرا اسسٹنٹ نے ہم سے ذکر کیا تھا۔ مکان میں آدمیوں کے داخل ہونے کی بابت بھی رائے میّا داس نے کہا تھا۔ ان حملوں کی بابت پولیس میں معلوم نہیں کہ کوئی رپٹ دی گئی تھی یا نہ یا کوئی استغاثہ

﴿۱۶۸﴾

ہوا لیکن روحانی تختہ کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا۔ سو وہ حصہ ان دنوں میں مجھے اپنی قوم کے مولویوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلاء کے دشنام اور دل آزاری سے مل گیا۔ اور جس قدر یہ حصہ بھی مجھے ملا میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کم کسی کو ملا ہوگا۔ میرے لئے تکفیر کے فتوے طیار ہو کر مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا اور قوم کے سفہاء نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کے سوانح میں ان کی نظیر نہیں ملی۔ سو میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ دونوں قسم کی تختی سے میرا امتحان کیا گیا۔

اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے **الہام** کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ **تو اس صدی کا مجدّد** ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ الرحمٰن علّم القران لِتُنذر قومًا ما اُنذِرَ آباء ھُم وَ لتستبین سبیل المُجرمین. قل انّی اُمِرْتُ وَ انا اوّل المُؤمنین ۔یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تو ان لوگوں کو بد انجام سے ڈراوے کہ جو

آدم، مریم اور احمد

ہونے کا دعوا

(1883ء)

تعلق کامل رکھتا ہے..... پس جاننا چاہیئے کہ اِس جگہ ایک ہی دل میں ایک حالت اور نیّت کے ساتھ دُو قسم کا رجوع پایا گیا ایک خدائے تعالیٰ کی طرف جو وجودِ قدیم ہے اور ایک اُس کے بندوں کی طرف جو وجودِ مُحدَث ہے اور دونوں قسم کا وجود یعنی قدیم اور حادث ایک دائرہ کی طرح ہے جس کی طرف اعلیٰ وجوب اور طرف اسفل امکان ہے۔ اب اُس دائرہ کے درمیان میں انسان کامل بوجہ دُنُوّ اور تدلّی کے دونوں طرف سے اِتّصالِ مُحکم کرکے یُوں مثالی طور پر صورت پیدا کرلیتا ہے جیسے ایک وتر دائرہ کے دُو قوسوں میں ہوتا ہے یعنی حق اور خلق میں واسطہ ٹھہر جاتا ہے۔ پہلے اس کو دُنُوّ اور قُرب الٰہی کی خلعتِ خاص عطا کی جاتی ہے اور قُرب کے اعلیٰ مقام تک صعود کرتا ہے اور پھر خلقت کی طرف اُس کو لایا جاتا ہے۔ پس اس کا وہ صعود اور نزول دُو قوس کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور نفس جامع التعلّقین انسانِ کامل اُن دونوں قوسوں میں قابِ قوسین کی طرح ہوتا ہے اور **قاب** عرب کے محاورہ میں کمان کے چلّہ پر اطلاق پاتا ہے۔

پس آیت کے بطور تحت اللفظ یہ معنے ہوئے کہ نزدیک ہوا یعنی خدا سے۔ پھر اُترا یعنی خلقت پر۔ پس اپنے اِس صعود اور نزول کی وجہ سے **دُو قوسوں کے لئے ایک ہی وتر ہو گیا۔**

اور چونکہ اُس کا رُو بخلق ہونا چشمۂ صافیہ تخلّق باخلاق اللہ سے ہے اِس لئے اُس کی توجّہ بمخلوق توجّہ بخالق کے عین ہے یا یُوں سمجھو کہ چونکہ مالکِ حقیقی اپنی غایت شفقت علی العباد کی وجہ سے اِس قدر بندوں کی طرف رجوع رکھتا ہے کہ گویا وہ بندوں کے پاس ہی خیمہ زَن ہے۔ پس جبکہ سالک سیر اِلی اللہ کرتا کرتا اپنی کمال سیر کو پہنچ گیا تو جہاں خدا تھا وہیں اُس کو لَوٹ کر آنا پڑا۔ پس اِسی وجہ سے کمال دُنُوّ یعنی قُربِ تام اُس کی تدلّی یعنی ہبوط کا موجب ہو گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۲ تا ۴۹۶ حاشیہ درحاشیہ ۳
روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۸۶ تا ۵۹۰ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

۱۸۸۳ء

يُحْيِ الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ

زندہ کرے گا دین کو اور قائم کرے گا شریعت کو

يَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ يَا مَرْيَمُ اسْكُنْ[1] اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ يَا اَحْمَدُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ نَفَخْتُ فِيْكَ مِنْ لَّدُنِّيْ رُوْحَ الصِّدْقِ۔

اے آدم۔ اے مریم۔ اے احمد تُو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنّت میں یعنی نجاتِ حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ مَیں نے اپنی طرف سے سچائی کی رُوح تجھ میں پھونک دی ہے۔

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِن الہامات کی تشریح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:- "مریم سے مریم اُمّ عیسٰے مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اِس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی اِن الہامات کے تمام مقامات

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

یا احمد فاضت الرحمة علٰی شفتیک. انک باعیننا. یرفع اللّٰہ ذکرک. ویتم نعمته علیک فی الدنیا والاخرة. یا احمدی أنت مرادی ومعی. غَرسْتُ کرامتک بیدی. ونظرنا الیک وقلنا یانار کونی بردا وسلامًا علٰی ابراھیم. یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی. بورکت یا احمد وکان ما بارک اللّٰہ فیک حقافیک. شانک عجیب. واجرک قریب. انّی جاعلک للناس امامًا. أکان للناس عجبا. قل ھواللّٰہ عجیب. یجتبی من یشاء من عبادہ. ولا یُسئل عمّایفعل وھم یسئلون. انت وجیه فی حضرتی اخترتک لنفسی. الارضُ والسّماء معک کما ھو معی. وسرّک سرّی. انت منّی بمنزلة توحیدی و تفریدی. فحان ان تعان وتعرف بین النّاس. ھل اتی علی الانسان حین من الدھرلم یکن شیئا مذکورا. وکاد ان یعرف بین الناس. وقالوا انّٰی لک ھٰذا. وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق. اذا نصر اللّٰہ المؤمن جعل له الحاسدین فی الارض. قل ھو اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون. سبحان اللّٰہ تبارک وتعالٰی زاد مجدک. ینقطع آباء ک ویبدء منک. وما کان اللّٰہ لیترکک حتّی یمیز الخبیث من الطیّب. اردت ان استخلف فخلقت ادم. یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّة. یااحمد اسکن انت وزوجک الجنّة. یامریم اسکن انت وزوجک الجنّة. تموت وانا راض منک. فادخلوا الجنّة ان شاء اللّٰہ امنین. سلام علیکم طبتم فادخلوھا آمنین. خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا. سلام علیک جعلت مبارکا. وانی فضلتک علی العالمین. وقالوا ان ھو الّا افک افتری وما سمعنا بھٰذا فی آبائنا الاوّلین. وکان ربّک قدیرًا. یجتبی الیه من یّشاء. ولقد کرّمنا بنی ادم

تجھ سے شروع ہوگا۔ (اور یہی انبیاء اور مامورین عظام میں خدا تعالیٰ کی عادت ہے) اور خدا ایسا نہیں ہے جو تجھے چھوڑ دے جب تک پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلاوے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ ایک خلیفہ پیدا کروں سو مَیں نے آدم کو بنایا۔ اے آدم تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔ اے احمد تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔ اے مریم تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔ تو اس حالت میں مرے گا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اور خدا کے فضل سے تو بہشت میں داخل ہوگا۔ سلامتی کے ساتھ پاکیزگی کے ساتھ امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ تیرے پر سلام تو مبارک کیا گیا۔ اور جس قدر لوگ تیرے زمانہ میں ہیں سب پر میں نے تجھے فضیلت دی۔ کہیں گے کہ یہ تو افترا ہے ہم نے اپنے باپ دادوں سے ایسا نہیں سُنا اور تیرا خدا قادر ہے جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور بعض کو بعض پر فضیلت بخشی۔ ان کو کہہ دے کہ خدا کی طرف سے نور تمہارے پاس آیا ہے۔ پس اگر تم مومن ہو تو انکار مت کرو۔ جو لوگ کافر ہو گئے اور خدا کی راہ کے مزاحم

بقیہ حاشیہ والیان ملک تھے اور وہ اس ملک میں بھی اس قدر دیہات کے مالک اور خودسروالی رہ چکے ہیں جو طول میں پچاس کوس سے زیادہ تھے۔ پس ان الہامات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اب ایک نئی شہرت کا سِلسلہ پیدا ہوگا جو آبائی مرتبہ اور بزرگی پر غالب آجائے گا یہاں تک کہ اس کا کوئی بھی ذکر نہیں کرے گا۔منه

مکتوب نمبر ۴۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد ہذا آں مخدوم کا عنایت نامہ بذریعہ محمد شریف صاحب مجھ کو ملا۔ سو آپ کو میں اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حصہ سوئم و چہارم بخدمت علماء دہلی بھیج دیئے ہیں۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ چوتھے حصہ کے صفحہ ۴۹۶ پر مخالف اعتراض کرتے ہیں۔ آپ نے مفصل نہیں لکھا کہ کیا اعتراض کرتے ہیں۔ صرف آپ نے یہ لکھا ہے کہ یَامَرْیَمُ اسْکُنْ میں نحوی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اُسْکُنْ کی جگہ اُسْکُنِیْ چاہئے تھا۔ سو آپ کو میں مطلع کرتا ہوں کہ جس شخص نے ایسا اعتراض کیا ہے اس نے خود غلطی کھائی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ نحو اور صرف سے آپ ہی بے خبر ہے کیونکہ عبارت کا سیاق دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مریم سے مریم اُمِّ عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں اُن ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے اب جب کہ اس جگہ مریم کے لفظ سے کوئی مؤنث مراد نہیں ہے بلکہ مذکر مراد ہے تو قاعدہ یہی ہے کہ اس کیلئے صیغہ مذکر ہی لایا جائے یعنی یَامَرْیَمُ اسْکُنْ[1] کہا جائے نہ یہ کہ یَا مَرْیَمُ اسْکُنِیْ۔ ہاں اگر مریم کے لفظ سے کوئی مؤنث مراد ہوتی تو پھر اس جگہ اُسْکُنِیْ آتا لیکن اس جگہ تو صریح مریم مذکر کا نام رکھا گیا۔ اس لئے برعایت مذکر، مذکر کا صیغہ آیا اور یہی قاعدہ ہے جو نحویوں اور صرفیوں میں مسلّم ہے اور کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے اور زوج کے لفظ سے رفقاء اور اقرباء مراد ہیں۔ زوج مراد نہیں ہے اور لغت میں یہ لفظ دونوں طور پر اطلاق پاتا ہے اور جنت کا لفظ اس عاجز کے الہامات میں کبھی اُسی جنت پر بولا جاتا ہے کہ جو آخرت سے تعلق رکھتا ہے اور کبھی دنیا کی خوشی اور فتحیابی اور سرور اور آرام پر بولا جاتا ہے اور یہ عاجز اس الہام میں کوئی جائے گرفت نہیں دیکھتا۔

۲۱ رفروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۲ رربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

[1] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۵۵

مکتوباتِ احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے

خطوط اور مکاتیب

جلد اوّل

مگر بجز مرضی باری تعالیٰ کیونکر پورا ہو۔ مولوی عبد القادر صاحب موت کو بہت یاد رکھیں اور دلی اخلاص کے حصول میں کوشش کریں اور یہ عاجز بھی کوشش کرے گا۔ والسلام

۲۰؍نومبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹؍محرم ۱۳۰۱ھ

مکتوب نمبر ۳۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد ہٰذ چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں مگر قابلِ اطمینان نہیں۔ اور بعض منجانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں۔ ان سب کی تحقیق تنقیح ضرور ہے تا بعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہو، اخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کئے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔

پریشن، عمر براطوس، یا پلاطوس یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ پھر دو لفظ اور ہیں۔ ھو شعنا نعسا[1] معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں۔ اوّل عربی فقرہ ہے یَا دَاوٗدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّ اِحْسَانًا[2]۔ ’’یو مسٹ ڈو[3] وہاٹ آئی ٹولڈ یو‘‘[4]۔ تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا ہے یہ اُردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اُس کا الہامی نہیں۔ بلکہ اُس ہندو لڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں۔ اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے اُس کو غور سے دیکھ لینا چاہئے اور وہ الہام یہ ہیں۔

[1] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۸۰ [2] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۸۲ [3] مکتوب طبع اوّل میں سہواً یومسٹ ڈڈ چھپا ہے۔ (مرتب)

[4] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۸۲

’’دَو آل مَن شُڈ بی انگری بٹ گاڈ اِز وِد یو‘‘[1] ’’ہی شل ہلپ یو‘‘۔[2] ’’ورڈس آف گارڈ[3] ناٹ کین ایکسچینج‘‘۔[4] ترجمہ اگر تمام آدمی ناراض ہونگے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہیں۔

’’آئی شل ہلپ یو‘‘۔[5] مگر بعد اس کے یہ ہے۔ ’’یو ہیو ٹو گو امرتسر‘‘۔[6] پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنی معلوم نہیں اور وہ یہ ہے۔ ’’ہی ہل ٹس اِن دی ضلع پشاور‘‘۔[7] یہ فقرات ہیں ان کو تنقیح سے لکھیں اور براہ مہربانی جلد تر جواب بھیج دیں تا اگر ممکن ہو تو اخیر جزو میں بعض فقرات بموضع مناسب درج ہوسکیں۔ بخدمت مولوی عبد القادر صاحب وخواجہ علی صاحب سلام مسنون پہنچے۔

۱۲؍دسمبر ۱۸۸۳ء بمطابق ۱۱؍صفر ۱۳۰۱ھ

مکتوب نمبر ۳۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد ہٰذا آں مخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ موجب ممنونی ہوا۔ آج میرا ارادہ تھا کہ صرف ایک دن کے لئے آں مخدوم کی ملاقات کے لئے لودہیانہ کا قصد کروں۔ لیکن خط آمدہ مطبع ریاض ہند سے معلوم ہوا کہ حال طبع کتاب کا ابتر ہو رہا ہے۔ اگر اُس کا جلدی سے تدارک نہ کیا جائے تو کاپیاں کہ جو ایک عرصہ کی لکھی ہوئی ہیں خراب ہو جائیں گی۔ بات یہ ہے کہ کاپیوں کی چھ سات جزیں مطبع ریاض ہند سے بباعث کم استطاعتی مطبع کے مطبع چشمۂ نور میں دی گئی تھیں۔ اور مہتمم چشمۂ نور نے وعدہ کیا تھا کہ اِن کاپیوں کو جلد تر چھاپ دیں گے اور قبل اس کے جو پُرانی اور خراب ہوں چھپ جائیں گی۔ سو خط آمدہ مطبع ریاض ہند سے معلوم ہوا کہ وہ کاپیاں اب تک نہیں چھپیں اور خراب ہوگئیں

[1] تذکرہ صفحہ ۸۷ و ۹۲ [2] تذکرہ صفحہ ۸۷ و ۹۲ [3] مکتوب طبع اوّل میں غلطی سے ’’وارڈس آف گاڈ‘‘ چھپا ہے۔ [4] تذکرہ صفحہ ۹۲

[5] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۲ [6] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۲ [7] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۲

مثیلِ مسیح

ہونے کا دعوا

(1891ء)

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۸۹۰ء

"مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک سخت بے دین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دینِ متین کے الفاظ استعمال کئے۔ غیرتِ دینی کی وجہ سے کسی قدر اس عاجز نے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ پر عمل کیا مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی اس لئے الہام ہوا کہ

تیرے بیان میں سختی بہت ہے۔ رِفق چاہیئے رِفق۔"

(مکتوب بنام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مکتوباتِ احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۶)

جنوری ۱۸۹۱ء

توضیح مرام[۱]

(توضیح مرام ٹائیٹل پیج)

۱۸۹۱ء

"فضل الرحمٰن[۲] کی نسبت اس عاجز کو پہلے سے ظنِ نیک ہے۔ ایک دفعہ اس کی نسبت

سَيُهْدٰى[۳]

کا الہام ہو چکا ہے۔" (از مکتوب مورخہ ۹ مارچ ۱۸۹۱ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۹۰)

۱۸۹۱ء

"اللہ جلّ شانہٗ کی وحی اور الہام سے مَیں نے مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارہ میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیثِ نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔"

(از مکتوب بنام مولوی عبد الجبار صاحب مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء۔ تبلیغِ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۵۹۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۲۰۷)

۱۸۹۱ء

"کل مَیں نے اپنے بازو پر یہ لفظ اپنے تئیں لکھتے ہوئے دیکھا کہ

مَیں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے۔"

---

[۱] اس رسالہ توضیح مرام کا نام الہامی ہے۔ (مرتّب)　[۲] مفتی فضل الرحمٰن صاحب داماد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ (مرتّب)

[۳] (ترجمہ از مرتّب) وہ ضرور سیدھے راستہ پر ڈالا جائے گا۔

(نوٹ از عرفانی صاحب) مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے رشتہ نکاح کے متعلق حضرت مولوی صاحب نے مشورہ پوچھا تھا..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مشورہ دیا اور الہامِ الٰہی نے اس کی تائید فرمائی۔ (مکتوبات جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۹۸، ۹۹)

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵، ۵۱۶۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۷)

۱۸۹۱ء

"اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اُس کا الہام یہ ہے کہ

"مسیح ابنِ مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ اَنْتَ مَعِيْ وَاَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ۔ اَنْتَ مُصِيْبٌ وَّمُعِيْنٌ لِّلْحَقِّ۔[1]" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۱، ۵۶۲۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲)

۱۸۹۱ء

"خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

تُو مغلوب ہو کر یعنے بظاہر مغلوبوں کی طرح حقیر ہو کر پھر آخر غالب ہو جائے گا اور انجام تیرے لئے ہوگا۔ اور ہم وہ تمام بوجھ تجھ سے اُتار لیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید، تیری عظمت، تیری کمالیت پھیلا وے۔ خدا تعالیٰ تیرے چہرہ کو ظاہر کرے گا اور تیرے سایہ کو لمبا کر دے گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اُسے ایک مُلکِ عظیم دیا جائے گا (......) اور خزائن اُس پر کھولے جائیں گے (.....) یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ ہم عنقریب تم میں ہی اور تمہارے اردگرد نشان دکھلاویں گے حجت قائم ہو جائے گی اور فتح کھلی کھلی ہوگی۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک بھاری جماعت ہیں۔ یہ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اگرچہ لوگ تجھے چھوڑ دیں گے پر مَیں نہیں چھوڑوں گا اور اگر لوگ تجھے نہیں بچائیں گے پر مَیں تجھے بچاؤں گا۔ مَیں اپنی چمکار دکھاؤں گا اور قدرت نمائی سے تجھے اُٹھاؤں گا۔ اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چُن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ خبیث کو طیّب سے جُدا نہ کرے۔ وہ تیرے مجد کو

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تُو میرے ساتھ ہے اور تُو روشن حق پر قائم ہے۔ تُو راہِ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

﴿۱۳﴾ یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے ہماری اس مہلک بیماری کے لئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو! اب **ربّنا المَسیح** مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا **منجی** ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اس وقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسٰی بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سیّد و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس ﴿۱۴﴾ نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو نا کامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے:۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا له بنین و بنات بغیر علم قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد. و یمکرون و یمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین. الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم و قل رب ادخلنی مدخل صدق.

یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہوں گے۔ (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے — کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا — میرا بستاں کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلامِ احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے

کہ انسان کی پرستش کرنا سخت ظلم ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کیا ہیں صرف ایک عاجز انسان اور اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ایک دم میں کروڑ ہا ایسے بلکہ ہزار ہا درجہ اُن سے بہتر پیدا کر دے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کر رہا ہے۔ مُشت خاک کو منور کرنا اس کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں جو شخص صاف دل سے اور کامل محبت سے اس کی طرف آئے گا بے شک وہ اس کو اپنے خاص بندوں میں داخل کر لے گا۔ انسان قرب کے مدارج میں کہاں تک پہنچ سکتا ہے اس کا کچھ انتہا بھی ہے ہرگز نہیں۔ اے مُردوں کے پرستار و زندہ خدا موجود ہے اگر اس کو ڈھونڈو گے پاؤ گے۔ اگر صدق کے پَیروں کے ساتھ چلو گے تو ضرور پہنچو گے۔ یہ نامَردوں اور مخنثوں کا کام ہے کہ انسان ہو کر اپنے جیسے انسان کی پرستش کرنا۔ اگر ایک کو باکمال سمجھتے ہو تو کوشش کرو کہ ویسے ہی ہو جاؤ نہ یہ کہ اس کی پرستش کرو۔ مگر وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا بخدا وہ مسیح بن مریم نہیں ہے۔ مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا۔ ہاں وہ بھی کروڑ ہا مقربوں میں سے ایک تھا۔ مگر اُس عام گروہ میں سے ایک تھا اور معمولی تھا اس سے زیادہ نہ تھا۔ بس اس سے دیکھ لو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ نبی کا مرید تھا اور شاگردوں کی طرح اصطباغ پایا۔

وہ صرف ایک خاص قوم کے لئے آیا۔ اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ پہنچ نہ سکا۔ ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدہ سے زیادہ ثابت ہوا اور اس کے آنے سے ابتلا اور فتنہ بڑھ گیا۔ اور دنیا کے ایک حصہ کثیرہ نے ہلاکت کا حصہ لے لیا مگر اس میں شک نہیں کہ وہ سچا نبی اور خدا تعالیٰ کے مقربوں میں سے تھا۔ مگر وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی **حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم** ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ **اللّٰھم صل وسلّم و بارک علیه و اٰله و اصحابه اجمعین و اٰخر دعوانا ان الحمد للّٰه ربّ العٰلمین.**

☆☆☆

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنادیں بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور ان کو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشاء کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث اِمَامکم مِنکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث اَمَّکُم مِنکم کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا وے بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں نہ مے پرند مریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کے ساتھ اترتے دیکھے گی اور پادری لوگ آ کر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دنیا میں ہوگا؟ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گزرا ہے اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ[1]۔ اب آسمان کی طرف

[1] المائدۃ: ۱۱۷

﴿۲۹﴾ لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسٰی کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو الیاس نبی کے دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسٰی کے بیان سے کھل گئی۔☆ اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اُس کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمّتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا اُمّتی ہوسکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ ط وَاِنْ تَوَلَّوا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دِن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مُہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا۔

☆ **حاشیہ** — حضرت عیسٰی کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُن کی پہلی آمد میں اُن کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمد ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے تا اس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ جب اُن کی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہوکر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

پیدا کرتا ہے جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے آخر جیسے بہت سے تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آکر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا ورنہ انجام یہ ہوگا کہ چارپایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے اور نہ صرف ایک موت اُن کو یاد ہوتی ہے بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخ کنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے تو شوق سے شراب پیا کریں کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔ ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصّہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے مَیں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر مَیں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب مَیں نے خدا پر توکّل کی تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ مَیں نے تجھے شفا دیدی تب اسی وقت مجھے آرام ہوگیا۔ انہیں باتوں سے مَیں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے☆۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرّات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں اور ترقیات سے نئی رُوح وہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنے والا نہ ہوتا تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصّہ میں کہ سر درد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ پَیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصّہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس۲۰ برس سے ہیں۔ کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ مَیں نے دُعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔

☆ انسان جب تک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشر بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

«۶» مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے **یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک**۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کیے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

«۷» ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے **الرّحمٰن علّم القرآن**۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور سے

کی اولاد بنیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ نکلا**۔ کیونکہ آج کل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزارہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک **الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے**۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

راہ ڈہونڈہ ہے جس سے بآسانی اس مطلب تک پہنچ سکے۔ اور دل الیقین سے بہر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خداجوئی کی راہ اختیار نکریگا اسکا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی ملگئی تو پہر اسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے اور ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بنانا ہے انکے گلے پڑگیا ہم نہیں سمجہ سکتے کہ مسیح ابن مریم مین دوسرون کی نسبت کیا زیادتی تہی جس سے انکی خدائی کا خیال آیا معجزات مین پہلے اکثر نبی اِس سے بڑہکر تہے جیساکہ موسے اور الیسع اور ایلیا نبی اور مجہے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ مین ہوتا تو وہ کام جو مین کرسکتا ہون وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجہہ سے ظاہر ہو رہے ہین وہ ہرگز دکہلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجہہ پر پاتا۔ جبکہ مین ایسا ہون تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے **اُس پاک رسُول کا جسکی غلامی کیطرف مین منسوب کیا گیا**۔ ذٰلك فضل الله یوتیه من یشاء۔ اِس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہین جاتا خدا جو چاہے کرے جو اسکے ارادہ کے مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد مین نامراد ہی نہین بلکہ مر کر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجہے پہچانا مین خدا کی سب راہون مین سے آخری راہ ہون۔ اور مین اسکے سب نورون مین سے آخری نور ہون۔ بدقسمت ہے وہ جو مجہے چہوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے ✦

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانون کو دیا گیا ہے **سنّت** ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیان جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کیلئے کرکے دکہلائین مثلاً قرآن شریف مین بظاہر نظر پنجگانہ نمازون کے رکعات معلوم نہین ہوتین کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتون مین کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچہہ کہول دیا ہے یہ دہوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑہ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کیساتھ ہی وجود تہا مسلمانون پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری

......یہ بخت ناحق کتاب بناکر پیشگوئی انّی مهینٌ من اراد اهانتك کا نشانہ بنگیا فاعتبروا یااولی الابصار۔ منہ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ✦ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد اوّل   بابت نومبر و دسمبر ۱۹۰۲ء   نمبر ۱۱ و ۱۲

فہرست مضامین

انجمن اشاعۃ اسلام قادیان نے انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک مطبع چھپواکر ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو شائع کیا

قیمت معمولی کاغذ پر عا سالانہ - ولایتی کاغذ پر سے سالانہ

خود مسیح ابن مریم

ہونے کا دعوا

(1891ء)

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

زیادہ کرے گا اور تیری ذرّیت کو بڑھائے گا اور مِن بَعْد تیرے خاندان کا تجھ سے ہی ابتداء قرار دیا جائے گا۔ میں[19] تجھے زمین کے کناروں تک عزّت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور[20] تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا جَعَلْنٰکَ[21] الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ[22] دے کہ میں عیسٰی کے قدم پر آیا ہوں۔ یہ[23] کہیں گے کہ ہم نے پہلوں سے ایسا نہیں سُنا۔ سو تُو ان کو جواب دے کہ تمہارے معلومات وسیع نہیں خدا بہتر جانتا ہے۔ تم[24] ظاہر لفظ اور ابہام پر قانع ہو اور اصل حقیقت تم پر مکشوف نہیں۔ جو[25] شخص کعبہ کی بنیاد کو ایک حکمتِ الٰہی کا مسئلہ سمجھتا ہے وہ بڑا عقلمند ہے کیونکہ اس کو اسرارِ ملکوتی سے حصّہ ہے۔ ایک[26] اولی العزم پیدا ہوگا۔ وہ حُسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ[27] تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند[28] دلبند گرامی ارجمند مَظْہَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ یَاْتِیْ[29] عَلَیْکَ زَمَانٌ مُّخْتَلِفٌ بِاَزْوَاجٍ مُّخْتَلِفَةٍ۔ وَتَرٰی[30] نَسْلًا بَعِیْدًا۔ وَلَنُحْیِیَنَّکَ[31] حَیٰوۃً طَیِّبَةً۔ ثَمَانِیْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۲ - ۶۳۵ - روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۴۱ - ۴۴۳)

۱۸۹۱ء

’’یہ وہ زمانہ ہے جو اِس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہُوا۔ جو کمال طغیان اس کا اُس سَن ہجری میں شروع ہوگا جو آیت وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ[2] میں بحساب جمل مخفی ہے یعنی ۱۲۷۴ھ۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۷ - روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۵۵)

۱۸۹۱ء

’’خدا تعالیٰ نے اپنے کشفِ صریح سے اِس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ قرآن کریم میں مثالی طور پر ابنِ مریم کے آنے کا ذکر ہے[3]۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۶۷ - روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۶۰)

۱۸۹۱ء

’’اُس نے محض اپنے فضل سے بغیر وسیلہ کسی زمینی والد کے اُس ابنِ مریم کو روحانی پیدائش اور رُوحانی

---

۱ (ترجمہ از مرتّب) تجھ پر مختلف ازواج (یعنی رفقاء) کے ساتھ مختلف زمانے آئیں گے اور تُو دُور کی نسل دیکھے گا اور ہم تجھے خوشں زندگی نصیب کریں گے اسّی سال یا اس کے قریب۔

۲ (ترجمہ از مرتّب) یقیناً ہم اُس کو لے جانے پر قادر ہیں۔

۳ دیکھئے آیت وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ۔ (الزخرف: ۵۸)

مرزا قادیانی

ابن مریم کیسے بنا؟

کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس[۲۰] بائیس[۲۲] برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہوسکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو! غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اُسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو[۲] برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا پھر جب اُس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سرِ خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اُس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ ۔ ۔ ۔ لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے۔ سو اس وقت تک حکمتِ الٰہی کا یہی

تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔ اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اُس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے **مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا** فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیا منسیا یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردِ زِہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور میرا نام ونشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعویٰ کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اُس وقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میرے دل پر گذرا اُس کا اس جگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جئت شیئا فریا۔ ما کان ابوک امرء سوء وما کانت اُمّک بغیا اور پھر اس کے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ ولنجعلہ ایة للناس ورحمة منا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ (ترجمہ) اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابلِ نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ☆ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے

☆ **نوٹ:** اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت

نہ صرف حدیثوں میں بلکہ قرآن شریف سے بھی یہی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ سورۂ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رُوح پُھونکی گئی اور رُوح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہوگیا۔ اور اِسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا کیونکہ ایک زمانہ میرے پر صرف مریمی حالت کا گذرا۔ اور پھر جب وہ مریمی حالت خدا تعالیٰ کو پسند آ گئی تو پھر مجھ میں اُس کی طرف سے ایک رُوح پُھونکی گئی۔ اس رُوح پھونکنے کے بعد میں مریمی حالت سے ترقی کر کے عیسیٰ بن گیا۔ جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ حصص سابقہ میں مفصّل اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔ کیونکہ براہین احمدیہ حصص سابقہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنّۃ ۔ یعنی اے مریم! تو اور وہ جو تیرا رفیق ہے دونوں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں مجھے مریم کا خطاب دے کر فرمایا ہے۔ نَفختُ فیکِ من روح الصدق یعنی اے مریم! مَیں نے تجھ میں صدق کی رُوح پھونک دی۔ پس استعارہ کے رنگ میں رُوح کا پھونکنا اُس حمل سے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا تھا۔ اور پھر اس حمل کے بعد آخر کتاب میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا۔ جیسا کہ فرمایا کہ یا عیسٰی انّی متوفّیک و رافعک الیّ ۔ یعنی اے عیسیٰ مَیں تجھے وفات دوں گا اور مومنوں کی طرح میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور اس طرح پر مَیں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک اُمّتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ مَیں اُمّتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ مگر وہ نبی جو اتباع کی برکت سے ظلّی طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے اور میرا عیسیٰ بن مریم ہونا وہی امر ہے جس پر نادان اعتراض کرتے ہیں کہ حدیثوں میں تو آنے والے عیسیٰ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے مگر یہ شخص تو ابن مریم نہیں ہے۔ اور اس کی والدہ کا نام مریم نہ تھا اور نہیں جانتے کہ جیسا کہ سورۂ تحریم میں وعدہ تھا میرا نام پہلے مریم رکھا گیا اور پھر خدا کے فضل نے مجھ میں نفخ رُوح کیا یعنی اپنی ایک خاص تجلّی سے اُس مریمی حالت سے ایک دوسری حالت پیدا کی اور اس کا نام عیسیٰ رکھا۔ اور چونکہ وہ حالت

مسیح موعود اور مہدی
ہونے کا دعوا
(1894ء)

تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

وَمَا كَانُوْا مُنْتَهِيْنَ ..... وَلَيِنْ اَبَوْا فَاِنَّ الْعَذَابَ قَدْ حَانَ۔

(ترجمہ) جان کہ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں پھونکا کہ یہ خسوف اور کسوف جو رمضان میں ہؤا ہے یہ دو خوفناک نشان ہیں جو اُن کے ڈرانے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں جنہوں نے ظلم اور بے اعتدالی کو اختیار کرلیا..... اور اگر نافرمانی کی تو عذاب کا وقت تو آگیا۔" (نور الحق حصہ دوم صفحہ ۳۵ - روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸)

١٨٩٤ء

" فَهَا اَنَا اَدْعُوْهُمْ كُلَّهُمْ كَدَعْوَتِيْ لِلنَّصَارٰى لِهٰذِهِ الْمُقَابَلَةِ ..... وَعُلِّمْتُ مِنْ رَّبِّيْ اَنَّهُمْ مِنَ الْمَغْلُوْبِيْنَ۔[1]" (نور الحق حصہ دوم آخری صفحہ ٹائٹل پیج - روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۱، ۲۷۲)

١٨٩٤ء

"وَبَشَّرَنِيْ وَقَالَ

" اِنَّ الْمَسِيْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِيْ يَرْقُبُوْنَهٗ وَالْمَهْدِيَّ الْمَسْعُوْدَ الَّذِيْ يَنْتَظِرُوْنَهٗ هُوَ اَنْتَ ۔ نَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔[2]"

(اتمام الحجۃ صفحہ ۳ - روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

١٨٩٤ء

" اِنَّكَ مِنَ الْمَامُوْرِيْنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔[3]"

(سر الخلافہ صفحہ ۸ - روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۲۶)

١٨٩٤ء

" وَاَظْهَرَ[4] عَلَيَّ رَبِّيْ اَنَّ الصِّدِّيْقَ وَالْفَارُوْقَ وَعُثْمَانَ كَانُوْا مِنْ اَهْلِ الصَّلَاحِ وَالْاِيْمَانِ۔ وَكَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰثَرَهُمُ اللّٰهُ وَخُصُّوْا بِمَوَاهِبِ الرَّحْمٰنِ .....

وَاِنِّيْ اُخْبِرْتُ اَنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ۔ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَكَانَ مِنَ

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) پس تو مَیں ان تمام (مکفّر مولویوں) کو اس مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں جیسا کہ مَیں نے عیسائیوں کو بُلایا اور میرے رَبّ کی طرف سے مجھے علم دیا گیا ہے کہ وہ مغلوب ہوں گے۔

[2] (ترجمہ از مرتّب) خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تُو ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں پس تُو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

[3] (ترجمہ از مرتّب) تُو مامور ہے کہ ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادوں کے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا اور تاکہ مجرموں کی راہ اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔

[4] (ترجمہ از مرتّب) اور میرے رَبّ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا کہ صدّیقؓ اور فاروقؓ اور عثمانؓ صالح اور مومن تھے۔ اور اُن

نبی اور رسول

ہونے کا دعوا

(1900ء کے بعد)

باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا **نبی** کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

''من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب''

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیّین کی مُہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مُہر نہیں ٹوٹتی☆ یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی

☆ یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیّین کی پیشگوئی کی مُہر ٹوٹی اور نہ اُمت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ [1] کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اُتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیّین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ [2] منہ

[1] الجنّ: ۲۷ [2] الشعراء: ۲۲۸

تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اِسی طرح میاں شمس الدین اور اُن کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دِلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جُھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیاں سُورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ [1] لکھی ہے اور اس سے قبولیّت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ **مضطر** سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

﴿۱۱﴾

[1] النمل: ۶۳

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری ۱۹۰۶ء تا مئی ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہوتا۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لیے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔

دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہوجاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے۔ یہ اس لیے تا اُن پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہ دیئے گئے پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ کو سمجھنا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مُردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مُردہ کہتے ہیں تو اسی لیے کہ اُن میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت وکیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرعہ سے تو شاعر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لیے ہم نبی ہیں۔ امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی

فرمایا:۔ آریہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پوتر نہیں تھی۔ یہ ان لوگوں کی سخت غلطی ہے کیونکہ پاک ناپاک ہونا بست کچھ دل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا حال سوائے اللہ کے اور کسی کو معلوم نہیں۔ پس پاک وہ ہے جس کے پاک ہونے پر خدا گواہی دے۔ دیکھو ابوجہل نے مباہلہ کیا تھا کہ جو ہم میں اَفْسَدُ لِلْقَوْمِ اور اَقْطَعُ لِلرَّحِمِ ہے اسے ہلاک کر۔ وہ اسی روز ہلاک ہوگیا۔ ایسا

صاحب شریعت نبی

ہونے کا دعوا

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئیس[۲۳] برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افترا کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس[۲۳] برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔☆ مثلاً یہ الہام **قل للمؤمنین**

(۶)

☆ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ **واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم**۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خُدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔ منہ

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ مَیں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف **توجہ** نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو مسیح موعود ہے اور **عیسیٰ فوت** ہوگیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اِسی وجہ سے کمال سادگی سے مَیں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ مَیں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دِل پر **محیط** ہوگیا اور مجھے نُور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام **عیسیٰ** رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا ﴿۷﴾ تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تُو ہی **کسر صلیب** کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اِس آیت کا مصداق ہے کہ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ [1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ مَیں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی مَیں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر مَیں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ مَیں خود تعجب کرتا ہوں کہ مَیں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر مَیں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ ومدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور مَیں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اِس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ **تو ہی مسیح موعود ہے**۔

پس جب اِس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سُنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روزِ روشن

[1] الصّف: ۱۰

حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کرلیا اور حُکّام کے سامنے اقرار کردیا کہ میں آیندہ اِن کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ اِن کا نام دجال اور کاذب رکھوں گا۔ پس سوچنے کے لائق ہے کہ اِس سے زیادہ اور کیا ذلّت ہوگی کہ اُس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔ اگر اُس عمارت کی تقوٰی پر بنیاد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ محمد حسین اپنی قدیم عادت سے باز آجاتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلّت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے اِنکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہوسکتا☆۔ ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق وصواب سے دور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے اِنکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔ میں

☆ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر مُلہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں اور خلعتِ مکالمۂ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ ہاں بدقسمت منکر جوان مقربانِ الٰہی کا انکار کرتا ہے وہ اپنے انکار کی شامت سے دن بدن سخت دِل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نورِ ایمان اُس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے اور یہی احادیث نبویہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ انکار اولیاء اور اُن سے دشمنی رکھنا اوّل انسان کو غفلت اور دُنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمالِ حسنہ اور افعالِ صدق اور اخلاص کی اُن سے توفیق چھین لیتا ہے اور پھر آخر سلبِ ایمان کا موجب ہوکر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے اُن کو بے نصیب اور بے بہرہ کردیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ من عادا

﴿۱۳۱﴾

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جس کو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹؍مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱؍مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸؍مارچ ۱۹۰۶ء "آخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی"[۱]

فرمایا۔ چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱؍مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱؍مارچ ۱۹۰۶ء "میں پچاس یا ساٹھ اور نشان[۲] دکھلاؤں گا۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء "چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا:۔

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّکَ۔[۳]

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔"

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندرجہ رسالہ "الذکر الحکیم" نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد۔ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

---

۱ (ترجمہ از مرتّب) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقتِ مقررہ تک۔

۲ الحکم میں یہ الفاظ ہیں "میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔"

۳ (ترجمہ الہام) "ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

﴿۶۲﴾

يَفرح المؤمنون. ثلةٌ من الاولين وثلةٌ من الاٰخرين. وهٰذا تذكرة فمن شاء

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس جو چاہے

اتخذ الٰى ربّه سبيلا. اِنّ النّصارىٰ حَوّلوا الامر. سنردّها على النّصارىٰ.

خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سوہم ذلت اور شکست کو نصاریٰ پر واپس پھینک دیں

لَيُنبذن في الحطمة. انا نبشّرك بغلام حليم مظهر الحق والعلاء

گے۔ اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور

كَاَنّ اللّٰه نزل من السّماء. اسمُه عمانوايل. يُولد لك الولد. ويُدنٰى منك

بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا عمّانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے

الفضل. اِنّ نورى قريب قل اعوذ بربّ الفلق من شر ما خلق.

لڑکا دیا جائے گا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے کہہ میں شر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

عجل جسد له خوار. فله نصبٌ وّ عذاب.

یہ بیجان گوسالہ ہے اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں۔

(فارسی وار دو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہوکر ایسے

﴿۱۷۹﴾ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہوں گے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہی کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۸۹۹ء ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(از خط حضرت اقدسؑ بنام بابو الٰہی بخش صاحب ۱۶؍جون ۱۸۹۹ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۷۵۔ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۳۰؍جون ۱۸۹۹ء ”۳۰؍جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا :

پہلے بیہوشی ۔ پھر غشی ۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۲ جلد ۳۔ ۳۰؍جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑے خاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اوّل بیہوش رہے پھر یکدفعہ غشی طاری ہوگئی۔ پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا۔ اور اُن کی موت اور اس الہام میں صرف بیس۲۰ بائیس۲۲ دن کا فرق تھا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء ”صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبد الکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اِس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرتِ الٰہی شامل ہوئی چاہتی ہے۔[1]“

(از خط مولانا عبد الکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

---

[1] اِس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی ...... وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے ... ... اس خط سے حضرت اقدسؑ اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا ” اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو مَیں کبھی اِتنا خوش نہ ہوتا جیسا اِس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔“ ...... خدا کا علم اور قدرت دیکھئے خط کے وقت

آئینہ صداقت

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

باب اوّل

ان غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

مسیحیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے جس میں انہوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض واقعات سے متأثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

تعداد عقائد

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپؑ ہی آیت اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (الصف : ۷) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ہر سہ عقائد کا بیان

مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے مَیں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں بلکہ جیسا کہ مَیں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اوّل الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعودؑ کے وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود مَیں نے اپنے لیکچروں میں بیان کیا ہے جو چھپ بھی چکے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح الاوّل سے گفتگو اور ان کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

ہندوؤں کا کرشن

ردّر گوپال

اور آریوں کا بادشاہ

ہونے کا دعوا

آواز کو سننا نہیں چاہتے۔ اِس سے بڑھ کر اور کیا نادانی ہو گی کہ خدا تعالیٰ کے قانون قدیم پر حملہ ہو۔

﴿۳۳﴾ اخیر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی مَیں ہندوؤں کے لئے بطور **اوتار** کے ہوں اور مَیں عرصہ بیس۲۰ برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اِس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ **مسیح ابن مریم** کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اِس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر مَیں رہ نہیں سکتا اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو مَیں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ﴿۳۴﴾ ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے رُوح القدس اُترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور بااقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے

اس کے نور کو نابود نہ کر سکی سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدمؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں۔ میں اسحاقؑ ہوں۔ میں یعقوبؑ ہوں۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں موسیٰؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی **بروزی طور پر** جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت **جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء** فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دُکھ اُٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اس کو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اس کو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے سو نہ عیسوی کی بیسویں[۲۰۰۰] صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں **کرشن** نام ایک نبی گذرا ہے جس کو **رُدّر گوپال** بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن مَیں ہی ہوں

اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ **جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔** اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے ایسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں مگر معنی رُوحانی ہوتے ہیں۔ سو میں اس تصدیق کے لئے کہ وہی کرشن آریوں کا بادشاہ میں ہوں دہلی کے ایک اشتہار کو جو بالم کند نام ایک پنڈت نے ان دنوں میں شائع کیا ہے مع ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت بھی کرشن اوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں☆۔ اور اس زمانہ میں اس کے آنے کے منتظر ہیں گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ

☆ **حاشیہ**

شری نشکلنک بھگوان کا اوتار

(شری ہنومان جی کی جے)

سنساری پُرشوں کو ودت ہو کہ آج کل جیسے جیسے اوپدرو ہمارے دیش میں ہو رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہی ہیں مثلاً استریوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی اُن بُری باتوں کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ جانتا ہے اور گھی اور غلہ وغیرہ کا اس قدر گراں ہونا اور علاوہ اس کے سینکڑوں قسم کی مصیبتیں ہمارے آریہ ورت پر آئی ہوئی ہیں کہ جن کا ذکر بیان سے باہر ہے یہ آپ لوگوں پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپ کے پتا و دادا میں تھی وہ اب آپ میں کہاں۔ اور آپ میں جو حوصلہ طاقت و بدھی ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے یا کچھ آئندہ ہو جانے کی امید ہے۔ بس اے سجنو! اگر آپ لوگوں کو اس مہاکشٹ سے چھٹنے کی خواہش ہے اور نراکار و ساکار کی ایکتا اور پرماتما میں پریم اور بھگتی بڑھانے کی خواہش ہے تو شری نشکلنک جی مہاراج کا ضرور سُمرن و دھیان کیجئے۔ کیونکہ ایشور پرماتما ہمیشہ بھگتوں کے بس میں ہوتے ہیں۔ اُن کو اپنے بھگتوں کو سُکھ دینے کی ہی اچھا یعنی خواہش رہتی ہے وہ ضرور پرگھٹ ہو کر حال میں ہی ان سب اوپدروں اور دُشٹوں کو ناش کریں گے۔ اگر کسی سجن کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ کا پرتھم چرن ہی ہے اور مہاراج جی کا جنم کلجگ کے انت میں لکھا ہے تو آپ غور کیجئے کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ پرتیت ہوگا کہ استریاں اپنے پتیوں کو چھوڑ کر دوسروں پر نگاہ رکھیں۔ اور اولاد اپنے والدین کی وفاداری میں نہ رہیں۔ اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں۔ یہاں تک کہ آج کل سب ہی چیزیں اپنے اپنے دھرموں سے پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرماویں کہ ابھی شاستر دوارا

بیت اللہ

ہونے کا دعوا

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

تک پہنچی ہوئی ہے۔ جب مَیں اُس کو دائیں طرف چلاتا ہوں تو ہزاروں مخالف اُس سے قتل ہو جاتے ہیں اور جب بائیں طرف چلاتا ہوں تو ہزارہا دشمن اُس سے مارے جاتے ہیں۔

تب حضرت عبداللہ صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس میری خواب کو سُن کر بہت خوش ہوئے اور بشاشت اور انبساط اور انشراحِ صدر کے علامات و امارات اُن کے چہرہ میں نمودار ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ سے بڑے بڑے کام لے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ دائیں طرف تلوار چلا کر مخالفوں کو قتل کیا جاتا ہے اِس سے مراد وہ اتمامِ حُجّت کا کام ہے کہ جو روحانی طور پر انوار و برکات کے ذریعہ سے انجام پذیر ہوگا۔ اور یہ جو دیکھا کہ بائیں طرف تلوار چلا کر ہزارہا دشمنوں کو مارا جاتا ہے اِس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ سے عقلی طور پر خدائے تعالیٰ الزام و اسکاتِ خصم کرے گا اور دُنیا پر دونوں طور سے اپنی حُجّت پوری کر دے گا۔ پھر بعد اس کے اُنہوں نے فرمایا کہ جب مَیں دُنیا میں تھا تو مَیں اُمیدوار تھا کہ خدائے تعالیٰ ضرور کوئی ایسا آدمی پیدا کرے گا۔ پھر حضرت عبداللہ صاحب مرحوم مجھ کو ایک وسیع مکان کی طرف لے گئے جس میں ایک جماعت راستبازوں اور کامل لوگوں کی بیٹھی ہوئی تھی لیکن سب کے سب مسلح اور سپاہیانہ صورت میں ایسی چُستی کی طرز سے بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے تھے کہ گویا کوئی جنگی خدمت بجالانے کیلئے کسی ایسے حکم کے منتظر بیٹھے ہیں جو بہت جلد آنے والا ہے۔۔۔۔۔ یہ رؤیا صالحہ جو درحقیقت ایک کشف کی قسم ہے استعارہ کے طور پر اُنہیں علامات پر دلالت کر رہی ہے جو مسیح کی نسبت ہم ابھی بیان کر آئے ہیں یعنی مسیح کا خنزیروں کو قتل کرنا اور علی العموم تمام کفار کو مارنا اِنہیں معنوں کی رُو سے ہے کہ وہ حُجّتِ الٰہی اُن پر پُوری کرے گا اور بیّنہ کی تلوار سے ان کو قتل کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۸۳-۹۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۴۲، ۱۴۷ حاشیہ)

۱۸۸۱ء (قریباً)

(۱) " خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے" یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ مَیں دیکھتا ہوں کہ ہر یک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے اور اِس بارے میں الہام یہ ہے :-

---

متنازلۃ حیناً بعد حین۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۶۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷۶) (ترجمہ از مرتّب) اور وہ نہایت چمکدار ہے۔ اس سے نور اس طرح نکل رہا ہے گویا قطرے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد گر رہے ہیں۔ اور حضور نزول المسیح میں فرماتے ہیں" اور اس تلوار میں سے ایک نہایت تیز چمک نکلتی ہے جیسا کہ آفتاب کی چمک ہوتی ہے اور مَیں اسے کبھی اپنے دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلاتا ہوں اور ہر ایک وار سے ہزارہا آدمی کٹ جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تلوار اپنی لمبائی کی وجہ سے دُنیا کے کناروں تک کام کرتی ہے اور وہ ایک بجلی کی طرح ہے جو ایک دَم میں ہزاروں کوس چلی جاتی ہے۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ ہاتھ تو میرا ہی ہے مگر قوت آسمان سے اور مَیں ہر ایک دفعہ اپنے دائیں اور بائیں طرف اس تلوار کو چلاتا ہوں اور ایک مخلوق ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتی جاتی ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۱۶، ۶۱۷)

بعینہٖ خدا کا ظہور

ہونے کا دعوا

اُتیک بغتۃ ونجعل لک سھولۃ فی کل امر۔ ان ربک فعال لما یرید۔ ۱۳۔ مارچ ۱۹۰۶ء ۱۱ بجے۔ سردوں کو غنیز جا ہو سائے لے جاؤ گر جو زمین نہ جائیں (۱) انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر۔ ان شانئک ھو الابتر۔ (۳) ان احدٌ من المشرکین استجارک فاجرہٗ۔ ۴۔ سوآءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون۔

۱۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء رؤیا میں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ انت سلمان ومنی یا ذالبرکات پھر الہام ہوا چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار (یعنی نشان زلزلہ) ۱۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء مقام او مبین از راہ تحقیر۔ بد دراتش رسولاں ما زکردند ۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء (رؤیا) خواب میں دیکھا کہ میر ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھ پر ایک درخت رکھکر لائے ہیں جو پھلدار ہے اور جب مجھکو دیا تو وہ بڑا درخت ہو گیا جو بیدانہ توت کے درخت کے مشابہ تھا اور نہایت سبز تھا اور پھلوں اور پھولوں سے بھرا ہوا تھا اور پھل اسکے نہایت شیریں تھے اور عجیب تر یہ کہ پھول بھی شیریں تھے مگر معمولی درختوں میں سے نہیں تھا ایک ایسا درخت تھا کہ کبھی دنیا میں دیکھا نہیں گیا میں اُس درخت کے پھل اور پھول کھا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی میری دانست میں میر ناصر نواب سے مراد خدائے ناصر ہے کہ وہ ایک ایسے عجیب طور سے مدد کریگا جو فوق العادت ہوگی ۱۵۔ مارچ ۱۹۰۶ء خدا نکلنے کو ہے (۲) انت منی بمنزلۃ بروزی (۳) وعد اللہ ان وعد اللہ لا یبدّل۔ یعنی خدا ان پانچ زلزلوں کو ایسے اپنا چہرہ ظاہر کرے گا اور اپنے وجود کو دکھلا دیگا اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا یعنی تیرا ظہور بعینہٖ میرا ظہور ہوگا یہ خدا کا وعدہ ہے کہ پانچ زلزلوں کے ساتھ خدا اپنے تئیں ظاہر کریگا اور خدا کا وعدہ نہیں ٹلیگا اور وہ ضرور ہو کر رہیگا ۲۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء۔ رفیقوں کو کہدیں کہ عجائب در عجائب کام دکھلانیکا وقت آگیا ہے۔ ۲ قال ربک انہ نازلٌ من السمآء ما یرضیک (ترجمہ) کہا تیرے رب نے کہ تحقیق وہ آسمان سے وہ چیز اُتارنے والا ہے جو تجھے خوش کرے گی، ۲۔ مارچ ۱۹۰۶ء فرمایا آج زلزلہ کیوقت کے لئے توجہ کی گئی تھی کہ کب آویگا اسی توجہ کی حالت میں زلزلہ کی صورت آنکھوں کے سامنے آگئی اور پھر الہام ہوا رب اخّر وقت ھٰذا یعنی اے میرے خدا یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے اسکا وقت کچھ پیچھے ڈالدے قاعدہ نحو کے مطابق ھٰذا کی جگہ ھٰذہٖ چاہیے تھا مگر اسجگہ ھٰذا سے مراد ھٰذ العذاب ہے کیونکہ اصل غرض تو عذاب سے ہے ورنہ زلزلے تو پہلے بھی آ چکے ہیں پھر بعد اسکے ساتھ ہی یہ الہام ہوا رب سلطنی علی النار یعنی اے میرے خدا مجھے آگ پر مسلط کر دے یعنی ایسا کر کہ عذاب کی آگ میرے حکم میں ہو جاوے جسکو میں عذاب دینا چاہتا ہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جسکو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ ہے ۲۸۔ مارچ ۱۹۰۶ء اخرہ اللہ الیٰ وقت مسمّٰی۔ اللہ تعالیٰ نے اسمیں تاخیر ڈالدی ہے وقت مقرر تک فرمایا چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنیوالا ہے اسکے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۶ء میں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھاؤں گا۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۵ | بابت ماہ اپریل ۱۹۰۶ء | نمبر ۴

فہرست مضامین

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام منیجر میگزین بار دوم طبع ہو کر شایع ہوا۔ چندہ سالانہ عگر

خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسٰی ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا پس تم منکر مت ہو‘‘۔

وغیرہ الخ۔ اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو ان کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں مَیں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسٰی ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اس کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہو سکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور پھر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدّت سے چھپ چکا ہے اس کو بعینہٖ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ:۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں

یا اس شَے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اِس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضا اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے ربّ نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو مَیں مَیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور ربّ العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی مَیل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں مَیں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے مَیں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور مَیں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور مناع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں مَیں یوں کہہ رہا تھا کہ **ہم ایک نیا نظام**

مالک کُن فیکون

ہونے کا دعوا

تــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۵)

۴؍فروری ۱۹۰۵ء

سَلَامٌ[1] قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔
سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۵)

فروری ۱۹۰۵ء

(الف) "رؤیا۔ ایک کاغذ دکھایا گیا جس میں کچھ سطور فارسی خط میں ہیں اور سب انگریزی لکھا ہؤا ہے مطلب جن کا یہ سمجھ میں آیا کہ جس قدر روپیہ نکلتا ہے سب دے دیا جاوے گا۔"

(البدر جلد ۴ نمبر ۵ مورخہ ۸؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۹ نمبر ۵ مورخہ ۱۰؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲)

(ب) "ایک رؤیا دیکھی کہ ایک کاغذ ہے جس کے اُوپر کی دو تین سطریں فارسی خط میں ہیں باقی سب انگریزی ہے۔ اس کا مطلب یہ سمجھ میں آیا کہ گویا کوئی میرا نام لے کر کہتا ہے کہ دو سو پچاس روپیہ انہیں دیا جائے۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۴ نمبر ۲ فروری ۱۹۰۵ء)

۲۰؍فروری ۱۹۰۵ء

"اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔"

(البدر جلد ۴ نمبر ۷ مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۹ نمبر ۷ مورخہ ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲)

ترجمہ:۔ تُو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۸)

۲۰؍فروری ۱۹۰۵ء

"حضور ؑ کی طبیعت ناساز تھی۔ حالتِ کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہؤا تھا:۔

خاکسار پیپرمنٹ"

(الحکم جلد ۹ نمبر ۷ مورخہ ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲۔ ریویو آف ریلیجنز ماہ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۳۰)

۲۷؍فروری ۱۹۰۵ء

"کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شورِ قیامت[2] برپا ہے۔ میرے

ترجیح دی اور تجھ کو چُن لیا۔ تُو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ میں نے تجھ کو اپنے لئے چُن لیا۔

[1] (ترجمہ از مرتب) سلامتی ہو ربِ رحیم کی طرف سے یہ بات ہے۔ اور اے مجرمو! آج تم علیحدہ ہو جاؤ۔ سلامتی ہو ربِ رحیم کی طرف سے یہ بات ہے۔ اور اے مجرمو! آج تم علیحدہ ہو جاؤ۔

[2] (نوٹ از مرتب) یہ شورِ قیامت برپا کرنے والا نشان وہ زلزلہ تھا جو ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو مختلف مقامات پر آیا۔

مرزا قادیانی

کا

واحد سچا دعوی

﴿۹۷﴾

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے میرے حاجت برار

اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پنہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن بکار

میں تو مرکر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہوکر پا گیا درگہ میں بار

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اِک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

ہوگئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا
ساری تدبیروں کا خاکہ اُڑ گیا مثلِ غبار

سرزمین ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

جھوٹے الہام

اور

ناکام پیش گوئیاں

مرزاقادیانی

اوراسکی

آسمانی منکوحہ

شائع کر دیا اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ تک دس ہزار مرد و عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے ہوں گے۔ اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔ اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بے جا افترا کرنا شروع کیا تو ہم پر فرض ہو گیا کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا اور نیز یہ پیشگوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیشگوئی کی تھی یعنی یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونے والا ہے۔ اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔ سمجھ دار آدمی کیلئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اس زمانہ کی ہے کہ جب کہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جب کہ یہ پیشگوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنی اس زمانہ میں جب کہ اس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افترا کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

(خاکسار **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب) ۱۰؍ جولائی ۱۸۸۸ء

اصلاح کے لئے اور خدمات ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ بھیجا اور اُس کا نام مسیح موعود رکھا۔ یہ خدا کا فعل تھا جو عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا اور آسمان نے اس پر گواہی دی۔ اور بہت سے نشان ظہور میں آئے لیکن تب بھی اکثر مسلمانوں نے اس کو قبول نہ کیا بلکہ اس کا نام کافر اور دجال اور بے ایمان اور مکّار اور خائن اور دروغگو اور عہد شکن اور مال خور اور ظالم اور لوگوں کے حقوق دبانے والا اور انگریزوں کی خوشامد کرنے والا رکھا۔ اور جو چاہا اس کے ساتھ سلوک کیا اور بہتوں نے یہ عذر پیش کیا کہ جو الہامات اس شخص کو ہوتے ہیں وہ سب شیطانی ہیں یا اپنے نفس کا افترا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ

بقیہ حاشیہ

کے داماد کی نسبت اور چار میں سے تین مر گئے اور ایک باقی ہے جس کی نسبت شرطی پیشگوئی ہے جیسا کہ آتھم کی شرطی تھی۔ اب بار بار شور مچانا کہ یہ چوتھی بھی کیوں جلدی پوری نہیں ہوتی۔ اور اس وجہ سے تمام پیشگوئیوں کی تکذیب کرنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں؟ اے متعصب لوگو! اس قدر جھوٹ بولنا تمہیں کس نے سکھایا؟ ایک مجلس مثلاً بٹالہ میں مقرر کرو اور پھر شیطانی جذبات سے دور ہو کر میری تقریر سنو۔ پھر اگر ثابت ہو کہ میری ۱۰۰ پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو مَیں اقرار کروں گا کہ مَیں کاذب ہوں اور اگر یوں بھی خدا سے لڑنا ہے تو صبر کرو اور اپنا انجام دیکھو۔ منہ

تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسّہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ اب آریوں کو چاہیئے کہ سب مل کر دُعا کریں کہ یہ عذاب اُن کے اس وکیل سے ٹل جائے‘‘ فقط

اور صفحہ ایک کے اشعار اسی ضمیمہ میں جو لیکھرام کی صورتِ موت پر بلند آواز سے دلالت کرتے ہیں یہ ہیں:۔

عجب نوریست درجانِ محمدؐ	عجب لعلے ست درکانِ محمدؐ
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف	کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
عجب دارم دلِ آں ناقصاں را	کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم	کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزارست صدبار	کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ
خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را	کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس	بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت	بشو از دِل ثناخوانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش	محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمد	دِلم ہر وقت قُربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم	نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم وربسوزند	نتابم رُو زِ ایوانِ محمدؐ
بکارِ دیں نترسم از جہانے	کہ دارم رنگ ایمانِ محمدؐ

کیا گیا ہے یعنے یہ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوں۔ اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی ہے۔ اب آپ اگر کچھ بھی اللہ **جلّ شانہٗ** کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کیلئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے اسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز منجانب اللہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعویٰ کیلئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے جیسا کہ اللہ **جلّ شانہٗ** خود مدعی صادق کیلئے یہ علامت قرار دے کر فرماتا ہے وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ۔[1] اور فرماتا ہے فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۔[2] رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کیلئے ایک مسلمان کیلئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی اور خدا تعالیٰ نے اس کو سچی کر کے دکھلا دیا اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مفتری ہو اور سراسر دروغ گوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدّد وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دے گا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دے گا تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائے گا اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو برائے خدا اس کی نظیر پیش کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے پوچھے جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ[3] سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی

[1] المؤمن:۲۹ [2] الجن:۲۷،۲۸ [3] المؤمن:۲۹

پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ شیخ صاحب اب وقت ہے سمجھ جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی شیخی پیش نہیں جائے گی اور اگر کوئی نجومی یا رمّال یا جفری اس عاجز کی طرح دعویٰ کر کے کوئی پیشگوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخباروں میں درج کرا دو۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کر سکو گے اور ایسا نجومی ہلاک ہوگا۔ خدا تعالیٰ تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اس کی رگ جان قطع کی جاتی۔ پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان قطع کی جانے کے اللہ **جلّ شانہٗ** اس عاجز کو جو آپ کی نظر میں کافر مفتری دجّال کذّاب ہے دشمنوں کے مقابل پر یہ عزت دی کہ تائید دعویٰ میں پیشگوئی پوری کرے۔ کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کی رگ جان نہ کاٹے بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کرے اور آپ کی کوشش کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کی تکفیر سے پہلے تو کل ۷۵ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور بعد آپ کی تکفیر اور جانکاہی اور لوگوں کے روکنے کے تین سو[۳۲۷] ستائیس احباب اور مخلص جلسہ اشاعت حق پر دوڑے آویں۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں میں اس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شائع کر دوں گا اور مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس الہامی پیشگوئی کی آزمائش کیلئے بٹالہ میں کوئی مجلس مقرر کروں مناسب ہے کہ آپ بھی اپنے **اشاعۃ السنہ** میں میرے اس خط کو شائع کر دیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھ دیں کہ اب آپ کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے خود منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے۔

طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائے گی اُس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے نہیں آئے گی اِلَّا کم اور شاذ و نادر کاش اگر یہ لوگ دلوں کے سیدھے ہوتے اور خدا سے ڈرتے تو بالکل بچائے جاتے۔ کیونکہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا اُس کا مواخذہ قیامت کو ہوگا۔ دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرتِ گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں☆ میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگویاں ٹل جائیں اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل اس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تا نشان الٰہی کو کوئی دشمن دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھاوے یا کوئی دوا بتلاوے تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کی طرف سے وہ نشان ہے۔ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئے گا کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی اور صدہا انسانوں کے خون کئے ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور یہ نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجرمین کے اہل حق بھی ان کی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو باعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور

☆ مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ ذکریا ۱۴/۱۲، انجیل متی ۲۴/۸، مکاشفات ۲۲/۸۔

(مجموعہ اشتہارات: جلد 1 صفحہ 153 تا 160)

(۴۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

10 جولائی 1888ء

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یا معین برحمتک نستعین

ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا — قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا — کوئی پا جائیگا عزت کوئی رُسوا ہوگا

کئی دفعہ ان کے لئے دُعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا ہے اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپورہ میں جاری ہے، نامبردہ یعنے ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپیہ کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ نے بتمامتر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تا ہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا جس کو خدا تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہدے کہ تمام سلوک اور مروّت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا دے گا چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے۔ کذبوا بآیاتنا وکانوا بها یستهزءون ۔ فسیکفیکهم الله ویردها الیک لا تبدیل لکلمات الله ۔ ان ربک فعال لما یرید۔ انت معی وانا معک۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ یعنے انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی یعنی گو اوّل میں احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

مجموعۂ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد اوّل

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

الناشر
الشركة الاسلامیة لمیٹڈ ربوہ

تمام خرچ اس عاجز کے ذمہ ہوگا۔ اور یہ عاجز تمام ناظرین پر ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف لاف و گزاف ہے اور کچھ نہیں دکھلا سکتے۔ اگر آئیں گے تو اپنی پردہ دری کرائیں گے۔ عقلمند سوچ سکتے ہیں کہ جس شخص نے بیعت کی۔ مریدوں کے حلقہ میں داخل ہوا۔ اور مدت دس سال سے اس عاجز کو خلیفۃ اللہ اور امام اور مجدد کہتا رہا اور اپنی خوابیں بتلاتا رہا کہ وہ اس دعوے میں صادق ہے۔ میر صاحب کی حالت نہایت قابلِ افسوس ہے۔ خدا اُن پر رحم کرے۔ پیشگوئیوں کے منتظر رہیں جو ظاہر ہونگی۔ ازالۂ اوہام کے صفحہ مذکورہ کو دیکھیں۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۳۵ اور ۳۹۶ کو بغور مطالعہ کریں۔ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیشگوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے۔

ویستئلونک احق ھو قل ای وربّی انہ لحق وما انتم بمعجزین زوجنا کہا لا مبدل لکلماتی وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے۔ اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔ اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔

۲۸ - ۲۷ - ۱۴ - ۲ - ۲۷ - ۲ - ۲۶ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۲۳ - ۱۵ - ۱۱ -

۱ - ۲ - ۲۷ - ۱۴ - ۱۰ - ۱ - ۲۸ - ۲۷ - ۳۷ - ۱۶ - ۱۱ - ۳۴ - ۱۴ - ۱۱ -

۷ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۲۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷ - ۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱

۱۴ - ۵ - ۲۸ - ۷ - ۳۴ - ۱ - ۷ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۶ - ۱ - ۱۴ - ۷ - ۲ - ۱ - ۷ - ۵ - ۱ - ۱۴ -

۱۴ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۷ -   والسلام علیٰ من فہم اسرارنا واتبع الھدیٰ

الناصح المشفق خاکسار غلام احمد قادیانی۔ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء

(یہ اشتہار آسمانی فیصلہ بار اوّل مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر تقطیع کلاں ٹائٹل کے آخری دو صفحوں پر ہے)

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ماہِ اگست ۱۸۹۲ء

"مَیں نے رات کو جس قدر آں مکرم کے لئے دعا کی اور جس حالتِ پُرسوز میں دعا کی اُس کو خداوندِ کریم خوب جانتا ہے...... دعا کی حالت میں یہ الفاظ منجانب اللہ زبان پر جاری ہوئے :-

لَوٰی عَلَیْہِ (اَوْ) لَا وَلِیَّ عَلَیْہِ[1]

اور یہ خدا تعالیٰ کا کلام تھا اور اُسی کی طرف سے تھا۔"

(مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مورخہ ۲۶ اگست ۱۸۹۲ء مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۱۲۲)

۱۴ اگست ۱۸۹۲ء

۱۴ اگست ۱۸۹۲ء مطابق ۲۰ محرم ۱۳۰۹ھ۔ "آج خواب میں مَیں نے دیکھا کہ محمدی (بیگم) جس کی نسبت پیشگوئی ہے باہر کسی تکیہ میں معہ چند کَس کے بیٹھی ہوئی ہے اور سر اس کا شاید مُنڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے۔ مَیں نے اُس کو تین مرتبہ کہا ہے کہ تیرے سر مُنڈی ہونے کی یہ تعبیر ہے کہ تیرا خاوند مَر جائے گا۔ اور مَیں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر آتارے ہیں اور پھر خواب میں مَیں نے یہی تعبیر کی ہے۔ اور اسی رات والدہ محمود نے خواب میں دیکھا کہ محمدی (بیگم) سے میرا نکاح ہوگیا ہے اور ایک کاغذ مہران کے ہاتھ میں ہے جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور شیرینی منگوائی گئی ہے اور پھر میرے پاس وہ خواب میں کھڑی ہے۔"

(رجسٹر متفرق یادداشتیں صفحہ ۳۴ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

۲۰ اگست ۱۸۹۲ء

"آج رات بوقت دو بجے مَیں نے دیکھا کہ ایک سانپ صاحب جان مرحومہ کے گھر میں پھرتا ہے۔ پھر وہ زمین پر بیٹھ گیا اور محمد سعید نے اس کے سر پر اُنگلی رکھی تا اس کو قتل کرے۔ پھر مَیں نے بھی اُنگلی رکھ دی تب اس کے سر میں آگ لگ گئی مگر مجھے معلوم ہوا کہ میری اُنگلی کو اس نے کاٹا ہے۔ اُنگلی دہنی طرف کی سبابہ تھی متورم ہوگئی اور اندیشہ رہا کہ اس کا اثر دِل کو نہ پہنچے مگر پہنچنا معلوم نہیں ہوا اور اسی خواب میں معلوم ہوا کہ کچھ تکلیف

بقیہ حاشیہ :-

جماعت جو مہاراجہ پرتاب سنگھ کی حالت سے واقف اور ان پر قابو یافتہ تھی انہیں یہ شُبہ تھا کہ کسی بھی وقت مہاراجہ پرتاب سنگھ کو معزول کر دیا جائے گا اور اس کی جگہ مہاراجہ امر سنگھ ہو جائیں گے۔ یہ دراصل سیاسی اور اقتداری جنگ تھی اور اس کو مذہب کا رنگ دیا گیا کہ حضرت مولوی صاحب راجہ امر سنگھ کو جب وہ مہاراجہ ہو جائیں گے مسلمان کر لیں گے۔ اِس قسم کی سازش کر کے آپ کو اور مولوی محمد علی چشتی کو جموں سے نکل جانے کا حکم دے دیا گیا۔ آپ نے حضرت اقدس کو اطلاع دی۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس نے...... خط لکھا۔"

(حیاتِ احمد جلد چہارم صفحہ ۳۲۳)

[1] (ترجمہ از مرتّب) اس پر مہربان ہوا (یا) اس کے مقابلہ میں کوئی دوست نہیں۔

مجموعۂ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد دوم

از ۱۸۹۴ء تا ۱۸۹۷ء

الناشر
الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی

مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری اور اُس کے داماد سلطان محمد کی نسبت جو پیشگوئی کی تھی اُس کی حقیقت

چونکہ بہت سے لوگ دریافت کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی میعاد پوری ہوگئی۔ اور ابھی پیشگوئی کے پورے ہونے کا نام و نشان نہیں۔ اس لئے ان کو اصل حقیقت پر مطلع کرنے کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کے دو حصہ تھے۔ پہلا اور بڑا حصہ مرزا احمد بیگ کی وفات معہ اس کی دوسری مصیبتوں کے تھی اور دوسرا حصہ اس کے داماد کی وفات کی نسبت تھا جو سلطان محمد ساکن پٹی ہے۔ یہ دونوں حصے ایک ہی پیشگوئی اور ایک ہی الہام میں داخل تھے۔ چنانچہ مدت دو سال گذر چکی جو مرزا احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور جیسا کہ پیشگوئی کا منشاء تھا اس نے اپنی زندگی میں پیشگوئی کے بعد اپنے بیٹے کی وفات اور دو ہمشیروں کی وفات اور کئی قسم کی حرج اور تکالیف مالی اور کئی ناکامیاں دیکھ کر آخر مقام ہوشیارپور میں میعاد کے اندر وفات کی اور اس حصہ پیشگوئی کی نسبت میاں شیخ بٹالوی صاحب نے اپنی اشاعۃ السنہ میں لکھا کہ اگرچہ یہ پیشگوئی تو پوری ہوگئی مگر یہ الہام سے نہیں بلکہ علم رمل یا نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے کی گئی۔ غرض اس بات سے بڑے بڑے دشمن بھی انکار نہ کرسکے کہ اس پیشگوئی کا نصف حصہ بڑی صفائی سے پورا ہوگیا۔ باقی رہا دوسرا حصہ جو احمد بیگ کے داماد کی وفات ہے یہ اگر میعاد مقررہ

میں پورا نہ ہوا بلکہ میعاد کے بعد پورا ہوا تو اس پر وہی لوگ اعتراض کریں گے جن کو خدا تعالیٰ کی ان سُنتوں اور قانون سے بےخبری ہے جو اس کی پاک کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ ہم کئی بار لکھ چکے ہیں جو تخویف اور انذار کی پیشگوئیاں جس قدر ہوتی ہیں جن کے ذریعہ سے ایک بیباک قوم کو سزا دینا منظور ہوتا ہے ان کی تاریخیں اور میعادیں تقدیر مبرم کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ تقدیر معلق کی طرح ہوتی ہیں لہذا اگر وہ لوگ **نزول عذاب سے پہلے توبہ** اور **استغفار** اور رجوع الی الحق سے کسی قدر اپنی شوخیوں اور بیباکیوں اور تکبروں کی اصلاح کریں تو وہ عذاب کسی ایسے وقت پر جا پڑتا ہے کہ جب وہ لوگ اپنی پہلی عادات کی طرف پھر رجوع کر لیں۔ یہی **سنّت اللہ** ہے کہ قرآن کریم اور دوسری الٰہی کتابوں سے ثابت ہوتی ہے اور چونکہ یہ سنّت مستمرہ اور عادت قدیمہ حضرت باری جل اسمہٗ کی ہے جس کا ذکر اس کی تمام کتابوں میں پایا جاتا ہے اس لئے انذار اور تخویف کے الہامات میں کچھ ضرور نہیں ہوتا کہ شرط کے طور پر اس سُنّت اللہ کا الہام میں ذکر بھی کیا جائے۔ کیونکہ کوئی الہام اس سُنّت اللہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں دائمی طور پر پائی جاتی ہے۔

نوٹ۔ اس عادت اللہ سے تو سارا قرآن اور پہلی سماوی کتابیں بھری ہوئی ہیں کہ عذاب کی پیشگوئیوں کی میعاد توبہ اور استغفار سے اور حق کی عظمت کا خوف اپنے دل پر ڈالنے سے ٹلتی رہی ہے جیسا کہ یونس نبی کا قصہ بھی اس پر شاہد ہے۔ جن کی قوم کو قطعی طور پر بغیر بیان کسی شرط کے چالیس دن کی میعاد بتلائی گئی تھی۔ لیکن حضرت آدم سے لے کر ہمارے نبی صلعم تک ایسی کوئی نظیر کسی نبی کے عہد میں نہیں ملے گی اور نہ کسی ربانی کتاب میں اس کا پتہ ملے گا کہ کسی شخص یا کسی قوم نے عذاب کی خبر سُن کر اور اس کی میعاد سے مطلع ہو کر قبل نزول عذاب توبہ اور خوف الٰہی کی طرف رجوع کیا ہو اور پھر بھی ان پر پتھر برسے ہوں یا اور کسی عذاب سے وہ ہلاک کئے گئے ہوں۔ اگر کسی کی نظر میں کوئی بھی نظیر ہو تو پیش کرے اور یاد رکھے کہ وہ ہرگز کسی ربانی کتاب سے پیش نہیں کر سکے گا۔ پس ناحق ایک متفق علیہا صداقت سے انکار کر کے اپنے تئیں جہنم کا ایندھن نہ بنا دیں۔ منہ

یہ کہ ہر یک الہام کے لئے کتاب الٰہی بطور امام اور مہیمن کے ہے اور ضرور ہے کہ الہام اپنے امام کی سُنن اور حدود سے تجاوز نہ کرے ورنہ وہ الہام الٰہی نہیں ہو سکتا۔

اب بعد اس تمہید کے جاننا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی بھی بطور انذار اور تخویف کے تھی اور موت کا وعدہ بھی بطور عذاب کے وعدہ کے تھا۔ کیونکہ اس کی بنیاد یہ تھی کہ جو دختر احمد بیگ مسمّی سلطان محمد سے بیاہی گئی اس کا والد اور اس کے اقارب اور عزیز بہت بے دین تھے اور تکذیب حق میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور ایک ان میں سے سخت دہریہ تھا جو اسلام سے مرتد ہو کر اسلام کے مخالف اشتہار چھپاتا اور خدا تعالیٰ کے پاک دین کی بے ادبیاں کرتا تھا اور دوسرے سب اس کے موافق اور محبّ تھے۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مرتبہ اُس نے اشتہار چھپایا اور اسلام کی بہت توہین کی اور اس عاجز سے اسلام کی صداقت کیلئے نشان چاہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر ٹھٹھا کیا اور دوسرے اس سے الگ نہیں ہوئے بلکہ اس کے ساتھ رہے اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو وہ نشان دکھلا دے جس سے وہ ذلیل ہوں۔ پس اُس نے اُس تمام مُلحد گروہ کے حق میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کذبوا بآیاتنا وکانوا بہا یستہزءون فسیکفیکہم اللہ ویردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید۔ یعنی ان لوگوں نے ہمارے نشانوں کی تکذیب کی اور ان سے ٹھٹھا کیا۔ سو خدا اُن کے شر دور کرنے کے لئے تیرے لئے کافی ہوگا اور انہیں یہ نشان دکھلائے گا کہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔ یعنی آخر وہ تیرے نکاح میں آئے گی۔ اور خدا سب روکیں درمیان سے اُٹھا دے گا۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا رب ایسا قادر ہے کہ جس کام کا وہ ارادہ کرے اس کام کو وہ اپنے منشاء کے موافق ضرور پورا کرتا ہے۔ سو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اس قوم کے لئے نشان تھا جو بیباکی اور نافرمانی اور ٹھٹھے میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے اور اس الہام کی تفصیل یعنے فقرہ فسیکفیکہم اللہ کی شرح دوسرے

الہامات سے یہ معلوم ہوئی تھی کہ خدا تعالیٰ احمد بیگ کو نکاح سے تین سال کے اندر بلکہ بہت
قریب موت دے گا اور اس کے داماد کو اڑھائی سال کے اندر روز نکاح سے وفات دے گا
سو جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں احمد بیگ میعاد کے اندر یعنی روز نکاح سے چھ ماہ بعد وفات پا گیا
اور اس نے اس ڈرانے والے الہام کی کیفیت دیکھ لی جو اس کو سُنایا گیا تھا۔ ویسا ہی اس
کے بعض اقارب کو اس کے مرنے کا صدمہ کامل طور پر پہنچ گیا۔ لیکن اس کا داماد جو
اڑھائی سال کے اندر فوت نہ ہوا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ جو اس عبرت انگیز واقعہ کے بعد جو
احمد بیگ اس کے خسر کی وفات تھی ایک شدید خوف اور حزن اس کے دل پر وارد ہو گیا
اور نہ صرف اس کے دل پر بلکہ اس کے تمام متعلقین کو اس خوف اور حزن نے گھیر لیا اور یہ
بات ظاہر ہے کہ جب دو آدمی کی موت ایک ہی پیشگوئی میں بیان کی گئی ہو اور ایک ان
میں سے میعاد کے اندر مر جائے تو وہ جو دوسرا باقی ہے اس کی بھی کمر ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ
ایک ہی موت کے دونوں نیچے تھے۔ پس جو زندہ رہ گیا ہے وہ جب ایسی موت کو دیکھتا ہے
یک دفعہ ایسا جانکاہ غم اس کو پکڑ لیتا ہے کہ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یعنی وہ بھی قریب
قریب میت ہی کے ہوتا ہے۔ سو ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ احمد بیگ کے مرنے کے
بعد جس کی موت پیشگوئی کی ایک جز تھی دوسری جُز والے کا کیا حال ہوا ہوگا گویا وہ جیتا ہی
مر گیا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بزرگوں کی طرف سے دو خط ہمیں بھی پہنچے جو ایک حکیم صاحب باشندۂ
لاہور کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے جن میں انہوں نے اپنے توبہ اور استغفار کا حال لکھا ہے
سو ان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی
کیونکہ ایسی تاریخیں جو تخویف اور انذار کے نشانوں میں سے ہوتی ہیں ہمیشہ بطور تقدیر
معلق کے ہوتی ہیں اور سلطان محمد اور اس کے اقارب اس لئے مجرم ٹھہر گئے کہ انہوں نے
یہ گناہ کیا کہ ان کو ہم نے بار بار بوساطت بعض مخلصوں اور نیز خطوط کے ذریعہ سے بہت کھول
کر سُنا دیا تھا کہ یہ پیشگوئی ایک قوم سرکش کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تم ان کے ساتھ مل کر

والے ہی مستوجب عذاب موت ہو گئے مگر چونکہ وہ بھی سخت دل اور دنیا پرست تھے اس لئے
انہوں نے نہ مانا اور اسی طرح ٹھٹھا اور ہنسی کی اور اپنی بیباکی سے اس رشتہ سے دستکش
نہ ہوئے مگر احمد بیگ کی وفات کے بعد ان کے دلوں پر سخت رُعب طاری ہوا۔ اور انہوں
نے ربانی پیشگوئی کے خوف و غم کو کسی قدر اپنے دلوں پر غالب کر لیا۔ اور اگرچہ سخت دل بہت
تھے لیکن احمد بیگ کے مرنے نے اُن کی کمر توڑ دی اور اسی وجہ سے ان کی طرف سے عذر اور
پشیمانی کے خط بھی پہنچے اور جبکہ وہ اپنے دلوں میں بہت ڈرے اور سخت ہراساں ہوئے
پس ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی سُنت قدیمہ کے موافق تاریخ عذاب کو کسی اور موقع پر ڈال
دے یعنی ان دنوں پر جبکہ وہ لوگ اپنی حالت بیباکی اور تکبر اور غفلت کی طرف کامل طور سے
رجوع کر لیں کیونکہ عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے
وقت پر جا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔ لیکن نفس پیشگوئی یعنی اس عورت
کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے
الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ۔ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلیگی
پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔ سو ان دنوں کے بعد جب خدا تعالیٰ
ان لوگوں کے دلوں کو دیکھے گا کہ سخت ہو گئے اور انہوں نے اس ڈھیل اور مہلت کا قدر
نہ کیا جو چند روز تک ان کو دی گئی تھی تو وہ اپنی پاک کلام کی پیشگوئی پوری کرنے کے لئے
متوجہ ہوگا اور اسی طرح کرے گا جیسا کہ اس نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے
نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلیگی
اور میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اُٹھا دوں گا جو اس
حکم کے نفاذ سے مانع ہوں۔ اب اس عظیم الشان پیشگوئی سے ظاہر ہے کہ وہ کیا کیا
کرے گا اور کون کون سی قہری قدرت دکھلائے گا اور کس کس شخص کو روک کی طرح سمجھ
کر اس دُنیا سے اُٹھا لے گا۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جو قریباً سات برس سے شائع ہو چکی ہے اور

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد سوم

۱۸ جنوری ۱۹۰۳ء

تقدیرِ معلق و تقدیرِ مُبرم

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مُبرم کہتے ہیں اگر کوئی تقدیرِ معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دُعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرایہ میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔

قضاء معلق اور مُبرم کا ماخذ اور پتہ قرآنِ کریم ہی سے ملتا ہے۔ گو یہ الفاظ نہیں۔ مثلاً قرآن میں فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن: ۶۱) دُعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا قبول ہو سکتی ہے اور دُعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزار ہا کیا، کُل کام دُعا سے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کُل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسکے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزار ہا دردمندوں کی دُعاؤں کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اس کا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لیے یہ ضروری امر نہیں کہ اس کی تہ تک پہنچنے اور اس کی کُنہ اور کیفیت کو معلوم کرنے کی کوشش کریں جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایک شے ہونے والی ہے۔ اس لیے ہم کو جھگڑے اور بحث میں پڑنے کی کچھ حاجت نہیں۔ خدائے تعالیٰ نے انسان کی قضاء و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ خشوع و خضوع سے ٹل سکتی ہیں۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمالِ حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اُسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لیے جاتا ہے اور گُناہ سے ہٹاتا ہے۔ جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربہ کے ذریعہ سے پالیتے ہیں اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدائے تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلّل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربّی ربّی کہہ کر اس کو پُکارتا اور دُعائیں مانگتا ہے تو وہ رویائے صالحہ یا الہامِ صحیح کے ذریعہ سے ایک بشارت اور تسلّی پالیتا ہے۔ مَیں نے اپنے ساتھ بارہا اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ دیکھا ہے کہ جب میں نے کرب و قلق سے کوئی دُعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا کے ذریعہ سے آگاہی بخشی۔ ہاں قلق اور اضطرار اپنے بس میں نہیں ہوتا۔

(۵۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

لایحب اللّٰہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللّٰہ سمیعا علیما

اشتہار نصرتِ دین و قطع تعلق از اقارب مخالفِ دین

علیٰ ملّت ابراہیم حنیفا

چوں بدندان تو کرمے اوفتاد ÷ آں نہ دندانی بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم و الہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اسی اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

مجموعہ اشتہارات ج 1 صفحات 229 تا 221

دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بکلّی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اوّل یہ کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا۔ کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا

کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائیں گے۔ اور کسی نیکی۔ بدی۔ رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقویٰ ÷ قطع رحم بہتر از مودت قربیٰ

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر

مرزا غلام احمد لودیانہ

۲ مئی ۱۸۹۱ء　　حقانی پریس لودیانہ

سواس کا جواب اسلام کی حقانیت کا ثبوت دینا ہے نہ یہ کہ لوگوں پر تلوار چلانا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے مُسلمانوں کی حالت کے ہم رنگ پاکران کے لئے حضرت مسیح کی مانند بغیر سیف و سنان کے مصلح بھیجا اور اُس مصلح کو دجّالیت کے دُور کرنے کے لئے صرف آسمانی حربہ دیا اور جیسا کہ **عیسیٰ عند منارۃ دمشق** کے لفظوں سے چودہ سو کا عدد مفہوم ہوتا ہے وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر آیا اور جیسا کہ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ[1] کے عدد سے ۱۲۷۵ نکلتے ہیں اِسی زمانہ میں وہ اصلاح خلق کے لئے طیار کیا گیا۔ اور جیسا کہ قرآن کریم نے بشارت دی کہ امواج فتن نصاریٰ کے وقت میں نفخ صور ہوگا ایسا ہی اُس کا ظہور ہوا اور کئی بندگان خدا نے الہام پاکر اُسکے ظہور سے پہلے اُسکے آنے کی خبر دی بلکہ بعض نے بتیس برس پہلے اُس کے ظہور سے اُسکا نام بتلایا اور یہ کہا کہ مسیح موعود وُہی ہے اور اصل عیسیٰ فوت ہو چکا ہے اور بہت سے صاحب مکاشفات نے چودھویں صدی کو مسیح موعود کے آنیکا زمانہ قرار دیا اور اپنے الہامات لکھ گئے۔ اَب اِس کے بعد ایسے اُمور میں جن میں ایمان بالغیب کی بھی کچھ گنجائش رکھ لینی چاہیئے اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

پھر ماسوا اِس کے بعض اور عظیم الشان نشان اِس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینہ تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیا اور اماتت دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالیٰ اُس کی خاطر سے کسی اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اُس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔ سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں کوئی ایسی بات نہیں جو

[1] الجمعۃ: ۴

انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جلّ شانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب حق ہے تو اِن پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں سے وُہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اِس کے اجزاء یہ ہیں (۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اور پھر داماد اُس کا جو اس کی دُختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تاروز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی اِن تمام واقعات کے پُورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) اور پھر یہ کہ اِس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔

اور اگر اب بھی یہ تمام ثبوت میاں عطا محمد صاحب کے لئے کافی نہ ہوں تو پھر طریق سہل یہ ہے کہ اس تمام رسالہ کو غور سے پڑھنے کے بعد بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مجھ کو اطلاع دیں کہ میری تسلّی اِن اُمور سے نہیں ہُوئی اور مَیں ابھی تک افترا سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری نسبت کوئی نشان ظاہر ہو تو مَیں انشاء اللہ القدیر اُن کے بارہ میں توجہ کروں گا اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کسی مخالف کے مقابل پر مجھے مغلوب نہیں کرے گا کیونکہ مَیں اُس کی طرف سے ہوں اور اُسکے دین کی تجدید کیلئے اُس کے حکم سے آیا ہوں لیکن چاہیئے کہ وہ اپنے اشتہار میں مجھے عام اجازت دیں کہ جس طور سے مَیں ان کے حق میں الہام پاؤں اس کو شائع کرادوں اور مجھے تعجب ہے کہ جس حالت میں مسلمانوں کو کسی مجدّد کے ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا چاہیئے یہ پیچ و تاب کیوں ہے اور کیوں ان کو بُرا لگا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی حُجت پُوری کرنے کیلئے ایک شخص کو مامور کر دیا ہے لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ حال کے اکثر مسلمانوں کی ایمانی حالت نہایت ردّی ہوگئی ہے اور فلسفہ کی موجودہ زہر نے ان کے اعتقاد کی بیخ کنی کردی ہے ان کی زبانوں پر بے شک اسلام ہے لیکن دل اسلام سے بہت دُور جا پڑے

مکرّر یہ کہ **اللہ جلّ شانہٗ** خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں نہ
مفتری ہوں نہ دجّال نہ کذّاب۔ اس زمانہ میں کذّاب اور دجّال اور مفتری پہلے اس سے
کچھ تھوڑے نہیں تھے تا خدا تعالیٰ صدی کے سر پر بھی بجائے ایک مجدد کے جو اس کی طرف
سے مبعوث ہو ایک دجّال کو قائم کر کے اور بھی فتنہ اور فساد ڈال دیتا مگر جو لوگ سچائی کو نہ
سمجھیں اور حقیقت کو دریافت نہ کریں اور تکفیر کی طرف دوڑیں میں ان کا کیا علاج
کروں۔ میں اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے اس ناشناس
قوم کیلئے سخت اندوہگین ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا۔ اے ہادی و رہنما
ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور
راستی کا الہام بخش اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں خطا نہیں جائیں گی کیونکہ میں اس
کی طرف سے ہوں اور اس کی طرف بلاتا ہوں یہ سچ ہے کہ اگر میں اس کی طرف سے نہیں
ہوں اور ایک مفتری ہوں تو وہ بڑے عذاب سے مجھ کو ہلاک کرے گا کیونکہ وہ مفتری کو
کبھی وہ عزت نہیں دیتا کہ جو صادق کو دی جاتی ہے۔ میں نے جو ایک پیشگوئی جس پر
آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا آپ کی خدمت میں پیش کی ہے
یہی میرے صدق اور کذب کی شناخت کیلئے ایک کافی شہادت ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا
تعالیٰ کذّاب اور مفتری کی مدد کرے۔ لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس
پیشگوئی کے متعلق دو پیشگوئی اور ہیں جن کو میں اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع کر
چکا ہوں جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رد
کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں کہ نہ کوئی انسان اپنی حیات پر اعتماد کر سکتا ہے اور
نہ کسی دوسرے کی نسبت دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا یا فلاں

وقت تک مر جائے گا مگر میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔ **اوّل** نکاح
کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ **دوم** نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ
رہنا۔ **سوم** پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں
پہنچے گا۔ **چہارم** اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔ **پنجم** اس وقت تک
کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ **ششم** پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام
رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔ اب
آپ ایماناً کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر
سوچ لیں کہ کیا ایسی پیشگوئی سچے ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہے۔ پھر
اگر اس پیشگوئی پر جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہو گئی آپ
کا دل نہیں ٹھہرتا تو آپ اشاعۃ السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دیدیں کہ
اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہو گئیں تو اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کروں گا اور
دعوے میں سچا سمجھ لوں گا اور ساتھ اس کے خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار کر دیں کہ
ایک تو ان میں سے پوری ہو گئی اور اگر اس پیشگوئی کے پورا ہو جانے کا آپ کے دل
میں زیادہ اثر نہ ہو تو اس قدر تو ضرور چاہیئے کہ جب تک اخیر ظاہر نہ ہو کف لسان
اختیار کریں جب ایک پیشگوئی پوری ہو گئی تو اس کی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر
چاہیئے۔ آپ تو میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی کے دنوں کے انتظار میں
ہیں اور خدا تعالیٰ میرے دعویٰ کی سچائی پر نشان ظاہر کرتا ہے اگر آپ اب بھی نہ
مانیں تو میرا آپ پر زور ہی کیا ہے لیکن یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوائل ایّام انکار
میں بباعث کسی اشتباہ کے معذور ٹھہر سکتا ہے لیکن نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نہیں

وتواترتُ ريحُ دَفْرِكم فهِمتُ أن النصح لا يأخذ فيكم ولا ينفعكم قولُ ناصح كما لا ينفع المتمرّدين. فتأوّهتُ آهةَ الثكلان وعيناى تهمُلان ودعوتُ اللّٰه أيامًا سُجَّدًا وقيامًا وخررت أمام حضرته واستطرحت بين يديه مبتغيًا إليه أذيال وسيلته ورفعتُ صرخى كعقيرة المتألمين.

فرأى اللّٰه بُرَحائى واعتداءَ أعدائى وقلّةَ أخلّائى وبشّرنى بفتوحات وآيات وكرامات ومَنَّ علىَّ بتأييده المبين. فمنها ما وعدنى ربى فى عشيرتى الأقربين أنهم كانوا يكذّبون بآيات اللّٰه وكانوا بها يستهزؤن ويكفرون باللّٰه ورسوله وقالوا لا حاجة لنا إلى اللّٰه ولا إلى كتابه ولا إلى رسوله خاتم النبيين. وقالوا لا نتقبل آية حتى يُرينا اللّٰه آية فى أنفسنا وإنّا لا نؤمن بالفرقان ولا نعلم ما الرسالة وما الإيمان وإنّا من الكافرين. فدعوتُ ربى بالتضرع والابتهال ومددتُ إليه أيدى السؤال فألهمَنى ربى وقال سأريهم آية من أنفسهم وأخبرَنى وقال إننى سأجعل بنتًا من بناتهم آية لهم فسمّاها وقال إنها ستُجعَل ثيّبةً ويموت بعلُها وأبوها إلى ثلاث سنة من يوم النكاح ثم نردها إليك بعد موتهما ولا يكون أحدهما من العاصمين. وقال إنّا رادّوها إليك لا تبديل لكلمات اللّٰه إن ربك فعّال لما يريد. فقد ظهَر أحد وعديه ومات أبوها فى وقت موعود فكونوا لوعده الآخر من المنتظرين. فتأملوا فى هذا تأمُّلَ المنتقد وانظروا بالمصباح المتّقد هل هو فعلُ اللّٰه تعالىٰ أو كيد المفترين. وهل يجوز أن يستجيب اللّٰه دعاءَ ملحد كافر كما يستجيب دعاء المقبولين. وكيف يخفى أمرُ رجل يُميتُ اللّٰهُ لأجل إعزازه وإجلاله رجُلَين ويجعله فى أنبائه الغيبية من الصادقين. إن اللّٰه لا يُظهِر على غيبه أحدًا إلا من ارتضى من رسولٍ الذى أرسله لإصلاح الخلق فى زىّ الأنبياء والمحدَّثين. ومنها ما وعدنى ربى واستجاب دعائى فى رجل مفسد عدو اللّٰه ورسوله المسمى ليكهرام الفشاورى وأخبرنى أنه من الهالكين. إنه

اگر اب بھی عیسائی باز نہ آویں تو بہتر ہے کہ ہم اور ان کے چند سرگروہ مباہلہ کے طور پر میدان میں آ کر خدا کے انصاف سے فتویٰ لے لیں جھوٹے پر بغیر تعین کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں۔ نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری وایٹ بریخت شملہ جانے سے کچھ عرصہ پہلے چند اپنے عیسائیوں کے ساتھ قادیان میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ آتھم نہیں مرا۔ میں نے کہا کہ اس نے اسلامی پیشگوئی سے ڈر کر پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اٹھایا اور خود اقرار کیا کہ میں ڈرتا رہا اور ان حملوں کا ثبوت نہ دے سکا جو ڈرنے کی وجہ ٹھہرائی۔ وایٹ نے کہا کہ **لعنت اللّٰہ علی الکاذبین** یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ میں نے کہا کہ بیشک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔ اگر آتھم جھوٹا ہے یا میں تو خدا اس کا فیصلہ کردے گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس لعنت کا اثر آتھم پر وارد ہوگیا

بقیہ حاشیہ

کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤں گا اور دوسری راہ لی۔ دیکھو تفسیر درمنثور تحت تفسیر آیت مُغَاضِبًا[1]۔ اور دیکھو صفحہ ۱۴ اشتہار چہارم انعامی چار ہزار روپیہ۔

ہم اس جگہ حضرت مولوی احمد حسن صاحب کو ہی منصف ٹھہراتے ہیں کہ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا یہ الہام جھوٹا نکلا اور نعوذ باللہ یونس کذاب تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا علم اکثر لوگوں سے جاتا رہا ہے۔ اور بظاہر اہل حدیث بھی کہلاتے ہیں مگر حدیثوں کے مغز سے ناواقف ہیں۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ انہی قصوں کے لحاظ سے اہل سنت کا یہ عام عقیدہ ہے کہ وعید کی میعاد کی تاخیر کسی سبب توبہ یا خوف کی وجہ سے جائز ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر اور ان احادیث کو پڑھ کر پھر اس پیشگوئی کی تکذیب کی جائے جو یونس کی پیشگوئی سے ہم شکل ہے اور ایسے امور میں اس عاجز کو کاذب ٹھہرایا جائے جن میں دوسرے انبیاء بھی شریک ہیں۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدائے تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کردے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بائبل کی بعض پیشگوئیوں میں دنوں کے سال بنائے گئے ہیں جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ ذرا شرم کرنی چاہئے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور وہ پیشگوئی کے اول نمبر پر تھا تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جاوے کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جز ہے جس حالت میں خدا اور رسول

[1] الانبیاء:۸۸

اور شہروں اور دیہات میں توہین اسلام کرنے لگا تب وہ میعاد کے اندر ہی اپنی اس بداعمالی کی وجہ سے پکڑا گیا اور وہ زبان اُس کی جو گالی اور بدزبانی میں چُھری کی طرح چلتی تھی اُسی چُھری نے اس کا کام تمام کردیا۔

﴿۴۱﴾ رہا احمد بیگ کا داماد پس ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ یہ پیشگوئی دو شخصوں کی نسبت تھی۔ ایک احمد بیگ کی نسبت اور دوسری اُس کے داماد کی نسبت۔ سو ایک حصّہ اس پیشگوئی کا میعاد کے اندر ہی پورا ہو گیا یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور اس طرح پر ایک ٹانگ پیشگوئی کی پوری ہو گئی۔ اب دوسری ٹانگ جو باقی ہے اس کی نسبت جو اعتراض ہے افسوس کہ وہ دیانت کے ساتھ پیش نہیں کیا جاتا اور آج تک کسی معترض کے مُنہ سے میں نے یہ نہیں سُنا کہ وہ اس طرح پر اعتراض کرے کہ اگرچہ اس پیشگوئی کا ایک حصّہ پورا ہو چکا ہے اور ہم بصدق دل اعتراف کرتے ہیں کہ وہ پورا ہوا مگر دوسرا حصہ اب تک پورا نہیں ہوا بلکہ یہودیوں کی طرح پورا ہونے والا حصہ بالکل مخفی رکھ کر اعتراض کرتے ہیں۔ کیا ایسا شیوہ ایمان اور حیا اور راستبازی کے مطابق ہے؟ اب قطع نظر ان کی خائنانہ طرز گفتگو کے جواب یہ ہے کہ یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح مشروط بشرط ہے یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری ہو گی کہ ان دونوں میں سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نہ کرے سو احمد بیگ کو یہ خوفناک علامت پیش نہ آئی اور وہ پیشگوئی کو خلاف واقعہ سمجھتا رہا مگر احمد بیگ کے داماد اور اُس کے عزیزوں کو یہ خوفناک حالت پیش آ گئی کیونکہ احمد بیگ کی موت نے ان کے دلوں پر ایک لرزہ ڈال دیا جیسا کہ انسانی فطرت میں داخل ہے کہ سخت سے سخت انسان نمونہ دیکھنے کے بعد ضرور ہراساں ہو جاتا ہے سو ضرور تھا کہ اس کو بھی مہلت دی جاتی۔ سو یہ تمام اعتراضات جہالت اور نابینائی اور تعصب کی وجہ سے ہیں نہ دیانت اور حق طلبی کی وجہ سے جس شخص کے ہاتھ سے اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ کیا اگر ایک یا دو پیشگوئیاں اُس کی کسی جاہل اور بدفہم اور غبی کو سمجھ میں نہ آویں تو اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ تمام پیشگوئیاں صحیح نہیں۔ مَیں یہ بات حتمی وعدہ سے لکھتا ہوں کہ اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ بگفتن مسلمان۔ میری پیشگوئیوں کے

مرزا کا جھوٹ

کہ پیشگوئی کے

ساتھ شرط بھی

لکھی تھی

نہ ہوتی اور کوئی دوسرا پہلو ایمان لانے کا قوم کو بتلایا ہوتا تو وہ میدان میں ایسی دردناک صورت نہ بناتے بلکہ شرط کے ایفاء پر عذاب ٹل جانے کے وعدہ پر مطمئن ہوتے۔ ایسا ہی اگر حضرت یونسؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم ہوتا کہ ایمان لانے سے عذاب ٹل جائے گا تو وہ کیوں کہتے کہ اب میں اس قوم کی طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ میں ان کی نظر میں کذاب ٹھہر چکا۔ جبکہ وہ سن چکے تھے کہ قوم نے توبہ کی اور ایمان لے آئی۔ پس اگر یہ شرط بھی ان کی وحی میں داخل ہوتی تو ان کو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ پیشگوئی پوری ہوئی نہ یہ کہ وہ وطن چھوڑ کر ایک بھاری مصیبت میں اپنے تئیں ڈالتے۔ قرآن کا لفظ لفظ اسی پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ سخت ابتلا میں پڑے اور حدیث نے کیفیت ابتلا کی یہ بتلائی۔ پس اب بھی اگر کوئی شیخ و شاب منکر ہو تو یہ صریح اس کی گردن کشی ہے۔

اور ہم اس مضمون کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو پورا کر دے گا۔ اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا۔ اور ہرگز یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب

بقیہ حاشیہ۔ گئے۔ آپ عام جلسہ میں بمقام لاہور عہد کر چکے ہو کہ میں اس بات کی قسم کھاؤں گا کہ موت کا عذاب نہیں ٹلتا۔ اب قسم کھا دیں تا خدا تعالیٰ جھوٹے کو واصل جہنم کرے ورنہ یہ سخت بے ایمانی ہوگی کہ قسم کھانے کا عہد کر کے پھر توڑ دیا جاوے اور اگر آپ نے قسم نہ کھائی تو یہی سمجھا جائے گا کہ صرف دو سو روپیہ کے طمع نفسانی نے آپ میں یہ جوش پیدا کر دیا تھا۔ اور پھر جب قسم کھانے کی کوئی راہ نہ دیکھی تو اندر ہی اندر وہ جوش تحلیل پا گیا اور بجائے اس کے اپنی بیوقوفی پر ایک ندامت باقی رہ گئی۔ مگر کیا تعجب کہ پھر بھی قسم کھا لو کیونکہ بے ایمان آدمی پاک نوشتوں کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتا اور دہریہ پن کی رگ سے اپنے انجام کو نہیں سوچتا اور یاد رہے کہ اس صاف سے عیسائیوں کے کفارہ کی بھی بیخکنی ہوگئی کیونکہ یونسؑ کی قوم صرف اپنی توبہ اور استغفار سے بچ گئی اور یونس تو یہی چاہتا تھا کہ ان پر عذاب نازل ہو۔ منہ ٭

نہیں بلکہ میں گرفتار ہوتا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے اور تیری وہ نعمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندہ ابراہیمؑ کے ساتھ اور اسحٰقؑ کے ساتھ اور اسمٰعیلؑ کے ساتھ اور یعقوبؑ کے ساتھ اور موسیٰؑ کے ساتھ اور داؤدؑ کے ساتھ اور مسیح ابن مریمؑ کے ساتھ اور خیر الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر اور ان کی دعائیں قبول فرما۔ لیکن اگر تیری رحمت میرے ساتھ ہے اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یحمدک اللہ من عرشہ۔ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یا عیسی الذی لا یضاع وقتہ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا الیس اللہ بکاف عبدہ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا قل انی امرت وانا اول المؤمنین اور تو ہی ہے جو غالباً مجھے ہر روز کہتا رہتا ہے انت معی وانا معک تو میری مدد کر اور میری حمایت کے لئے کھڑا ہو جا۔ رب انی مغلوب فانتصر۔

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۷؍اکتوبر ۱۸۹۴ء

(تعداد اشاعت ۲۰۰۰) ریاض ہند امرتسر

(یہ اشتہار ۸/۲۶×۲۰ کے ۱۲ صفحوں پر ہے)

مِنَ الطَّیِّبِ۔ اُنْظُرْ اِلٰی یُوْسُفَ وَاِقْبَالِہٖ۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ لِیُقِیْمَ الشَّرِیْعَۃَ وَیُحْیِ الدِّیْنَ۔ کِتَابُ الْوَلِیِّ ذُوالْفَقَارِ عَلِیٍّ۔ وَلَوْکَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَآءِ الْفَارِسِ۔ یَکَادُ زَیْتُہٗ یُضِیْٓءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ۔ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ یَرْحَمُکَ رَبُّکَ وَیَعْصِمُکَ مِنْ عِنْدِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَعْصِمْکَ النَّاسُ۔ یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَعْصِمْکَ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ۔ مَاکَانَ لَہٗ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْھَآ اِلَّا خَآئِفًا۔ وَمَآ اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰہِ۔ وَاعْلَمْ اَنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ اِنَّا سَنُرِیْھِمْ اٰیَۃً مِّنْ اٰیَاتِنَا فِی الثَّیِّبَۃِ وَنَرُدُّھَآ اِلَیْکَ اَمْرٌ مِّنْ لَّدُنَّا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ۔ اِنَّھُمْ کَانُوْا یُکَذِّبُوْنَ بِاٰیٰتِیْ وَکَانُوْا بِیْ مِنَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ۔ بُشْرٰی لَکَ فِی النِّکَاحِ۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔ اِنَّا زَوَّجْنٰکَھَا۔ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ۔ وَاِنَّا رَآدُّوْھَا اِلَیْکَ اِنَّ رَبَّکَ

کہ پاک اور پلید میں فرق کرکے دکھلاوے۔ یوسفؑ اور اس کے اقبال کی طرف دیکھ۔ اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ میں نے چاہا کہ میں خلیفہ بناؤں پس میں نے آدم کو پیدا کیا تاکہ وہ شریعت کو قائم کرے اور دین کو زندہ کرے۔ ولی کی کتاب علی کی ذوالفقار ہے۔ اور اگر ایمان ثریا سے لٹکا ہوتا تو ابناءِ فارس میں سے ایک شخص اُسے وہاں سے بھی لے آتا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ آگ اُسے چھوئی بھی نہ ہو۔ اللہ کا رسول تمام رسولوں کے لباس میں۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ اور محمد پر اور محمد کی آل پر درود بھیج جو تمام بنی آدم کا سردار اور خاتم النّبیّین ہے۔ تیرا ربّ تجھ پر رحمت کرے گا اور اپنی جناب سے تیری حفاظت کا سامان کرے گا اگرچہ لوگ تیری حفاظت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تیری حفاظت کرے گا اگرچہ روئے زمین کے لوگوں میں سے کوئی بھی تیری حفاظت نہ کرے۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ وہ اس کام میں (یعنی تکفیر اور تکذیب میں) دخل دیتا مگر ڈرتے ہوئے۔ جو تجھ پر آئے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جان لے کہ نیک انجام متقیوں کا ہوتا ہے۔ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو آنے والے عذاب سے ڈرا۔ ہم انہیں اس بیوہ کے متعلق بھی اپنا ایک نشان دکھائیں گے اور اسے تیری طرف لوٹائیں گے۔ یہ امر ہماری جناب سے مقدر ہو چکا ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ یہ لوگ میرے نشانوں کو جھٹلاتے تھے اور مجھ پر تمسخر کرتے تھے۔ پس تجھے نکاح کے متعلق بشارت ہو۔ یہ بات تیرے ربّ کی طرف سے حق ہے پس تُو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ ہم نے اس کو تیرے ساتھ ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں ٹل نہیں سکتیں اور ہم اسے

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ فَضْلٌ مِّنْ لَّدُنَّا لِیَکُوْنَ اٰیَۃً لِّلنَّاظِرِیْنَ۔ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ وَنُرِیْھِمْ اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ وَنُرِیْھِمْ جَزَآءَ الْفَاسِقِیْنَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَھٰٓی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ۔ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ۔ کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ۔ اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ یُّوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ۔ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی وَاِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ اِیْلِیْ اِیْلِیْ لِمَا سَبَقْتَانِیْ۔ یَا عَبْدَ الْقَادِرِ اِنِّیْ مَعَکَ اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ وَاِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ۔ اَنَا بُدُّکَ اللَّازِمُ اَنَا مُحْیِیْکَ نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ لَّدُنِّیْ رُوْحَ الصِّدْقِ۔ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ فَکُنْ

تیری طرف واپس لائیں گے۔ تیرا ربّ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ ہمارا فضل ہے تا دیکھنے والوں کے لئے ایک نشان ہو۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور روئے زمین کے سب لوگ فنا ہونے والے ہیں۔ اور ہم انہیں اِردگرد اور خود اُن کی ذات میں نشان دکھائیں گے اور انہیں ہم نافرمانوں کی سزا (کا نمونہ) دکھائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا (اس دن کہا جائے گا کہ) کیا یہ حق نہ تھا؟ بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کھلی گمراہی میں ہیں۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ آسمان اور زمین بند گٹھڑی کی طرح تھے پس ہم نے ان کو کھول دیا۔ کہہ میں محض ایک بشر ہوں جس پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے اور اس کے اسرار تک وہی پہنچ سکتے ہیں جو پاک دل ہیں۔ اور میں نے اس سے پہلے ایک عمر تم میں بسر کی ہے پس کیا تم سوچتے نہیں۔ کہو اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور میرا ربّ میرے ساتھ ہے وہ ضرور میرے لئے رستہ نکالے گا۔ اے میرے ربّ! بخش اور آسمان سے رحمت نازل کر۔ اے میرے ربّ! میں مغلوب ہوں تُو میرے دشمن سے انتقام لے۔ اے میرے خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ اے عبدالقادر! میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور قدرت کا درخت تیرے لئے لگایا اور تُو آج ہمارے نزدیک با مرتبہ اور امین ہے۔ میں تیرا لازمی چارہ ہوں۔ میں تجھے زندہ کرنے والا ہوں۔ میں نے اپنی طرف سے راستی کی رُوح تجھ میں پھونکی۔ اور میں نے تجھ پر اپنی جناب سے محبت ڈال دی اور ایسا کیا کہ تُو میری آنکھوں کے سامنے تیار کیا جائے۔ اس کھیتی کی طرح جو

مکتوب نمبر ۱۸۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی کہ بیس روز سے نکاح ہو گیا ہے ۔ قادیان میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی ۔ یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا ۔ لہٰذا مکلّف ہوں کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرماویں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں اور اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے؟ مگر بہت جلد جواب ارسال فرماویں اور نیز سلطان احمد کے معاملہ میں ارقام فرماویں کہ اس نے کیا جواب دیا ہے؟

۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء

والسلام
خاکسار
غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپور

(1901 اور 1905 میں مرزا کے بیانات

(صفحہ 14، 15)

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیشگوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیشگوئی میں مختلہ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت

میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ پیشگوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیشگوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جاوے گی اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے بعد چند مہینوں کے اندر

مر گیا اور پیشگوئی کی دوسری جز پوری ہوگئی۔ اس کا خوف اس کی خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیشگوئی کا ایک جز تھا انہوں نے توبہ کی چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لئے خدا تعالے نے اسکو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔ انتخاص

(صفحہ 5)

اعتراض نمبر ۵۔ مسماۃ محمدی کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا۔ اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی۔

الجواب۔ حضرت نبی میں یہ نہیں کہا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی۔ بلکہ یہ کہا کہ ضرور ہے کہ اوّل دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ ایک پیشگوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔ الہام الٰہی کے یہ لفظ ہیں سیکفیکھم اللہ ویردھا الیک یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پھر اوسکو تیری طرف لائے گا۔ جاننا چاہیے کہ ردّ کے معنے عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز [illegible] جگہ ہے اور وہاں سے چلی جاوے اور پھر واپس [illegible] کی جاوے۔ پس چونکہ [illegible] ہمارے اقارب میں [illegible] بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی ہمارے

چچا زاد ہمشیر کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی۔ یعنی احمد بیگ کی۔ پس اس صورت میں ردّ کے معنی اوس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی۔ اور پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی۔ اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ

[illegible] ہوگی سو ایسا ہی ہوگا مگر چونکہ تمام [illegible] کی طرح یہ بھی شرطی پیشگوئی ہے۔ اس لئے [illegible] میعاد سے اسکو تعلق نہیں۔ اور اس کے ظہور کا منتظر رہنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ ردّ کے یہ معنی نہیں تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علے الکاذبین۔

﴿۵۴﴾

انّ البلاء علی عقبک ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا۔ اس میں صریح شرط توبہ کی موجود تھی۔ اور الہام **کذّبوا بآیاتنا** اس شرط کی طرف ایما کر رہا تھا۔ پس جبکہ بغیر کسی شرط کے یونس کی قوم کا عذاب ٹل گیا تو شرطی پیشگوئی میں ایسے خوف کے وقت میں کیوں تاخیر ظہور میں نہ آتی۔ یہ اعتراض کیسی بے ایمانی ہے جو تعصب کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ میں نے نبیوں کے حوالے بیان کر دیئے۔ حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔ مگر یہ نابکار قوم ابھی تک حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔

یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر یک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی ربّ ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اُس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلا پیش آیا۔

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جو **اس وقت** میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے۔ **یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ. یامریم اسکن انت وزوجک الجنۃ. یااحمد اسکن انت وزوجک الجنۃ** ۔ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم۔ یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت **پہلی** زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر **دوسری** زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔ اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلا پیش آئے۔ جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدظنیوں کا ابتلا پیش آیا اور **تیسری** زوجہ **جس کی انتظار ہے**۔ اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جس کا سر **اس وقت** خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔

نقلی (روایتی) دلیل یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد بیگ کے بزرگون کی طرف سے ...
پہنچے۔ جو ایک حکیم صاحب باشندۂ لاہور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے جنمین انہون نے ...
و استغفار کا حال لکھا ہے۔ سو ان تمام قرائن کو دیکھکر ہمین الیقین ہو گیا تھا کہ تاریخ وفات ...
قائم نہین رہ سکتی۔

(۵) مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے سے اس عذاب سے کا ٹلجانا گو اس پیشگوئی مین ...
مذکور نہ تہا۔ مگر یہ ربانی کتابون کی تعلیم سے ثابت و معلوم ہے۔ کہ خدا تعالے موت ومعود ...
موت کو لوگون کے ڈر جانیسے اپنے وقت سے ٹلا دیا کرتا ہے۔ اور یہ خدا تعالی کی قدیم سنت ...
اگر کسی خبر و پیشگوئی مین اسکا ذکر بطور شرط نہ بہی ہو تو بہی خدا تعالے اسکا لحاظ کر ...
خلاف ہرگز نہین کرتا۔

(۶) اس سنت الٰہی سے مولوی عبد الجبار امرتسری اور مولوی رشید احمد گنگوہی ...
سعید محمد حسین واقف این۔ اگر وہ اس سے انکار کرین تو وہ تینون یا ان مین سے کوئی ایک ...
مقرر کرکے جلسۂ عام مین مجہہ (کادیانی) سے اس بارہ مین نصوص صریحہ کتاب اللہ اور احادیث ...
اور کتب سابقہ نبیین اور صرف دو گہنٹے تک مجہے ان کے بیان کرنے کے مہلت دین ...
ان کا یہ خیال ہو گا کہ یہ دعوے نصوص صریحہ سے ثابت نہین۔ اور جو دلائل بیان کئے گئے ہین ...
باطل ہین۔ تو ہم دو سو روپیہ انعام دین گے۔ اگر وہ قسم کہا کر کہدین گے کہ وہ دلائل باطل ہین ...
اور خدا تعالی کی عادت نہین ہے کہ وہ اپنے وعدون اور میعادون مین کیکی توبہ یا خوف سے ...
ٹلا دیتا ہے

یہ آپکے آٹھ صفحہ کے پورے مطالب کا خلاصہ ہے۔ اب ناظرین اسپر ہماری ریمارکس ...

نمبر اول مین جو آپنے فرمایا ہے کہ اس پیشگوئی کا بڑا حصہ مرزا احمد بیگ کی موت تہی۔ ...
کہ احمد بیگ مر چکا تہا۔ وہ نہ مرتا تو یہی چہوٹا حصہ ہو جاتا۔

مگر کادیانی کے اصل الہام یا احتلام اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء منقول ص ۱۹۱ ... رسالہ ...

اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۳ء منقول ص ۱۴۵ اور اسکے خط ۴ مئی ۱۸۹۳ء منقول ص ۱۴۴ اور اسکے مضمون ...
... شہادت القرآن منقول ص ۱۸۶ کے ناظرین پر مخفی نہو گا۔ کہ بڑا حصہ اس الہام و پیشگوئی کا اور اصل
مقصود الہام منکوحۂ آسمانی کادیانی کا اسکے پاس واپس آنا ہے۔ رہی موت مرزا احمد بیگ تو وہ اسکا ایک چہوٹا حصہ اور ایک
ذریعہ یا زینہ ہے۔ اسکو کادیانی کا بڑا حصہ قرار دیتا ہے۔ سفید جہوٹ ہے۔

نمبر ۲ مین جو کادیانی نے کہا ہے کہ پہلے حصہ کو پورے ہونیکا صاحب اشاعۃ السنہ نے اعتراف کیا
ہے یہ بہی سفید جہوٹ ہے۔ اور "دروغ گویم بر روے تو" کا مصداق کادیانی سچا ہے تو بتاوے کہ
اشاعۃ السنہ کا یہ اعتراف کس صفحہ مین مرقوم ہے۔ اشاعۃ السنہ کے ص ۳۹ جلد (۱۵) نمبر (۲)
مین تو اسکے وقوع سے لاعلمی ظاہر کی گئی ہے۔

نمبر ۳ مین جو کادیانی نے مرزا سلطان احمد بیگ کا ڈر جانا بیان کیا ہے۔ یہ بہی محض کذب
ہے۔ ہمنے ایک دوست (منشی محمد سعید نقشہ نویس راولپنڈی) کی معرفت مرزا سلطان محمد
بیگ سے بضمن چند سوالات اس امر کے متعلق سوال کیا۔ تو انہون نے جواب مین ڈر جانے سے انکار کیا
جو معہ سوال ذیل مین نقل کیا جاتا ہے۔

سوال سوم۔ مرزا غلام احمد کے الہام سے آپکے دل پر کیا اثر ہوا تہا کیا آپ ڈر گئے تہے یا نہین؟

جواب۔ مرزا صاحب کو مین جہوٹا اور دروغگو جانتا تہا۔ اور جانتا ہون۔ اور مین مسلمان
آدمی ہون۔ خدا کا ہر وقت شکر گذار ہون۔ سلطان محمد بیگ۔ بقلم خود۔

حضرات ناظرین! کیا آپ یہ جانتے ہین کہ درصورت انکار خوف مرزا سلطان محمد بیگ
کے کادیانی نے قسم کا مطالبہ بوعدہ انعام **بکہزار لغایت چہار ہزار** کیون نہین کیا جیسا کہ
بد اللہ آتہم سے کیا تہا؟ **اسکی وجہ** ہم سے سنین۔ کادیانی کو خوب یقین تہا کہ سلطان محمد بیگ
نوجوان ہے انگریزی خوان ہے پولیس و الون کا صحبتی اور متعلق ہے۔ وہ اپنے سچے انکار پر فوراً قسم
کہا کر روپیہ وصول کرے گا۔ عبد اللہ آتہم کی طرح بڈہا اور ضعیف القلب اور عیسائی نہین۔ کہ وہ

یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہلحدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین کتاب اللہ وسنتی

جلد ۲۱ - اڈیٹر - ابوالوفاء ثناء اللہ - نمبر ۲۰

امرتسر - ۷ شعبان المکرم ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۴ - مارچ ۱۹۲۴ء یوم جمعہ

اغراض ومقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی ودنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد وضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے

(۲) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے اور ناپسند محصولڈاک آنے پر واپس

(۴) جس مراسلہ سے نوٹ لیا جائیگا وہ ہرگز واپس نہ ہوگا۔

(۵) بیرنگ ڈاک اور بیرنگ خطوط واپس ہونگے

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ عـ۵ـر

رؤسا وجاگیرداران سے ۔ ۔ ـعـ

عام خریداران سے ـمـعـہ

ششماہی ـہـ

ممالک غیر سے سالانہ ۸ شلنگ

اجرت اشتہارات کا فیصلہ

بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے جملہ خط وکتابت وارسال زر بنام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل) مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے۔

فہرست مضامین

قادیانی مشن

مرزا صاحب قادیانی اور مرزا سلطان محمد پٹی

مدت کا تقاضا پورا کیا گیا

مرزا صاحب قادیانی کی ہر پیشگوئی اُن کے معاملہ کی بابت فیصلہ کن ہے۔ کیونکہ وہ ہر فیصلہ کیلئے ہی پیشگوئی کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی وہ پیشگوئی جو منکوحہ آسمانی کیلئے شائع کی تھی اپنے معنے میں بالکل صاف ہے۔ مگر جن صاحب کے ساتھ وہ خاتون بیاہی گئی اُن کا نام ہے مرزا سلطان محمد۔ یہ صاحب مقام پٹی ضلع لاہور میں رہتے ہیں۔ اُن پر مرزا صاحب کی خاص نگاہ ہونی ضروری تھی کیونکہ حصول مقصود میں وہی مانع تھے۔ اس لئے اُن کی موت کی بابت بڑی سخت پیشگوئی تھی جسکی میعاد اگست ۱۸۹۴ء تک تھی۔ جب اُس میعاد میں وہ نہ مرے تو جناب موصوف نے یہ کہنا شروع کیا کہ اُن کے دلپر میری پیشگوئی کا اثر ہوا جس کی وجہ سے اُن کو مہلت دیگئی آخر کار یہ لکھا کہ

"سلطان محمد کی بابت پیشگوئی اٹل ہے۔ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا"

لیکن واقعہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب تو ۱۹۰۸ء میں مرگئے اور سلطان محمد آج تک زندہ ہیں۔ سکندرآباد دکن میں جب اس پیشگوئی پر مباحثہ ہوا تو مرزائی مناظر شیخ عبدالرحمٰن (دلیپ) مصری نے کہا تھا کہ مرزا سلطان محمد خود ایک خط میں لکھتا ہے کہ میں مرزا صاحب کو ایک بزرگ جانتا ہوں۔ گو اس تحریر سے اصل پیشگوئی پر کوئی اثر نہ پہنچتا تھا۔ تاہم مرزا سلطان محمد صاحب سے سوال کیا گیا تو انہوں نے زبانی جواب دیا کہ "میں کبھی مرزا صاحب کا مصدق نہیں ہوا" جب اصل حال تحریر کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل عبارت لکھدی۔

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ میں نے اُس میں اُن کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اُس پیشگوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔"

سلطان محمد بیگ ساکن پٹی ۳۰ - ۳/۲۴

گواہ شد

(۱) مولوی عبداللہ امام مسجد مبارک مولوی احمداللہ صاحب مرحوم امرتسری بقلم خود۔

(۲) مولوی مولا بخش خطیب جامع مسجد پٹی ضلع لاہور بقلم خود۔

(۳) مولوی عبدالمجید رشید ساکن پٹی بقلم خود۔

(۴) مستری محمد حسین تعت نویس پٹی بقلم خود۔

ہمارے احمدی دوستوں کا مدت سے تقاضا تھا جو دراصل مرزا صاحب کی تعلیم کا اثر ہے کہ مرزا سلطان محمد سے تکذیب کرادو۔ سو یہ تقاضا بھی اُن کا پورا ہوگیا الحمدللہ

چیلنج

ہم مرزائی امت کے دونوں بلکہ تینوں بدون پارٹیوں بلکہ کل افراد امت مذکورہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس تحریر کے متعلق وہ ایک مہینہ تک تحقیق کرلیں کہ یہ تحریر لفظ بلفظ مرزا سلطان محمد صاحب کی ہے یا نہیں۔ اگر اُن کی ثابت نہ ہو تو ہم لودھیانہ کی انعامی رقم مبلغ تین سو لی ہوئی واپس دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

احمدی دوستو! مرد میدان ہو ہمت ہے تو آگے آؤ۔

امت مرزائیہ کو الزام دفعہ دوم

کتاب "شہادات مرزا" جب تصنیف ہوئی تھی تو قادیان اور لاہور میں ایک ایک نسخہ بھیجدیا تھا۔ حالانکہ ان دونوں مقاموں کے افسروں نے یہ رسم جاری نہیں کی ہے کہ ہمارے متعلق کوئی کتاب لکھیں تو وہ مفت بھیجدیں۔ بلکہ اُنکے بڑے میاں (مرزا صاحب آنجہانی) کا تو یہ حال تھا کہ کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ جن علما کو ہم نے اس کتاب میں مخاطب کیا ہے اُنکو کتاب مفت بھیجدی ہے نہ پہنچے تو اطلاع دیں مکرر بذریعہ رجسٹری بھیجدی جائیگی۔

(یہ خط 14 نومبر 1930 کو اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع ہوا)

ناکح آسمانی اور خط سلطانی

مرزا صاحب قادیانی نے جس لڑکی کا اپنے ساتھ آسمان پر نکاح ہونا بتایا[۱] تھا۔ اُس کا نکاح مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی ضلع لاہور کے ساتھ ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا تو مرزا صاحب قادیانی نے اعلان کیا کہ سلطان محمد اگست ۱۸۹۴ء[۲] تک مرجائیگا۔ جب وہ مدت بھی گزر گئی تو کتاب آتھم میں لکھا کہ سلطان محمد میری زندگی میں ضرور مریگا۔ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا۔ مرزا صاحب قادیانی مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے اور مرزا سلطان محمد صاحب آجتک زندہ ہیں۔ اُن کا ایک خط عرصہ ہوا اہلحدیث مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۴ء میں چھپا تھا۔ سید محمد شریف صاحب (گھڑیالہ ضلع لاہور) نے مرزا سلطان محمد صاحب کے ایک خط کی نقل بھیجی ہے جو درج ذیل ہے۔

مکرم جناب شاہ صاحب! السلام علیکم۔

میں تادم تحریر تندرست اور بفضل خدا زندہ ہوں میں خدا کے فضل سے ملازمت کے وقت بھی تندرست رہا ہوں۔ میں اس وقت بعہدۂ رسالداری پنشن پر ہوں۔ گورنمنٹ کی طرف سے مجھے پانچ مربعہ اراضی عطا ہوئی ہے۔ میری جدی زمین بھی قصبہ پٹی میں میرے حصہ میں قریباً ۱۰۰ بیگھ آئی ہے اور ضلع شیخوپورہ میں بھی میری اراضی قریباً تین مربعہ اراضی کے ہے۔ میری پنشن گورنمنٹ کی طرف سے ۱۳۵ روپیہ ماہواری ہے۔ میرے چھ لڑکے ہیں جن میں سے ایک لاہور میں پڑھتا ہے گورنمنٹ کی طرف سے اُس کو ۲۵ روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ دوسرا لڑکا خاص پٹی میں انٹرینس میں تعلیم پاتا ہے۔ میں خدا کے فضل سے اہل سنت والجماعت ہوں۔ میں احمدی مذہب کو بُرا سمجھتا ہوں۔ میں اس کا پیرو نہیں ہوں۔ اس کا دین جھوٹا سمجھتا ہوں۔ والسلام

تابعدار

سلطان محمد بیگ پنشنر

از پٹی ضلع لاہور (پنجاب)

مرزائی دوستو! جانتے ہو یہ سلطان محمد کون ہے؟ یہ وہی ہے جسے بقول آپ کے رسول مرزا صاحب قادیانی کے پہلے ۱۸۹۴ء میں، پھر مرزا صاحب قادیانی سے قبل مرنا تھا مگر وہ آجتک زندہ ہے۔ مٹھائی کھلاؤ تو جواب بتادیں۔ کہدو دل میں مرچکا ہے۔

[۱] آئینہ کمالات صفحہ ۲۸۰ [۲] شہادۃ القرآن مصنفہ مرزا صفحہ ۸۰ ۱۳

پیغام صلح اور نور افشان

پیغام صلح لاہوری جماعت مرزائیہ کا اخبار ہے تو نور افشاں امریکن عیسائیوں کا۔ پیغام نے نور افشاں کی بابت لکھا کہ "اہلحدیث" اس کو کمک دیتا ہے۔ نور افشاں نے انکار میں ہماری شہادت طلب کی ہے۔ اس لئے بحکم لا تکتموا الشهادة ہم حلفیہ کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی نور افشان کو قلمی یا نقدی مدد نہیں دی۔ رہی تصنیفی، سو اُس کا نور افشاں کو بھی اعتراف ہے۔ اور وہ کسی سے مخصوص نہیں۔ وما کان عطاء ربک محظورا۔

درس حدیث

پیارے نبی کی پیاری باتیں

(۱۶)

از مولوی ابومسعود محمد داؤد واعظ اہلحدیث کانفرنس دہلی

(۶۲) عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول بئس العبد عبد تخیل واختال ونسی الکبیر المتعال بئس العبد عبد تجبر واعتدی ونسی الجبار الاعلی بئس العبد عبد سها ولها ونسی المقابر والبلی بئس العبد عبد عتا وطغی ونسی المبتدا والمنتهی بئس العبد عبد یختل الدنیا بالدین بئس العبد عبد یختل الدین بالشبهات بئس العبد عبد طمع یقوده بئس العبد عبد هوی یضله بئس العبد عبد رغب یذله۔ (ترمذی)

"اسماء کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضور صلعم سے سنا فرماتے تھے وہ بندہ بہت بُرا ہے جس نے فخر اور تکبر کیا اور بڑے زبردست (اللہ) کو بھول گیا۔ وہ بندہ بہت بُرا ہے جس نے ظلم اور زیادتی کی اور اونچے جبار قہار کو بھول گیا۔ وہ بندہ بہت بُرا ہے جو آخرت کو بھولکر دنیا کے کھیل کود میں مشغول رہا اور قبروں میں گلنے سڑنے کو بھولگیا۔ وہ بندہ بہت برا ہے جس نے تکبر کیا اور حد سے گذر گیا اور اپنی ابتدا و انتہا کو بھول گیا۔ وہ بندہ بہت بُرا ہے جس نے دنیا کیلئے دین کو بگاڑ دیا۔ وہ بندہ بہت بُرا ہے جس نے شبہات میں پڑ کر دین کو بگاڑ دیا۔ وہ بندہ بہت بُرا ہے جس کو لالچ مانگنے پر مجبور کر کے پھراتا ہے۔ وہ بندہ بہت بُرا ہے جس کو دنیا کی حرص ذلیل کرتا ہے۔"

دینی و دنیوی اصلاح کیلئے یہ ایک جامع وعظ ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۷ — بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء — نمبر ۶ و ۷

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ جون ۱۹۰۸ء کو مینجر میگزین کے اہتمام سے شائع ہوا۔ چندہ سالانہ

ان آیات کریمہ میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ ہی کو متوفی فرمایا ہے اور پھر ملک الموت کو اور پھر اور اور ملائکہ کو۔

اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں۔ ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں۔ کہ جب مخاطبۃ میں مخاطب کی اولاد۔ مخاطب کے جانشین اور اسکے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی۔ کیا داخل نہیں ہو سکتی اور کیا آپکے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں ۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جاوے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا پھر یہی وجہ بیان کی والحمد للہ رب العالمین۔

اسی طرح مبارک احمد کے بدلہ میں اگر اللہ تعالیٰ اسکا نعم البدل عطا کرے جس کا ہم کو یقین ہے کیونکہ اللہ و رسول کا ہم سے وعدہ ہے۔ کہ اگر ہر ایک ہم سے اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا دل سے پڑھے تو اسے نعم البدل عطا ہوتا ہے پس ہم نے ایمان سے اسکو پڑھا۔ اور جس دن پانچواں مبارک احمد کا بدلہ دنیا میں آیا۔ اور علم فرائض کے موافق ولا ابن الابن حکم الابن موجود ہے تو آپ لوگ کیا کریں گے۔ پس یہ تمام پیشگوئیاں اگر بظاہر منسوخ ہوں تو ہمیں حرج نہیں اور اگر اپنے شرعی رنگ میں اللہ تعالیٰ سے پوری ہوئیں اور ہونگی تو تم کیسے خطرہ میں ہو ۔ ہم بہرحال جیسے اور نفع میں ہیں ۔ مرزا صاحب کی اولاد میں چھ موجود ہیں والحمد للہ رب العالمین۔ پس انمیں سے ایک بھی اولوالعزم ہوا یا انکی اولاد سے وہ غلام کیل عظیم الشان ولد ظہور پذیر ہوا تو اسوقت آپ خود اور آپکی اولاد دنیا کو کیا منہ دکھاسکے گی اگر تم مر گئے تو تمکو کیا کہینگے مولوی ثناء اللہ نے زنگارنگ کی احتیاط سے کام لیا ہے اور اخبار وکیل سے بھی

یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ امیہ جنگ بدر میں جانا نہیں چاہتا تھا مگر ابوجہل زبردستی پکڑ کر لے گیا' آخر مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ علامات نبوت میں اس پیش گوئی کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ پیش گوئی کی صداقت ظاہر ہو کر رہی۔ حدیث کے لفظ انہ قاتلک میں ضمیر کا مرجع ابوجہل ہے کہ وہ تجھ کو قتل کرائے گا۔ بعض حترجم حضرات نے انہ کی ضمیر کا مرجع رسول کریم ﷺ کو قرار دیا ہے لیکن روایت کے سیاق و سباق اور مقام و محل کے لحاظ سے ہمارا ترجمہ بھی صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٦٣٢ ـ حدَّثني أحمدُ بن إسحاقَ حدَّثنا عُبَيدُ اللهِ بن موسى حدَّثنا إسرائيلُ عن أبي إسحاقَ عن عمرِو بن ميمونٍ عن عبدِ الله بنِ مسعودٍ رضيَ اللهُ عنه قال: «انطلَقَ سعدُ بن مُعاذٍ مُعتمراً ، قال: فنزَل على أُميَّةَ بن خلَفٍ أبي صفوانَ ، وكان أميةُ إذا انطلقَ إلى الشام فمرَّ بالمدينة نزلَ على سعدٍ ، فقال أميةُ لسعدٍ: ألا انتَظِرْ حتى إذا انتصفَ النهارُ وغَفَلَ الناسُ انطَلقتَ فطفت؟ فبينا سعدٌ يطوف إذا أبو جهلٍ ، فقال: مَن هذا الذي يطوف بالكعبةِ؟ فقال سعدٌ: أنا سعد. فقال أبو جهل: تطوفُ بالكعبة آمناً وقد آوَيتم محمداً وأصحابَه؟ فقال: نعم. فتَلاحَيا بينهما. فقال أميةُ لسعدٍ: لا ترفع صوتَكَ على أبي الحكم ، فإنه سيِّدُ أهلِ الوادي. ثم قال سعد: واللهِ لئن منعتَني أن أطوفَ بالبيت لأقطعنَّ مَتجرَكَ بالشام. قال: فجعلَ أميةُ يقول لسعدٍ: لا ترفَعْ صوتَك ـ وجعلَ يُمسِكهُ ـ فغضِبَ سعدٌ فقال: دَعْنا عنك ، فإني سمعتُ محمداً ﷺ يزعم أنه قاتِلُك. قال: إيّايَ؟ قال: نعم. قال: واللهِ ما يكذِبُ محمد إذا حدَّث. فرجعَ إلى امرأتهِ فقال: أما تعلمينَ ما قال لي أخي اليَثْربيُّ؟ قالت: وما قال؟ قال: زعمَ أنه سمِع محمداً يزعم أنه قاتلي. قالت: فوالله ما يكذبُ محمدٌ. قال: فلمّا خرجوا إلى بدرٍ وجاء الصريخُ قالت له امرأتهُ: أما ذكرتَ ما قال لك أخوك اليثربيُّ؟ قال: فأراد أن لا يخرُجَ فقال له أبو جهل: إنكَ من أشرافِ الوادي ، فسرْ يوماً أو يومَين ، فسار معهم يومَين ، فقتلَهُ الله».

[الحديث ٣٦٣٢ ـ طرفه في: ٣٩٥٠].

(٣٦٣٢) ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے' ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کی نیت سے (مکہ) آئے اور ابو صفوان امیہ بن خلف کے یہاں اترے۔ امیہ بھی شام جاتے ہوئے (تجارت وغیرہ کے لئے) جب مدینہ سے گزرتا

تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا' ابھی ٹھہرو' جب دوپہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں (تب طواف کرنا کیونکہ مکہ کے مشرک مسلمانوں کے دشمن تھے) سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' چنانچہ میں نے جا کر طواف شروع کر دیا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابھی طواف کر ہی رہے تھے کہ ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا' یہ کعبہ کا طواف کون کر رہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ میں سعد ہوں۔ ابوجہل بولا' تم کعبہ کا طواف خوب امن سے کر رہے ہو حالانکہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس طرح دونوں میں بات بڑھ گئی۔ پھر امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا' ابوالحکم (ابوجہل) کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو' وہ اس وادی (مکہ) کا سردار ہے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملا دوں گا (کیونکہ شام جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو مدینہ سے جاتا ہے) بیان کیا کہ امیہ برابر سعد رضی اللہ عنہ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں (مقابلہ سے) روکتا رہا۔ آخر سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آ گیا اور انہوں نے امیہ سے کہا۔ چل پرے ہٹ میں نے حضرت محمد ﷺ سے تیرے متعلق سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تجھ کو ابوجہل ہی قتل کرائے گا۔ امیہ نے پوچھا' مجھے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تجھ کو۔ تب تو امیہ کہنے لگا۔ اللہ کی قسم محمد (ﷺ) جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ غلط نہیں ہوتی پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا تمہیں معلوم نہیں' میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا بات بتائی ہے؟ اس نے پوچھا' انہوں نے کیا کہا؟ امیہ نے بتایا کہ محمد (ﷺ) کہہ چکے ہیں کہ ابوجہل مجھ کو قتل کرائے گا۔ وہ کہنے لگی' اللہ کی قسم محمد ﷺ غلط بات زبان سے نہیں نکالتے۔ پھر ایسا ہوا کہ اہل مکہ بدر کی لڑائی کے لئے روانہ ہونے لگے اور امیہ کو بھی بلانے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا' تمہیں یاد نہیں رہا تمہارا یثربی بھائی تمہیں کیا خبر دے گیا تھا۔ بیان کیا کہ اس یاد دہانی پر امیہ نے چاہا کہ اس جنگ میں شرکت نہ کرے۔ لیکن ابوجہل نے کہا' تم وادی مکہ کے رئیس ہو۔ اس لئے کم از کم ایک یا دو دن کے لئے ہی تمہیں چلنا پڑے گا۔ اس طرح وہ ان کے ساتھ جنگ میں شرکت کے لئے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کرا دیا۔

مرزاقادیانی

کا

زلزلۃالساعۃ

(۲۵۹)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی کر دے گا

الانذار

(غور سے پڑھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ **تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکّہ۔** زلزلة الساعة۔ قوا انفسکم۔ انّ الله مع الابرار۔ دنیٰ منك الفضل۔ جاء الحق وزھق الباطل۔ **ترجمہ مع شرح** یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکّہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا (مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو یا بعید ہو) پہلے سے بہت خطرناک ہے۔ **سخت خطرناک ہے۔** اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو مَیں بیان نہ کرتا۔ وہ **پہلی پیشگوئی** جو مَیں نے الحکم اور البدر میں حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کرکے خبر دی تھی کہ ملک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی اور شور قیامت برپا ہوگا اور یک دفعہ موتا موتی ظہور میں آجائے گی۔ دیکھو وہ نشان کیسا پورا ہوا۔ اور جیسا کہ مَیں نے ابھی لکھا ہے یہ پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر میں اس زلزلہ سے قریباً پانچ ماہ پہلے شائع کر دی گئی تھی اور پیشگوئی مذکور یہ ہے عفت الدیار محلھا ومقامھا۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۸ر اپریل ۱۹۰۵ء

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر
الشركة الاسلامیة لمیٹڈ ربوہ

نوٹ: یہ خبر زلزلہ کی براہین احمدیہ میں بھی مَیں نے دی تھی جس کو شائع ہوئے قریباً پچیس برس گذر گئے جیسا کہ اسی وحی الٰہی میں خبر ہے۔ واصنع الفلك باعيننا و لاتخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون۔ اور ایک وحی الٰہی جو اخباروں میں اس ہولناک زلزلہ کی نسبت شائع ہو چکی ہے۔ یہ ہے چونکا دینے والی خبر۔ منہ

---

(۲۵۹)

سونے والو! جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے ٭ جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں مَیں زمیں زیر و زبر ٭ وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سرِ راہ پر کھڑا نیکوں کے وہ مولیٰ کریم ٭ نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سَیل سے

حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

(از حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

النّداء من وحی السّماء

یعنی

ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دویم وحی الٰہی سے

۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت
ر ہوشربا ہوگا۔ چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علیم مطلق نے اس آئندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا
ہے اس لئے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشّان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلا دے گا، دُور نہیں
ہے۔ مجھے خدائے عزّوجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے دو
نشان ہیں اُنہیں نشانوں کی طرح جو موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کی
طرح جو نوحؑ نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا۔ اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد ابھی بس نہیں ہے بلکہ
ی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہانتک کہ انسان کی آنکھ کھُلے گی اور حیرت زدہ
ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ مَیں
حیرت ناک کام دکھلاؤں گا اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کرلیں اور
جس طرح یوسفؑ نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانے کے لئے درختوں کے
پتّے بھی نہ رہے اسی طرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا۔ اور جیسا کہ یوسفؑ نے اناج کے ذخیرے
سے لوگوں کی جان بچائی۔ اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک رُوحانی غذا
کا مہتمم بنایا ہے۔ جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پُورے وزن کے ساتھ کھائے گا مَیں یقین رکھتا ہوں کہ

لہ قرآن شریف میں اس نشان زلزلے کی نسبت ایک صاف پیشگوئی سورہ النازعات میں درج ہے جہاں
اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی قسم کھا کر جو ایسے امور کے انتظام کے واسطے مامور ہوتے ہیں فرمایا ہے کہ یوم ترجف
الراجفة. تتبعها الرادفة۔ کیا معنے اُس وقت زمین کانپنے لگے گی اور ایسی کانپے گی کہ گویا اس کا نام
راجفہ رکھ دیا جائے گا یعنی متواتر زلزلے آتے رہیں گے اور اس کے بعد پھر ایک اور بڑا زلزلہ آئے گا۔ اس میں
آئندہ زلزلے کے واسطے ایک پیشگوئی ہے اور جو زلزلہ ہو چکا ہے اس کی بھی پیشگوئی درج ہے۔ یہ قرآن شریف
کی صداقت کا ایک بڑا بھاری نشان ہے۔

یہ پیشگوئی دوسرے زلزلہ کی ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کی وحی الٰہی کی بناء پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
خطرناک زلزلہ صرف ایک نہیں بلکہ غالباً اس کے بعد کئی اور زلزلے بھی ہیں ٭

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔ سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آئیگی جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرمادے گا۔ مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے۔ اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شائع کر رہے ہیں کہ ایسا کوئی سخت زلزلہ آنے والا نہیں ہے۔ وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریق سے انکلیں دوڑاتے ہیں، وہ سب جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اس کا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۹ر اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کے لئے میں نے یہ کام نہیں کیا۔

اور جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا، ان سے پہلے میں آپ ڈرا۔ اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ میں واپس قادیان میں نہیں گیا۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنے والا ہے۔ میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضرور لازم ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے۔ پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے۔ مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے۔ اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں۔ ان کو کچھ خبر نہیں اور میں اُن کو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بناء پر یہ پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی۔ پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اس بات کے باور کرنے کے لئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا۔ کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے۔ ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کرے گا وہ بچایا جائے گا۔ پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے۔ ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خوری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑیں گے سو اُن کی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو۔ اگر اُن کو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کے لئے جیلخانے کیوں طیار کرتیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۱؍ مئی ۱۹۰۵ء

مجموعۂ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر
الشركة الاسلامية لمیٹڈ ربوہ

یعنی کافر پوچھتے ہیں کہ یہ دعویٰ پورا کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو تاریخ عذاب بتاؤ۔ ان کو کہہ دے مجھے کوئی تاریخ معلوم نہیں یہ علم خدا کو ہے۔ مَیں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ اور پھر کافروں نے مکررًا عذاب کی تاریخ پوچھی تو یہ جواب ملا۔ وَاِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ[1] یعنی ان کو کہہ دے کہ مَیں نہیں جانتا کہ عذاب قریب ہے یا دُور ہے۔ اب اے سُننے والو! یاد رکھو کہ یہ بات سچ ہے اور بالکل سچ ہے اور اس کے ماننے کے بغیر چارہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں کبھی ظاہر پر پوری ہوتی ہیں اور کبھی استعارہ کے رنگ میں۔ پس کسی نبی یا رسول کو یہ حوصلہ نہیں کہ ہر جگہ اور ہر پیشگوئی میں یہ دعویٰ کر دے کہ اس طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ ہاں البتہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں اس امر کا دعویٰ کرنا نبی کا حق ہے کہ وہ پیشگوئی جس کو وہ بیان کرتا ہے خارق عادت ہے یا انسانی علم سے وراء الوراء ہے۔ اگر پنجاب میں ہر صدی میں بھی ایسا زلزلہ آجایا کرتا جیسا کہ ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کو آیا تو اس صورت میں بھی یہ پیشگوئی کچھ بھی چیز نہ ہوتی۔ کیونکہ تمام لوگ اس بات کے کہنے کا حق رکھتے تھے کہ ہمیشہ پنجاب میں ایسے زلزلے آتے ہیں یہ کوئی اَنہونی بات نہیں ہے۔ لیکن جب کہ گذشتہ زلزلہ اس خارق عادت طور سے ظاہر ہوا جس خارق عادت طور سے پیشگوئی نے بیان کیا تھا تو پھر سب اعتراض فضول ہو گئے۔ ایسا ہی آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اُس کا ظہور نہ ہوا تو مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونۂ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس آئندہ کی پیشگوئی میں بھی پہلی پیشگوئی کی طرح بار بار زلزلہ کا لفظ ہی آیا ہے اور کوئی لفظ نہیں آیا۔ اور ظاہری معنوں کا بہ نسبت تاویلی معنوں کے زیادہ حق ہے لیکن جیسا کہ تمام انبیاء ادب ربوبیّت اور ادب وسعتِ علم باری ملحوظ رکھتے رہے ہیں اُس ادب کے لحاظ سے اور سنّت اللہ کو مدّنظر رکھ کر یہ

[1] الانبیآء:۱۱۰

بارے میں اس قدر کافی سمجھا گیا ہے کہ وہ خارق عادت اور انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں یا یہ کہ کسی ایسے غیب پر مشتمل ہوں جو انسانی پیش بینی سے بلند تر ہو۔ جب ایک پیشگوئی خارق عادت کے طور پر بیان کی جائے جس کے بیان کرنے کے وقت کسی عقل اور فہم کو یہ خیال نہ ہو کہ ایسا امر ہونے والا ہے اور صریح وہ ایک غیر معمولی بات ہو جس کی گذشتہ صدہا سال میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور نہ آئندہ اس کے ظہور کے لئے آثار ظاہر ہوں اور وہ پیشگوئی سچی نکلے تو عقلِ سلیم حکم دیتی ہے کہ ایسی پیشگوئی ضرور منجانب اللہ سمجھی جائے گی ورنہ تمام نبیوں کی پیشگوئیوں سے انکار کرنا پڑے گا۔ اب ذرہ کان کھول کر سُن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیشگوئی ہے اُس کو ایسا خیال کرنا کہ اُس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلّتِ تدبّر اور کثرتِ تعصّب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحیِ الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔ اور اگر وہ صرف معمولی بات ہو جس کی نظیریں آگے پیچھے صدہا موجود ہوں اور اگر کوئی ایسا خارق عادت امر نہ ہو جو قیامت کے آثار ظاہر کرے تو پھر مَیں خود اقرار کرتا ہوں کہ اس کو پیشگوئی مت سمجھو۔ اس کو بقول اپنے تمسخر ہی سمجھ لو۔ اب میری عمر ستّر برس کے قریب ہے اور تیس ۳۰ برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی ۸۰ برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ ۵ چھ ۶ سال زیادہ یا پانچ ۵ چھ ۶ سال کم۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ ۱۶ سال ہیں اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔☆

☆ خدا تعالیٰ کا الہام ایک یہ بھی ہے۔ ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار کے دن ہوں گے۔ اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالبًا وہ صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب اور غالبًا وہ وقت نزدیک ہے جب کہ وہ پیشگوئی ظہور میں آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔ منہ

وُہ کبھی فوت ہی نہیں ہوگا؟ کیونکہ قیامت کے دن بھی آسمان پر ہی جانے کا ذکر ہوگا۔ مرنے کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔ اور اگر اس آیت کے یہ معنے لیے جائیں کہ جب مَیں فوت ہوگیا یعنی مَر گیا۔ لیکن موت قیامت کے دن وارد ہوگی تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ عیسائی آجتک نہیں بگڑے اور ان کا مذہب راستی پر ہے۔

تسبیح بعد کی ایجاد ہے

ایک شخص نے ذکر کیا کہ مخالف کہتے ہیں کہ یہ لوگ نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن تسبیحیں نہیں رکھتے۔

فرمایا:

صحابہؓ کے درمیان کہاں تسبیحیں ہوتی تھیں۔ یہ تو ان لوگوں نے بعد میں باتیں بنائی ہیں۔

فرمایا:

ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ لمبی تسبیح ہاتھ میں رکھا کرتا تھا اور کوچہ میں سے گذر رہا تھا۔ راستہ میں ایک بڑھیا نے دیکھا کہ خدا کا نام تسبیح پر گن رہا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا کوئی دوست کا نام گن کر لیتا ہے۔ اس نے اسی جگہ تسبیح پھینک دی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے حساب ہیں ان کو کون گن سکتا ہے[1]۔

یکم اپریل ۱۹۰۶ء

وحیِ الٰہی

وحی الٰہی اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی کا ذکر تھا۔

فرمایا:

اس سے پہلے دن دُعا کے رنگ میں الہام ہوا تھا کہ رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ ھٰذَا دُوسرے دن اس دُعا کی قبولیت کے اظہار میں یہ الہام ہوا۔ خود ہی اللہ تعالیٰ دُعا کراتا ہے اور خود اس کو قبول کرتا ہے۔

طریقِ ادب

ڈاکٹر نور محمد صاحب نے ذکر کیا کہ لاہور میں ایک شخص نے جو اپنی جماعت کا ہے مجھ سے ذکر کیا کہ پٹیالہ میں کسی فقیر نے پیشگوئی

---

[1] بدر جلد ۲ نمبر ۱۲ صفحہ ۲ مورخہ ۲۲ر مارچ ۱۹۰۶ء
نیز الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰ صفحہ ۱ مورخہ ۲۴ر مارچ ۱۹۰۶ء

کی ہے کہ فلاں تاریخ کو زلزلہ آئے گا اور وہ تاریخ قریب ہے۔ مَیں نے کہا کہ اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا رسُول بھیجا ہے۔ جبتک اس کے ذریعہ سے کوئی خبر نہ ملے ہرگز کوئی دُوسری بات قابلِ اعتبار نہیں۔

حضرت نے فرمایا:

یہی طریقِ ادب ہے۔ ایسے لوگوں کی باتوں پر جو فقیر بنے پھرتے ہیں یقین کر لینا ایک اِلحاد ہے اور ایمان سے خارج ہونا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سب لوگوں کو ایک ہی حلقے میں لائے اور اسی کے ذریعہ سے تمام خبریں دُوسروں کو پہنچا دے تو پھر کسی دوسرے شخص کو درمیان میں لانا اور یقین کرنا کہ اس کو زلزلہ کے دن کی خبر دی گئی ہے یہ ایک شرک کی بنیاد ہے۔

ہمیں جب زلزلہ کے متعلق الہام ہوا تب ہم خیموں میں گئے۔ اور اب جب اس کی تاخیر کی خبر دی گئی تو ہم واپس اپنے مکانوں میں آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے۔ ایسا ہی نکتہ گیر ہے۔ بعض دفعہ انسان سمجھتا ہے کہ تھوڑی سی بات ہے مگر وہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو جاتی ہے۔

ایک نئی تصنیف فرمایا:

ہم نے ایک نیا رسالہ لکھنا شروع کیا ہے جس کا نام "حقیقۃ الوحی" ہوگا۔ بعض لوگ الہام اور وحی کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ وحی اور الہام کی حقیقت کیا ہے؟

بمبئی

بمبئی کا ذکر تھا کہ ایک جزیرہ ہے اور سمندر کے پانی کو روک کر اکثر جگہ مکانات بنائے گئے ہیں۔ فرمایا:

مجھے بھی کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ جب سخت زلزلہ آئے گا تو اس وقت بمبئی کا کیا حال ہوگا؟

زلزلہ کے بارہ میں فرمایا

چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دیر کر دی ہے۔ اس واسطے مخالفین کی شوخیاں بڑھتی جائیں گی اور وہ گالیاں دینے میں اَور بھی تیزی دکھائیں گے۔

۱۹۰۷ء چند دن ہوئے مجھ کو الہام ہؤا تھا کہ :-

"لاہور سے ایک افسوسناک خبر آئی"

اِس الہام کی وجہ سے ہم نے ایک آدمی لاہور بھیج کر پُچھوایا بھی تھا کہ وہاں کے دوستوں کا کیا حال ہے مگر کیا معلوم تھا کہ یہ چند دن کے بعد پُورا ہوگا۔[1]

(بدر جلد ۶ نمبر ۲۷ مورخہ ۴ ؍جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۷)

۱۹۰۷ء " اُرِيْكَ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ۔

ترجمہ :- یعنی مَیں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤں گا جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۲۷ مورخہ ۴ ؍جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

۴ ؍جولائی ۱۹۰۷ء " فرمایا کہ آج دو بجے دن کے مجھے خیال آیا کہ ہمارے گھر کے آدمی اب شاید امرتسر پہنچ گئے ہوں گے اور یہ بھی خیال تھا کہ امن وامان سے لاہور میں پہنچ جائیں۔ تب اِس خیال کے ساتھ ہی کچھ غنودگی ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ نخود کی دال (جو رنج اور ناخوشی پر دلالت کرتی ہے) میرے سامنے پڑی ہے اور اس میں کشمش کے دانے قریباً اسی قدر ہیں اور مَیں اُس میں سے کشمش کے دانے کھا رہا ہوں اور میرے دل میں خیال گزر رہا ہے کہ یہ انکی حالت کا نمونہ ہے اور دال سے مُراد کچھ رنج اور ناخوشی ہے کہ سفر میں ان کو پیش آئی ہے یا آنے والی ہے۔ پھر اسی حالت میں میری طبیعت الہام الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی اور اِس بارے میں الہام ہؤا :-

خَيْرٌ لَّهُمْ. خَيْرٌ لَّهُمْ

یعنی ان کے لئے بہتر ہے۔ ان کے لئے بہتر ہے۔ بعد اس کے اسی نظارۂ خواب میں چند پیسے دیکھے کہ وہ غم اور تشویش پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ چنے کی دال بھی ایک ناگوار اور رنج کے امر پر دلالت کرتی ہے۔ فقط

...... اس کے بعد حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ خواب اور الہام تو ایک طرح پُورا ہوگیا ہے[2] مگر ایک خیال مجھے باقی ہے اور

---

[1] چنانچہ چند روز کے بعد خبر آئی کہ مریض فوت ہوگیا ہے (جو) ایک معصوم بچہ تھا۔ (ایڈیٹر بدر۔ پرچہ مذکورہ بدر)

[2] (نوٹ از ایڈیٹر) "اِس الہام اور خواب کی جبکہ اچھی طرح اشاعت ہوگئی تو قریب شام کے اپنا ایک آدمی جو سب قافلہ کو ریل پر سوار کر کے واپس آیا تھا اُس کی زبانی معلوم ہؤا کہ عین دوپہر کی گرمی میں ریل کے اندر مسافروں کی کشاکش سے بچنے کے واسطے جو انتظام ریزرو کا کیا گیا تھا وہ نہ ہو سکا کیونکہ لاہور سے کوئی الگ گاڑی اِس مطلب کے واسطے نہ پہنچ سکی تھی اور اِس سبب سے تشویش ہوئی۔ اِس طرح خواب کا حصہ پُورا ہؤا مگر پھر بھی بموجب بشارت الہام کے خیریت رہی اور معمولی گاڑی میں آرام سے بیٹھ کر چلے گئے۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۱ ؍جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ ؍جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲)

بکروثیب

﴿۱۴﴾ جو ایک مدت تک میرے پاس رہا ہو اور پھر اس نے کوئی نشان نہ دیکھا ہو اور نہ کوئی خبر غیب سنی ہو۔ میاں عبد الرحیم یا عبد الوحد پسران مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جو اس وقت مجھ کو کافر ٹھہراتے ہیں اور سخت مخالف ہیں ذرہ ان کو قسم دے کر پوچھئے کہ کیا مقام ہوشیار پور میں جس کو گیارہ برس گزر گئے میں نے یہ الہام نہیں سنایا تھا کہ **ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک** یعنی اے عورت (عورت سے مراد احمد بیگ ہوشیار پوری کی بیوی کی والدہ ہے) توبہ توبہ کر کہ تیری دختر اور دخترِ دختر پر بلا نازل ہونے والی ہے۔ سو ایک بلا تو نازل ہوگئی کہ احمد بیگ فوت ہو گیا۔ اور بنت البنت کی بلا باقی ہے جس کو خدا تعالیٰ نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرے۔ مگر چونکہ اس الہام میں توبی کا لفظ توبہ کی شرط کو ظاہر کر رہا تھا اور اس شرط کو احمد بیگ کی موت کے بعد اس کے وارثوں نے پورا کر دیا اور وہ بہت ڈرے اور اپنے داماد کے لئے دعا اور رجوع میں لگ گئے اس لئے احمد بیگ کے داماد کی موت میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ہوگئی کیونکہ وہ خوف جو احمد بیگ کی موت نے ان کے دلوں میں بٹھا دیا وہی توبہ کا باعث ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ تجربہ انسان کے دل پر بڑا قوی اثر ڈالتا ہے اور اس کے دل کو خوف سے بھر دیتا ہے سو احمد بیگ کی موت کے بعد ان کا حال ایسا ہی ہوا۔

اسی طرح شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہیں دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا۔ اور وہ یہ تھا کہ **بکرٌ وثیّب**۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔ مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو الہام سنایا تھا اور احمد بیگ کے قصہ کا ابھی نام و نشان نہ تھا اور نہ ابھی اس دوسری شادی کا کچھ ذکر تھا۔ پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو **ثیّب** یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔

پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ

نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اِس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر۲ دے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔	
تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعة السنّه کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بِکر و ثیّب جس کے یہ معنے اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بِکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بِکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدّتِ عناد اور تعصب اِس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کر سکے لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر۲ دی جائے تو اِس صورت میں امید ہے کہ سچ بول دے۔	۱۰
تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کھتری ساکن قادیاں اور لالہ ملاوامل کھتری ساکن قادیاں اور جان محمد مرحوم ساکن قادیاں اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے	۱۱

﴿۵﴾

مجموعۂ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد اوّل

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

الناشر

الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

ہوئی۔ میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری معقول نہ ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔ پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیج دیئے۔ تو الہامی عبارت کے وہ معنے قبول نہ کرنا جو خود ملہم نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ وار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بےجا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔ اب ہم اصل اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں تا ان کو اطلاع ہو کہ ہم نے پیش از وقوع اپنی پیشگوئی کی نسبت کیا دعویٰ کیا تھا اور پھر وہ کیسا اپنے وقت پر پورا ہوا ؎

المشتہر

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۷؍ اگست ۱۸۸۷ء مؤلف

وکٹوریہ پریس لاہور کابلی دروازہ

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے دو صفحات پر ہے)

﴿۷﴾

بیہودہ گوئی اور حماقت ہے۔ اس مقدمہ کی یہ صورت تو نہیں ہے کہ پیشگوئی کے بعد لڑکا پیدا ہو گیا بلکہ وہ لڑکا جواب موجود ہے پیشگوئی کے وقت میں پندرہ[۱۵] یا چودہ[۱۴] برس کا تھا اور اب تیس[۳۰] یا انتیس[۲۹] برس کا ہوگا۔ پس جبکہ پیشگوئی کے زمانہ میں یہ لڑکا موجود تھا تو ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اس کے بعد نسل کا خاتمہ ہے اور یہی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے تفہیم ہوئی تھی۔ ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے مخالف کہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے یہی معنی کھولے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اس کے بعد سعد اللہ کی نسل نہیں چلے گی اور اسی پر سعد اللہ کی نسل کا خاتمہ ہو جائے گا تو پھر کس قدر ہٹ دھرمی ہے کہ یہ کہنا کہ سعد اللہ اپنی موت کے بعد لڑکا چھوڑ گیا۔

اے نادان! یہ لڑکا تو پیشگوئی کے وقت موجود تھا اور محاورات عرب کو بالاستقصاء دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اَبتر کے لفظ میں یہ شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص صاحب اولاد اس حالت میں مرے کہ جب اس کی زندگی میں اس کی اولاد فوت ہو جائے بلکہ نسل کی جڑھ کٹ جانا شرط ہے جیسا کہ بتر کے معنی لغت عرب میں یہ لکھے ہیں کہ البتر: استیصال الشیء قطعًا یعنی بتر کہتے ہیں کسی چیز کو جڑھ سے کاٹ دینے کو۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی آئندہ نسل کے لئے تھی۔ یعنی یہ کہ موجودہ لڑکے سے آئندہ نسل نہیں چلے گی جیسا کہ ہم آئندہ تصریح سے بیان کریں گے۔ پس جس شخص کی فطرت میں ایک ذرّہ عقل اور حیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کی نسبت یہ پیشگوئی کرنا کہ فلاں شخص منقطع النسل ہو جائے گا۔ اس پیشگوئی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی زندگی میں ہی وہ تمام نسل مر جائے کیونکہ اگر یہی شرط ہو تو پھر ایسی صورت میں ایسی قطع نسل کا کیا نام رکھنا چاہئے کہ ایک انسان ایک یا دو ولد چھوڑ کر مر جائے اور بعد اس کے کسی وقت وہ لڑکے بھی مر جائیں اور کچھ نسل باقی نہ رہے کیا عرب کے محاورات میں بجز ابتر کے لفظ کے ایسی صورت میں کوئی اور لفظ بھی موجود ہے اور کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ ایسا شخص منقطع النسل نہیں اور لفظ استیصال الشیء قطعًا اُس پر لازم نہیں آتا۔ پس ظاہر ہے کہ ایسا خیال حماقت اور دیوانگی ہے۔ اور زبان عرب میں اس قسم کے قطع نسل کے لئے

یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں اور اگر اُن کا یہی اعتقاد ہے تو تمام نبیوں کی نبوت سے اُن کو ہاتھ دھو بیٹھنا چاہئے کیونکہ کوئی نبی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ مثلاً حضرت مسیحؑ جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملے گا بجز اس کے ایسے دعویٰ کے کیا معنے تھے کہ کسی مجمل الہام پر بھروسہ کر کے اُن کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں بادشاہ بن جاؤں گا داؤد کی اولاد سے تو تھے ہی اور بگفتن شہزادہ۔ اِس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تخت اور بادشاہت کی بہت خواہش تھی اور اس طرف یہود بھی منتظر تھے کہ کوئی اُن میں سے پیدا ہو کہ تا اُن کی دوبارہ بادشاہت قائم کرے اور رُومیوں کی اطاعت سے اُن کو چھڑاوے۔

سو درحقیقت ایسا دعویٰ کہ داؤد کا تخت پھر قائم ہوگا یہودیوں کی عین مُراد تھی اور ابتدا میں اس بات سے خوش ہو کر بہت سے یہودی آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ مگر بعد اس کے کچھ ایسے اتفاق پیش آئے کہ یہودیوں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص اس بخت اور قسمت کا آدمی نہیں اس لئے ان سے علیحدہ ہو گئے اور بعض شریر آدمیوں نے گورنمنٹ رُومی کے گورنر کے پاس بھی یہ خبر پہنچادی کہ یہ شخص داؤد کے تخت کا دعویدار ہے۔ تب حضرت مسیح نے فی الفور پہلو بدل لیا اور فرمایا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے زمین کی نہیں۔ مگر یہودی اب تک اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آسمانی بادشاہت تھی تو آپ نے حواریوں کو یہ حکم کیوں دیا تھا کہ کپڑے بیچ کر ہتھیار خرید لو۔ پس اِس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح کے اجتہاد میں غلطی تھی اور ممکن ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہو جس کے بعد آپ نے رجوع کر لیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور مَیں نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے☆ مگر آپ اُن الہامات کو ردّ کر دیتے تھے اور خدا تعالیٰ مس شیطان سے آپ کو بچا لیتا تھا جیسا کہ اسلام کی حدیثوں میں آپ کی یہ صفات لکھی ہیں اور آپ ہمیشہ محفوظ رہے۔ کبھی آپ نے شیطان کی پیروی نہیں کی۔

☆ **نوٹ۔** جرمن کے تین پادریوں نے شیطان کے مکالمہ کے جس کا انجیل میں ذکر ہے یہی معنے کئے ہیں۔ منہ

مفتی محمد صادق صاحب و مولوی صدرالدین صاحب کے از رفقائے مولوی محمد علی ایک تبلیغی دورہ پر بھیجے گئے تھے۔ اس دورہ کے دوران میں مولوی شبلی صاحب نعمانی بانی ندوہ سے بھی ان کو ملاقات کا موقع ملا۔ بسلسلہ گفتگو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا بھی ذکر آیا۔ اور جناب مولوی شبلی صاحب کے سوال پر ان صاحبان نے جواب دیا کہ ہم مرزا صاحب کو لغوی معنوں میں نبی مانتے ہیں۔ گو یہ جواب درست تھا۔ کیونکہ لغوی معنے اور شرعی اصطلاح ایک ہی ہے۔ مگر چونکہ یہ جواب ایک رنگ اخفاء کا رکھتا تھا۔ اور اس طرف اشارہ ہوتا تھا کہ گویا خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی کے کچھ اور معنے ہیں۔ مجھے ناپسند ہوا اور مجھے خوف ہوا کہ یہ طریق جماعت میں عام نہ ہو جائے خصوصاً جبکہ مَیں نے دیکھا کہ اس سال چند دنیاوی تحریکوں (مثلاً مسلم یونیورسٹی) کی رو میں بہہ کر بعض احمدی اپنے مرکز سے ہٹ رہے ہیں۔ تو مَیں اس جواب سے اور بھی ڈرا۔ اور میں نے چاہا کہ سالانہ جلسہ کے موقع پر خاص طور پر اپنی جماعت کو توجہ دلاؤں۔ حضرت خلیفہ اول اس تقریر کے موقع پر موجود نہ تھے۔ مگر خواجہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب موجود تھے۔ ان لوگوں کی موجودگی میں تمام جماعت کے روبرو مَیں نے اس موضوع پر تقریر کی۔ اور میری یہ تقریر اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ مَیں ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتا رہا ہوں۔ چند فقرات اس تقریر کے جو ۱۹ر جنوری ۱۹۱۱ء کے پرچہ بدر میں شائع ہو چکی ہے میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ "وہی خدا ہے جس نے اپنے فضل سے تمہیں توفیق دی کہ تم ایک نبی کی اتباع کرو۔" (بدر جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۶ کالم ۳)

پھر احمدیوں اور غیر احمدیوں کے متعلق لکھا ہے:-

"سوداگروں کے درمیان بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ اگرچہ ایک جنس ہی ہے تو بھی وہ کہتا ہے نہیں جی ہمارا غلہ خاص قسم کا ہے اور تم تو دونوں فریقوں میں بیّن فرق دیکھتے ہو اور پھر تم میں سے بعض ہیں جو کہہ دیتے ہیں کچھ فرق نہیں۔ کیا یہ فرق نہیں کہ تم ایک نبی کے متبع ہو اور دوسری قوم ایک نبی کی مکذّب ہے۔"★

یہ بھی یاد رکھو کہ مرزا صاحبؑ نبی ہیں اور بحیثیت رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کے آپؐ کی اتباع سے آپؑ کو نبوت کا درجہ ملا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اور کتنے لوگ یہی درجہ پائیں گے۔ ہم انہیں کیوں نبی نہ کہیں جب خدا نے انہیں نبی کہا ہے۔ چنانچہ آخری عمر کا الہام ہے کہ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ "جو مسیح موعودؑ کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا سمجھتا ہے وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہے کیونکہ خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا۔"

(بدر ۱۹ر جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۷)

★ بدر ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۶ ؎ تذکرہ صفحہ ۷۴۶ ایڈیشن چہارم

مَذہبی اِنسائیکلوپیڈیا

یعنی

مکمّل تبلیغی

پاکٹ بُک

مُرتّبہ

جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم

بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ گجرات

"بسترِ عیش"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ہرگز محمدی بیگم والی پیشگوئی کے متعلق نہیں ہے، بلکہ جیسا کہ اس کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے:۔

۱۔ یہ الہام حضرت مسیح موعودؑ ہی کے متعلق نہیں بلکہ آپ کی مقدس جماعت بھی اس الہام میں مخاطب ہے:۔

۲۔ یہ الہام اس دنیوی زندگی کے متعلق نہیں بلکہ آخرت کے متعلق ہے۔ چنانچہ یہ الہام مکمل طور پر یوں ہے:۔

"۵ دسمبر ۱۹۰۲ء۔ بَلَاءٌ وَ اَنْوَارٌ۔ بسترِ عیش۔ خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود۔ فَبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ (پس مومنوں کے لیے بشارت ہے)۔"

(البدر جلد ۳ صفحہ ۲ کالم ۳ و البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۹۸)

فارسی الہام صاف طور پر بتا رہا ہے کہ یہ "عاقبت" کے متعلق ہے۔ عربی الہام بتا رہا ہے کہ اس میں جماعتِ احمدیہ بھی مخاطب ہے۔

۳۔ لفظ "عیش" بھی ہمارا مؤید ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ کہ حقیقی زندگی (عیش) آخرت ہی کی ہے۔

۴۔ قرآن مجید میں اہلِ جنت کے متعلق ہے مُتَّکِئِیْنَ عَلٰی فُرُشٍۢ بَطَآئِنُھَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ (الرحمٰن: ۵۵) کہ تکیہ لگاتے ہونگے بستروں پر جن کے استر گاڑھے ریشم کے ہونگے۔

۵۔ اَلْفِرَاشُ مَا یُفْرَشُ وَیُنَامُ عَلَیْہِ (المنجد صفحہ ۶۳۰) وہ جو بچھایا جائے اور اس پر سویا جائے گویا جنت کی عیش (زندگی) میں ہر مومن کا "بستر" ہوگا۔ پس الہام "بسترِ عیش" میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ

(یعنی کنواری اور بیوہ)

جواب:۔ یہ الہام جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ہے حضرت ام المومنینؓ کے نکاح کے متعلق تھا (دیکھو نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۱۴۶) جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ حضرتؓ کے گھر میں کنواری ہونگی جب آئیں گی۔ مگر بیوہ رہ جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (بتایا یہ گیا تھا کہ حضرت کی وفات کے بعد بھی زندہ رہیں گی اور حضورؑ کی زندگی میں فوت نہ ہوں گی) محمدی بیگم کی یہ پیشگوئی چونکہ عدم توبہ اور اس کے نتیجہ میں ہلاکت سلطان محمد سے مشروط تھی، اس لئے اس کے عدم تحقق کے باعث یہ الہام بجائے اس رنگ میں پورا ہونے کے دوسرے رنگ میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا پورا ہوگیا۔

9 ناموں والا

لڑکا

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

یہ خیال گذرتا ہے۔ واللّٰہ اعلم کہ کوئی شخص زنانہ طور پر مکر کرے۔ یعنی مردِ میدان بن کر کارروائی نہ کرے بلکہ چھپ کر عورتوں کی طرح کوئی نقصان پہنچانا چاہے جس کا نتیجہ آخر بریّت ہو۔ مگر یہ صرف اجتہادی رائے ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کے کیا معنے ہیں۔ ایک مَردوں کی چال ہوتی ہے اور ایک زنانہ چال ہوتی ہے جو گمنام ہوکر کوئی بدی کرتا ہے یا عورت کی طرح چھپ کر کوئی حملہ کرتا ہے۔ اور آخری فقرے کے یہ معنے ہیں کہ فرعون کے شر سے ہم نے بنی اسرائیل کو بچا لیا۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۸ مورخہ ۲۳؍ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۷ مورخہ ۲۴؍ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۹؍ فروری ۱۹۰۶ء "دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے۔ تب خواب سے حالتِ الہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا:۔

"بشیر الدّولہ"

فرمایا: کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ بشیر الدّولہ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہوگا جس کا پیدا ہونا موجبِ خوشحالی اور دولتمندی ہو جائے۔ اور یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبالمند اور صاحبِ دولت ہو

بقیہ حاشیہ:۔

نے قاضی صاحبؓ کو بعض امورِ تحقیق طلب کے متعلق تفصیلات دریافت کرنے کے لئے لکھا۔ انہوں نے بعد تحقیق مفصّل خط بھیج دیا جس میں چراغدین کی بیوی کے متعلق بھی الفاظِ ذیل لکھ دیئے۔ "اس کی عورت پر لوگ یاری آشنائی کے الزام لگاتے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ اس کی زندگی میں ہی خراب ہو۔" یہ خط بدر ۱۹؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ میں شائع ہوگیا۔ اِس خط کے شائع ہونے پر معاندین نے قاضی صاحبؓ کے خلاف بھی ہتکِ عزّت کا مقدمہ کھڑا کرنا چاہا اور پیروی مقدمہ کے لئے ایک بڑی کمیٹی مقرر ہوئی۔ اس پر قاضی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خدمت میں تفصیل دیتے ہوئے دعا کے لئے لکھا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ ۱۹؍ فروری کا الہام "عورت کی چال۔ ایلی ایلی لما سبقتانی" شاید یہی چال نہ ہو۔ حضور اقدسؑ نے اس خط پر اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا:

"اِس خط کو بہت محفوظ رکھا جائے اور اس کا جواب لکھ دیا جاوے کہ اب صبر سے خدا تعالیٰ پر توکّل کریں۔ دعا کی جائے گی۔"

(پھر) اس مقدمہ کے متعلق یوں ہوُا کہ عین اس تاریخ کو جس دن دعویٰ ہونا تھا اور سب تیاری ہر طرح سے مکمل ہوچکی تھی اس دن علی الصبح پتہ لگا کہ وہ عورت اپنے آشنا کے ساتھ غائب ہوگئی اور اس طرح ان مخالفوں کی ساری کارستانی پر پانی پھر گیا اور میرے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی قبولیتِ دعا اور حضورؑ کی توجّہ کی برکت کا ایک روشن نشان ظاہر ہوُا۔ تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے اصحابِ احمد جلد ۶ صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۶۔

ۓ (ترجمہ از مرتّب) اے خدا! اے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ بریّت اور یاد کرو جب مَیں نے بنی اسرائیل سے (دشمن کو) باز رکھا۔

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

میرے ہاتھ میں آگیا اور اُس نے اپنے تئیں میرے حوالہ کر دیا اور مَیں نے کہا کہ یہ ہمارا آسمانی رزق ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر آسمان سے رزق اُترا کرتا تھا۔"

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۵؍جون ۱۹۰۶ء مکتوباتِ احمدیہ جلد ہفتم حصہ اوّل صفحہ ۴۰ مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ قادیان)

۵؍جون ۱۹۰۶ء

(۱) "مَاۤ اُرْسِلَ نَبِیٌّ اِلَّاۤ اَخْزٰی بِہِ اللّٰہُ قَوْمًا لَّا یُؤْمِنُوْنَ۔[1]

(۲) یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ۔

(۳) خدا[2] کی فیلنگ☆ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷؍جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰؍جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۷؍جون ۱۹۰۶ء

"بذریعہ الہامِ الٰہی معلوم ہُوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں، یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے دو نام ہوں گے۔

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالَم کباب

یہ ہر دو نام بذریعہ الہامِ الٰہی معلوم ہوئے اور اِن کی تعبیر اور تفہیم یہ ہے :-

(۱) بشیر الدولہ سے یہ مُراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہوگا اُس کے پیدا ہونے کے بعد (یا اس کے ہوش سنبھالنے کے بعد) زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی اور گروہِ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا اور عظیم الشّان فتح ظہور میں آئے گی۔

---

[1] (ترجمہ) (۱) کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اس کی وجہ سے ایک قوم کو رُسوا کیا جو ایمان نہیں لاتے تھے۔ (۲) خدا اپنے بندوں سے جس کو چاہتا ہے نبوّت کی رُوح اس پر ڈالتا ہے۔

[2] "اِس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشّان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اِس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمّتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتَم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اِسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوّتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶، ۹۷ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹، ۱۰۰)

☆ FEELING

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

(۲) عالَم کباب سے یہ مُراد ہے کہ اُس کے پیدا ہونے کے بعد چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی بُرائی بھلائی شناخت کرے دُنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی۔ گویا دُنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اِس وجہ سے اس لڑکے کا نام عالَم کباب رکھا گیا۔ غرض وہ لڑکا اِس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی ترقّی کے لئے ایک نشان ہوگا بشیر الدولہ کہلائے گا اور اِس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا عالَم کباب کے نام سے موسُوم ہوگا۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ ا رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۷ رجون ۱۹۰۶ء ”اِس کے بعد معلوم ہُوا کہ اس لڑکے کے دو نام اَور ہیں (۱) ایک شادی خان کیونکہ وہ اس جماعت کے لئے شادی کا موجب ہوگا (۲) دوسرے کلمۃ اللّٰہ خان کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو ابتدا سے مقرر تھا اس زمانہ میں پُورا ہو جائے گا اور ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیشگوئی پُوری ہو اور گذشتہ الہام اے[1] وارڈ اینڈ ٹو گرل اِسی پیشگوئی کو بیان کرتا ہے جس کے معنے ہیں ایک کلمہ اور دو لڑکیاں۔ کیونکہ میاں منظور محمد کی دو لڑکیاں ہیں اور جب کلمۃ اللّٰہ پیدا ہوگا تب یہ بات پُوری ہو جائے گی ایک کلمہ اور دو لڑکیاں۔“ (بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۴ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ حاشیہ)

۷ رجون ۱۹۰۶ء ”(۱) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَکَ الْکُلِّیَّۃَ[2] (۲) اِنِّیْ اَنَرْتُکَ وَاخْتَرْتُکَ (۳) وَاِنَّہٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْکَ (۴) دو نشان ظاہر ہوں گے[3] (۵) اللّٰہ تعالیٰ اُس کو سلامت رکھنا نہیں چاہتا۔ (یہ کسی طرف اشارہ ہے)۔ (۶) اِنَّا اٰخِذُنَاہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ[4] (۷) خدا تمہیں

---

[1] بدر ۲ر فروری ۱۹۰۶ء اور الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۶ء میں یہ الہام ”اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز“ (A word and two girls) اور اس کا اردو ترجمہ ”ایک کلام اور دو لڑکیاں“ درج ہے۔ (دیکھئے تذکرہ صفحہ ۵۰۵)

[2] (ترجمہ از مرتب) (۱) اے میرے رب مجھے اپنے وہ انوار دکھا جو محیطِ کُل ہوں (۲) مَیں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا (۳) اور آسمان سے ایک ایسا امر اُترنے والا ہے جو تجھے خوش کر دے گا۔

[3] (نوٹ از مرتب) اس میں سعد اللہ لدھیانوی اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”ممالک مشرقیہ میں تو سعد اللہ لدھیانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی نمونیا پلیگ سے مَر گیا۔ یہ تو پہلا نشان تھا اور دوسرا نشان اس سے بہت ہی بڑا ہوگا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ سو وہ ڈوئی کی موت ہے جو ممالک مغربیہ میں ظہور میں آئی ..... اِس سے خدا تعالیٰ کا وہ الہام پُورا ہُوا کہ مَیں دو نشان دکھاؤں گا۔“

(تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۷۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۰)

[4] (ترجمہ از مرتب) ہم اُسے دردناک عذاب کے ساتھ پکڑیں گے۔

۱۹؍جون ۱۹۰۶ء ”میاں منظور محمد صاحب کے اُس بیٹے کے نام جو بطور نشان ہوگا بذریعہ الہام الٰہی مفصلۂ ذیل معلوم ہوئے :۔
(۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خاں (۳) وارڈ[1] (۴) بشیر الدولہ (۵) شادی خاں (۶) عالم کباب (۷) ناصر الدین (۸) فاتح الدین (۹)[2] ھٰذَا یَوْمٌ مُّبَارَکٌ ۔“
(بدر جلد ۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۱؍جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

جولائی ۱۹۰۶ء ”(۱)[3] اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (۲) اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً“۔
(بدر جلد ۲ نمبر ۲۶-۲۸ مورخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۸؍جولائی ۱۹۰۶ء ”میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی بیماری سے سخت گھبراہٹ اور اضطراب میں تھا۔ ایک رات تو شام سے صبح تک تڑپ تڑپ کر اُس نے بسر کی اور ایک دم نیند نہ آئی اور دوسری رات میں اُس سے سخت تر آثار ظاہر ہوئے اور بیہوشی میں اپنی بوٹیاں توڑتا تھا اور ہذیان کرتا تھا اور ایک سخت خارش بدن میں تھی۔ اس وقت میرا دل دردمند ہوا اور الہام ہوا :۔
اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[4]
تب معاً دعا کے بعد مجھے کشفی حالت میں معلوم ہوا کہ اس کے بستر پر چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور پڑے ہیں اور وہ اُس کو کاٹ رہے ہیں اور ایک شخص اُٹھا اور اُس نے تمام وہ جانور اکٹھے کرکے ایک چادر میں باندھ دیئے اور کہا اِس کو باہر پھینک آؤ اور پھر وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نہیں جانتا کہ پہلے وہ کشفی حالت دُور ہوئی یا پہلے مرض دُور ہوگئی اور لڑکا فجر تک آرام سے سویا رہا۔“
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۷، ۸۸ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۰، ۹۱ حاشیہ)[5]

---

[1] Word (کلمہ)
[2] (ترجمہ از مرتّب) یہ مبارک دن ہے۔
[3] (ترجمہ) (۱) مجھ سے دعا مانگ مَیں قبول کروں گا (۲) مَیں فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤں گا۔ (بدر و الحکم)
[4] (ترجمہ از مرتّب) میرے حضور دعا کرو مَیں تمہاری دعا قبول کروں گا۔
[5] بدر جلد ۲ نمبر ۲۶-۲۸ مورخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ پر یہ الہام ۸؍جون ۱۹۰۶ء کا لکھا گیا ہے جو درست نہیں۔ صحیح تاریخ ۸؍جولائی ۱۹۰۶ء ہے جو حقیقۃ الوحی میں درج ہے۔ (مرتّب)

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

(ٹائٹل پیج بار اوّل)

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (سورۃ صافات)

وَكَفَانِيْ مِمَّا أُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ

قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك وما نتنزل الا بامر ربك ما ارسل نبی الا اخزی به الله قوما لا يؤمنون ۔ ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون ۔ وبشر الذين امنوا ان لهم الفتح ۔ والله متم نوره ولو كره الكافرون ۔ كتب الله لاغلبن انا ورسلی لا تخف انه لا يخاف لدی المرسلون ۔

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے فضل اور کرم اور خاص اُسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہوکر

مطبع میگزین قادیان میں باھتمام مینیجر مطبع کے چھپی

تاریخ اشاعت ۱۵ رمئی ۱۹۰۷ء

تعداد ایک ہزار جلد

تتبعها الرّادفة ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اس کے بعد ایک اور زلزلہ آئے گا۔ بہار جب دوبارہ آئے گی تو پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ربّ اخّر وقت

پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اسوقت اطمینان کے دن آجائینگے اور اسوقت تک خدا کئی نشان ظاہر کریگا اے خدا بزرگ زلزلہ کے ظہور

ھٰذا. اخّرہ اللّٰہ الی وقت مسمّٰی۔☆ تریٰ نصرًا عجیبا ۔

میں کسی قدر تاخیر کردے۔ خدا نمونہ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر کردیگا۔ تب تُو ایک عجیب مدد دیکھے گا

بقیہ حاشیہ

جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکہ کی زمین بول اٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اُس کی آہ وزاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے اُسکو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں پس یہ نور ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دُور اور مہجور ہوگئی مگر اسلام میں چشمہ توحید جاری رہا یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ[1] یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کردیگا جو

☆ پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنیوالا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کیلئے ایک نشان ہوگا اسلئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کیلئے بشارت دیگا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کرینگے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کیلئے اور نام بھی ہونگے۔ مگر بعد اسکے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ربّ اخّر وقت ھٰذا. اخّرہ اللّٰہ الٰی وقت مسمّٰی یعنی خدا نے دعا قبول کرکے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار۴ ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہوچکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷؍جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار۴ ماہ پہلے شائع ہوچکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رُکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کرکے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دیدی کہ اس میں بموجب وعدہ اخّرہ اللّٰہ الٰی وقت مسمّٰی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہوجاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامنگیر ہوتا کہ شائد وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہوکر معیّن ہوگئی۔ منہ

[1] الشعراء: ۴

وانّی لغالب وسیظہر شوکتی کلٌّ ہالکٌ الّا من قعد فی سفینتی (المکرم مسیح موعود)

(ترجمہ) خدا میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائیگی اور ہر ایک ہلاک ہوگا مگر وہی جو میری کشتی میں بیٹھ گیا

کتاب

البشریٰ جلد دوم

یعنی

سیدنا و مرشدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود حجۃ اللہ فی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء جناب حضرت

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین کے

جملہ الہامات

جو حضور مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر منجانب اللہ از یوم البعث تا یوم الوصال نازل ہوئے بقید

تاریخ و ترتیب نزول حضور پرنور کی جملہ کتابوں و اشتہاروں و دیگر ذرائع

سے

خاکسار خادم المسیح ابو الفضل محمد منظور الٰہی احمدی جنجوعہ خلف جناب میاں محمد خان صاحب مرحوم مغفور ساکنہ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

نے

بعہد خلیفۃ المومنین صدیق ثانی علامہ دوران حامی دین متین عاشق قرآن کریم سیدنا و مولانا حاجی

الحرمین الشریفین حضرت حکیم مولانا مولوی **نورالدین** صاحب بھیروی ثم القادیانی

بماہ صفر ۱۳۳۲ ہجری المقدس مطابق ماہ جنوری ۱۹۱۴ء و ماہ بشیر ۲۶ احمدی میں جمع و مرتب کرکے

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں حافظ مظفر الدین صاحب کے اہتمام سے چھپوا کر شائع کیا

نے فرمایا یہ الہام اسی کے متعلق معلوم ہوتا ہے (بدر جلد ۲ نمبر ۲۲ صلا)

(۴۴) ۳۰ مئی ۱۹۰۶ء (۱) خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ انپر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تونے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا (۲) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں (۳) رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّ کَاذِبٍ (ترجمہ) اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق دکھلا (۴) اَنْتَ تَرٰی کُلَّ مُصْلِحٍ وَّ صَادِقٍ (ترجمہ) تو ہر ایک اصلاح کرنیوالے اور سچے کو دیکھتا ہے (بدر جلد ۲ نمبر ۲۲ صلا)

(۴۵) ۵ جون ۱۹۰۶ء (۱) مَا اُرْسِلَ نَبِیٌّ اِلَّا اَخْزَی بِہِ اللّٰہُ قَوْمًا لَا یُؤْمِنُوْنَ (ترجمہ) کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اسکی وجہ سے ایک قوم کو رسوا کیا جو ایمان نہیں لاتے تھے۔ (۲) یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ (ترجمہ) خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کی روح اس پر ڈالتا ہے (۳) خدا کی فیلنگ Feeling اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا (بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ صلا)

(۴۶) ۷ یا ۱۹ جون ۱۹۰۶ء (۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب (۳) شادی خان (۴) کلمۃ اللہ خان (نوٹ از حضرت مسیح موعود) بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے یہ نام ہونگے۔ یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔ (نوٹ از مؤلف) اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی گو حضرت اقدس نے اسکا وقوع محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا مگر چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے اسلئے اب تخصیص نام نہ رہی۔ بہر صورت یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے۔ (۵) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَکَ الْکُلِّیَّۃَ (ترجمہ) اے میرے رب مجھے اپنے تمام انوار دکھا (۶) اِنِّیْ اَنَرْتُکَ وَاخْتَرْتُکَ (ترجمہ) میں نے تجھے روشن کیا اور برگزیدہ کیا (۷) وَاِنَّہٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْکَ (ترجمہ) اور آسمان سے ایک ایسا امر اترنے والا ہے جو تجھے خوش کردیگا (۸) دو نشان ظاہر ہونگے (۹) اللہ تعالیٰ اسکو سلامت رکھنا نہیں چاہتا (کسی کی طرف اشارہ ہے) (۱۰) اِنَّا اٰخِذُوْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (ترجمہ) ہم دردناک عذاب کے ساتھ اسکو پکڑینگے (۱۱) خدا تمہیں سلامت رکھے (۱۲) یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْہِمْ مِّنَ السَّمَآءِ (ترجمہ) وہ لوگ تیری مدد کرینگے جنکو ہم آسمان سے وحی کرینگے (۱۳) یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (ترجمہ) ہر ایک دوری کی راہ سے آئینگے۔ ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائینگے (۱۴) سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ (ترجمہ)

مولانا ثناء اللہ
کا قادیان آنا

افسوس کہ سادہ لوح **حجرہ نشین مولویوں** کی نظر محدود ہے ان کو معلوم نہیں کہ پہلی کتابوں میں اسی ساعت کا وعدہ تھا جو طیطوس کے وقت یہودیوں پر وارد ہوئی اور قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ عیسیٰ کی زبان پر اُن پر لعنت پڑی اور عذاب عظیم کے واقعہ کو **ساعۃ** کے لفظ سے بیان کرنا نہ صرف قرآن شریف کا محاورہ ہے بلکہ یہی محاورہ پہلی آسمانی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور بکثرت پایا جاتا ہے۔ پس نہ معلوم ان سادہ لوح مولویوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ **ساعۃ** کا لفظ ہمیشہ قیامت پر ہی بولا جاتا ہے۔ افسوس یہ لوگ حیوانات کی طرح ہوگئے۔ قدم قدم پر اپنی غلطیوں سے ذلّت اُٹھاتے ہیں پھر غلطیوں کو نہیں چھوڑتے کیا غلطیوں کی کوئی حد بھی ہے۔ قرآن کے منشا کو ہرگز یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ آسمان پر تو حضرت عیسیٰ کو مع جسم چڑھا دیا مگر جو الزام یہودیوں کا تھا اُس کا کچھ جواب نہ دیا۔ خدا جو فرماتا ہے کہ یہود کہتے تھے اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ [1] اور جواب دیتا ہے کہ نہیں بلکہ ہم نے اُس کو اُٹھا لیا یہ کس بات کا ردّ ہے کیا صرف قتل کا۔

سو سنو کہ یہودیوں کا بار بار یہ شور مچانا کہ ہم نے عیسیٰ کو صلیب کے ذریعہ سے مار دیا۔ اُن کا اِس سے یہ مطلب تھا کہ وہ ملعون ہے اور اُس کی رُوح موسیٰ اور آدم کی طرح خدا کی طرف نہیں اُٹھائی گئی۔ پس خدا کا جواب یہ چاہئے تھا کہ نہیں درحقیقت اُس کی رُوح کا رفع ہوا۔ جسم کا آسمان پر اُٹھانا یا نہ اُٹھانا متنازعہ فیہ امر نہ تھا۔ پس نعوذ باللہ خدا کی یہ خوب سمجھ ہے کہ انکار تو رُوح کے رفع سے ہے جو خدا کی طرف ہوتا ہے۔ مگر خدا اِس اعتراض کا یہ جواب دیتا ہے کہ مَیں نے عیسیٰ کو زندہ بجسم عنصری دوسرے آسمان پر بٹھا دیا۔ خوب جواب ہے اور ابھی مرنا اور قبض رُوح ہونا باقی ہے۔ خدا جانے بعد اِس کے رفع رُوحانی ہو یا نہ ہو۔ جو اصل جھگڑے کی بات ہے۔

«۲۳»

ایسا ہی یہ لوگ عقل کے پورے میری بعض پیشگوئیوں کا جھوٹا نکلنا اپنے ہی دِل سے فرض کر کے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ جب بعض پیشگوئیاں جھوٹی ہیں یا اجتہادی غلطی ہے تو پھر مسیحیت کے دعویٰ کا کیا اعتبار شاید وہ بھی غلط ہو۔ اِس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور مولوی ثناء اللہ نے موضع مُدّ میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اس لئے ہم اُن کو

۱؎ النساء : ۱۵۸

مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اِس تحقیق کے لئے قادیان میں آویں اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں اور ہم قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کی رُو سے جھوٹی ثابت ہو ایک ایک سَو روپیہ اُن کی نذر کریں گے۔ ورنہ ایک خاص تمغہ لعنت کا اُن کے گلے میں رہے گا۔ اور ہم آمد و رفت کا خرچ بھی دیں گے۔ اور کُل پیشگوئیوں کی پڑتال کرنی ہوگی تا آئندہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہ جاوے۔ اور اسی شرط سے روپیہ ملے گا اور ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔

یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو ۱۵۰ پیشگوئی مَیں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور دربدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر مَیں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب اُن کی نذر ہوگا جس حالت میں دو دو آنہ کے لئے وہ دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مُردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا اُن کے لئے ایک بہشت ہے لیکن اگر میرے اِس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کے لئے بپابندی شرائط مذکورہ جس میں بشرط ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں۔ قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اُس لاف و گزاف پر جو اُنہوں نے موضع مُدّ میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ [1] مگر اُنہوں نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی کیا یہی ایمانداری ہے۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گزرتی ہے۔

اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اُٹھ جاتا ہے اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اُس نبی یا رسول یا محدّث نے اپنے دعویٰ میں بھی دھوکا کھایا ہو۔

۱؎ بنی اسرائیل : ۳۷

مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُن کے رفیقوں کو ناحق کے افتراؤں کی حاجت نہیں رہے گی اور مفت میں اُن کی فتح ہو جائے گی ورنہ اُن کا حق نہیں ہوگا کہ پھر کبھی مجھے جھوٹا کہیں یا میرے نشانوں کی تکذیب کریں۔ دیکھو مَیں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر مَیں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مَیں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور اُن کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اُردو مضمون کا ردّ لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ اُن کی قلموں کو توڑ دے گا اور اُن کے دِلوں کو غبی کر دے گا۔ اور مولوی ثناء اللہ کو اس بدگمانی کی طرف راہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ قصیدہ پہلے سے بنا رکھا تھا کیونکہ وہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھے کہ مباحثہ مُد کا اِس میں ذکر ہے۔ پس اگر مَیں نے پہلے بنایا تھا تب تو اُنہیں ماننا چاہئے کہ مَیں عالم الغیب ہوں۔ بہرصورت یہ بھی ایک نشان ہوا اِس لئے اب ان کو کسی طرف فرار کی راہ نہیں اور آج وہ الہام پورا ہوا جو خدا نے فرمایا تھا۔

''قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے''

اور واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے (۱) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا اُن کے لئے موت ہوگی (۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے (۳) اور سب سے پہلے اس اُردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر اُن کی رُوسیاہی ثابت ہو جائے گی۔

﴿۳۸﴾ اور چونکہ ان دنوں میں مولوی محمد حسین نے سائیں مہر علی گولڑی کی علمیت کی اپنے اشاعة السنّة میں بہت ہی تعریف کی ہے اور علی حائری صاحب شیعہ اپنی تعریف میں پھول رہے ہیں اس لئے مَیں اُن کو بھی اِس مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ گالیاں دینے اور ٹھٹھا کرنے میں ان لوگوں کی زبان چالاک ہے لیکن اب مَیں دیکھوں گا کہ خدا سے ان کو کس قدر مدد مل سکتی ہے۔ مَیں نے ان لوگوں کی نسبت بھی اس قصیدہ میں کچھ لکھا ہے تا ان کی غیرت کو حرکت دوں یہ ایک آخری فیصلہ ہے **شیعہ حسین** سے مدد لیں اور **گولڑی** صاحب کسی اپنے

دسویں پیشگوئی خاکسار (راقم) کے متعلق

مرزا صاحب رسالہ اعجاز احمدی کے ص ۱۱، ۲۳ پر خاکسار کو ان الفاظ میں دعوت دیتے ہیں:

"اگر یہ (مولوی ثناء اللہ) سچے ہیں تو قادیاں میں آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ا۔ ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا اور آمدورفت کا کرایہ علیحدہ۔ (اعجاز احمدی ص ۱۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷، ۱۱۸) مولوی ثناء اللہ نے موضع مد میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اس لئے ہم ان کو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیاں میں آئیں۔ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشگوئی میں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ لے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں ۲۔ سے لوں گا۔ تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا۔ وہ سب ان کی نذر ہو گا۔" (اعجاز احمدی ص ۲۳ خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲)

مولانا ثناء اللہ کا قادیان پہنچ کر پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

خاکسار آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی ص ۱۱ (خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷، ۱۱۸) و ص ۲۳ خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) قادیان میں اس وقت حاضر ہے۔ جناب کی دعوت کے قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا۔ ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا میں اللہ جلشانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں چونکہ آپ (بقول خود) ایک ایسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لئے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لئے خصوصاً ہے اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری تفہیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں گے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشیں گے کہ میں مجمع میں آپ کی پیشگوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں میں مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اسی عہدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع دیں۔ راقم ابو الوفا ثناء اللہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء وقت سوا تین بجے دن

(بحوالہ: الہامات مرزا، دسویں پیشگوئی)

دوسرا ثبوت نشانات ہیں جن سے بہت صفائی سے استنباط ہوتا ہے وہی ثبوت ہمارے ساتھ بھی ہیں اور جس قاعدہ سے خدا تعالیٰ نے یہ نشانات دکھلائے ہیں اگر اسی طرح شمار کریں تو یہ بیس لاکھ سے بھی زیادہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کی تحت میں آکر ہر ایک شخص جو ہمارے پاس آتا ہے ہر ایک ہدیہ اور نذر جو پیش ہوتی ہے ایک ایک نشان الگ الگ ہے مگر ہم نے صرف ایک سو پچاس نشان نزول المسیح میں درج کئے ہیں جن کے ہزارہا گواہ موجود ہیں۔ پھر دیکھو یہ کس وقت کی خبر ہے۔ قرآن کے نصوص ' حدیث کی اخبار اور مکاشفات اور رؤیاء وغیرہ سب ہماری تائید میں ہیں۔ پھر اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کے نشانات۔ پھر زمانہ کی موجودہ ضرورت 'یہ سب ثبوت پیش کرنے کے قابل ہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ لوگوں کو غلطیوں سے نکالے اور تقویٰ پر قائم کرے۔ خدا تعالیٰ جس کو چاہے گا بلاتا جاوے گا۔ یہ اس کی طرف سے ایک دعوت ہے جو بلایا جاتا ہے۔ اسے فرشتے کھینچ کھینچ کر لے آتے ہیں[1]

۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء

مولوی ثناء اللہ صاحب کا قادیان آنا

عصر کے وقت خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر ہوئی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری قادیان آئے ہوئے ہیں مگر آپ نے اس کے متعلق صرف یہی فرمایا کہ ہزاروں لوگ راہرو آتے ہیں ہمیں اس سے کیا؟

مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے جب حضرت اقدس دولت سرا کو تشریف لے چلے تو ایک شخص نے ہاتھ میں قلم دوات لئے ہوئے حضرت اقدس کی خدمت میں کچھ کاغذات پیش کئے۔ اس قلم دوات سے اس کی یہ غرض تھی کہ حضرت سے رقعہ کی رسید لے مگر حضرت نے توجہ نہ کی اور اس کے وہ کاغذات لے کر تشریف لے گئے اور جب عشاء کی نماز کے واسطے تشریف لائے تو فرمایا کہ

ایک ہی مضمون کے دو رقعے مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے پہنچے ہیں۔ نہ معلوم دو رقعوں

[1] البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۲۶ تا ۲۹ مورخہ ۱۳؍فروری ۱۹۰۳ء

کی کیا غرض تھی۔

اس وقت یہ عقدہ حل ہوا کہ غالباً دوسرا رقعہ دستخط یعنی رسید رقعہ لینے کی غرض سے تھا۔ مگر قاصد کو رسید مانگنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ رقعہ اس وقت سید سرور شاہ صاحب کے حوالہ کیا گیا۔ کہ وہ اسے پڑھ کر اہل مجلس کو سنا دیویں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا :۔

ہم تیار ہیں وہ ہفتہ عشرہ آرام سے سب باتیں سنے اور اگر اس کا منشاء مباحثہ کا ہو تو یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ اب مدت ہوئی کہ ہم مباحثات کو بند کر چکے ہیں۔ اگر اس کو طلب حق کی ضرورت ہے تو وہ رفق اور آہستگی سے اپنی غلطی دور کروائے۔ طالب حق کے لئے ہمارا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ہاں جو شخص ایک منبٔ رہ کر چلا جانا چاہتا ہے اور اسے فتح اور شکست اور ہار اور جیت کا خیال ہے وہ مستفید نہیں ہو سکتا۔ بجز ایسے شخص کے جو نیک نیت بن کر آوے ہم تو دوسرے کے ساتھ کلام کرنا بھی تضیع اوقات خیال کرتے ہیں۔ ہمیں تعجب ہے کہ وہ کیوں کمہار کے ہاں جا کر اترے۔ چاہیے تھا کہ مستفیدوں کی طرح آتا اور ہمارے مہمان خانہ میں اترتا۔

پھر فرمایا۔ ہم اس رقعہ کا صبح کو جواب دیں گے۔

اس کے بعد حضرت اقدس نماز سے فارغ ہو کر تشریف لے چلے تو ثناء اللہ صاحب کے قاصد نے آواز دی کہ حضرت جی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے رقعہ کا کیا جواب ہے حضرت نے فرمایا کہ صبح کو دیا جائے گا۔

قاصد نے کہا کہ میں آکر جواب لے جاؤں یا آپ بذریعہ ڈاک روانہ کریں گے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ خواہ تم آکر لے جاؤ خواہ ثناء اللہ آکر لے جاوے۔ پھر آپ نے قاصد کا نام پوچھا۔ اس نے کہا محمد صدیق[1]

۱۱؍جنوری ۱۹۰۳ء بروز یکشنبہ

مولوی ثناء اللہ کے رقعہ کا جواب

فجر کی نماز کو جب حضرت اقدس تشریف لائے تو قبل از نماز آپ نے وہ رقعہ جو مولوی

[1] البدر جلد اول نمبر ۱۲ مورخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۰۳ء

ثناء اللہ صاحب کے رقعہ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ احباب کو سنایا۔ وہ رقعہ یہ تھا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ   نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّىۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ واید
بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔

آپ کا رقعہ پہنچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو۔ کہ اپنے شکوک و شبہات پیشگوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعویٰ سے تعلق رکھتے ہوں، رفع کروایں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی اور اگرچہ میں کئی سال ہوئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کرچکا ہوں۔ کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہ کروں گا کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ نہیں ہوا مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کے لئے تیار رہوں۔ اگرچہ آپ نے اس رقعہ میں دعویٰ تو کردیا ہے کہ طالب حق ہوں مگر مجھے تأمل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ایک بات کو کشاں کشاں بے ہودہ اور مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کرچکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا۔ سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کے لئے اول یہ اقرار کریں کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہیں جائیں گے۔ اور وہی اعتراض کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسیٰؑ پر یا حضرت موسیٰؑ پر یا حضرت یونسؑ پر عائد نہ ہوتا ہو اور حدیث اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں پر زد نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے مجاز نہ ہوں گے۔ صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دے دیں گے کہ میرا یہ اعتراض ہے۔ پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جائے گا۔ اعتراض کے لئے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں۔ تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی آپ اعتراض پیش کریں گے کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے۔ چوروں کی طرح آگئے۔ اور ہم ان دنوں بباعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹہ سے زیادہ صرف نہیں کرسکتے۔ یاد رہے کہ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ واعظ کی طرح ہم سے گفتگو شروع کردیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا۔ جیسے صم بکم۔ یہ اس لئے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جاوے۔ اور صرف ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں۔ میں تین گھنٹہ تک اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جاوے گا۔ کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو۔ آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اس کو سنا دیں ہم خود

پڑھ لیں گے۔ مگر چاہیے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرز میں آپ کا کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شبہات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے۔ میں باواز بلند لوگوں کو سنادوں گا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے۔ اس طرح تمام وساوس دور کردیئے جائیں گے۔ لیکن اگر چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقعہ دیا جاوے تو ہرگز نہ ہوگا۔ ۱۴؍ جنوری ۱۹۰۳ء تک میں اس جگہ ہوں۔ بعد میں ۱۵؍ جنوری کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤں گا۔ سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے۔ لیکن ۱۴؍ جنوری تک آپ کے لئے تین گھنٹے تک خرچ کرسکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیویں تو یہ ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے خود خدا تعالیٰ فیصلہ کرے گا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ سوچ کر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جاویں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤں گا۔ ایسے ہی صدہا آدمی آتے ہیں اور وسوسہ دور کرا لیتے ہیں۔ ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کرے گا۔ اس کو وساوس دور کرانے ہیں اور کچھ غرض نہیں۔ لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے ان کی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں۔

میرزا غلام احمد [مہر]

اور فرمایا کہ

یہ طریق بہت امن کا ہے۔ اگر یہ نہ کیا جاوے تو بدامنی اور بدنتیجہ کا اندیشہ ہے۔

پھر فرمایا کہ

ایک رؤیا

ابھی فجر کو میں نے ایک خواب دیکھا۔

کہ میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے۔ اس کے ایک طرف کچھ اشتہار ہے اور دوسری طرف ہماری طرف سے کچھ لکھا ہوا ہے جس کا عنوان یہ ہے

بقیۃ الطاعون

اس کے بعد فجر کی نماز ہوئی تو حضرت اقدس نے قلم دوات طلب فرمائی اور فرمایا کہ تھوڑا سا اور اس رقعہ پر لکھنا ہے۔

اتنے میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے قاصد پھر آموجود ہوئے اور جواب طلب کیا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابھی لکھ کر دیا جاتا ہے۔

پھر بقیہ حصہ آپ نے لکھ کر اپنے خدام کے حوالہ کیا کہ اس کی نقل کر کے روانہ کردو۔

وہ حصہ رقعہ کا یہ ہے۔

"بالآخر اس غرض کے لئے اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں تو قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ جاویں۔

دو قسموں کا ذکر ہوتا ہے (۱) اول چونکہ میں انجام آتھم میں خدا سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے قطعی بحث نہیں کروں گا۔ اس وقت پھر اسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا۔ صرف آپ کو یہ موقعہ دیا جاوے گا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض کسی پیشگوئی پر ہو ایک سطر یا دو سطر یا حد تین سطر تک لکھ کر پیش کریں جس کا یہ مطلب ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور منہاج نبوت کی رو سے قابل اعتراض ہے اور پھر چپ رہیں اور میں مجمع عام میں اس کا جواب دوں گا جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں۔ پھر دوسرے دن دوسری پیشگوئی اسی طرح لکھ کر پیش کریں۔ یہ تو میری طرف سے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور آپ کی مجال نہیں ہوگی کہ کوئی کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپ کو بھی خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جاویں اور ناحق فتنہ و فساد میں عمر بسر نہ کریں۔ اب ہم دونو میں سے ان دونو قسموں میں سے جو شخص اعراض کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہو اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے۔ آمین۔ سو میں دیکھوں گا کہ آپ سنت نبویہ کے موافق اس قسم کو پورا کرتے ہیں یا قادیان سے نکلتے ہوئے اس لعنت کو ساتھ لے جاتے ہیں چاہیے کہ اول آپ اس عہد موکد قسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھ کر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع کیا جائے گا۔ اور آپ کو بتلایا جاوے گا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دئے جائیں گے"۔

رقعہ دے کر آپ تشریف لے گئے اور اندر سے حضور نے کہلا بھیجا کہ رقعہ وہاں ان کو جا کر سنا دیا جاوے اور پھر ان کے حوالہ کیا جاوے۔

چنانچہ یہ رقعہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو پہنچا دیا گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے جواب الجواب آیا[1]

[1] البدر جلد اول نمبر ۱۳ مورخہ ۱۹؍ جنوری ۱۹۰۳ء

یہ نامعقول اور اصل بحث سے بالکل دور جواب سنکر حضرت اقدس کو بہت رنج ہوا اور آپ نے فرمایا کہ

ہم نے جو اسے خدا کی قسم دی تھی اس سے فائدہ اٹھاتا یہ نظر نہیں آتا۔ اب خدا کی لعنت لے کر واپس جانا چاہتا ہے۔ جس بات کو ہم بار بار لکھتے ہیں کہ ہم مباحثہ نہیں کرتے جیسا کہ ہم انجام آتھم میں اپنا عہد دنیا میں شائع کر چکے ہیں۔ تو اب اس کا منشا ہے کہ ہم خدا کے اس عہد کو توڑ دیں۔ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ اور پھر اس رقعہ میں کس قدر افتراء سے کام لیا گیا ہے کیونکہ جب ہم اسے اجازت دیتے ہیں کہ ہر ایک گھنٹہ کے بعد وہ دو تین سطریں ہماری تقریر پر اپنے شبہات کی لکھ دیوے تو اس طرح سے خواہ اس کی دن میں تمیں سطور ہو جاویں ہم کب گریز کرتے ہیں اور خواہ ایک ہی پیشگوئی پر وہ ہم سے دس دن تک سنتا رہتا اور اپنے وساوس اس طرز سے پیش کرتا رہتا۔ اسے اختیار تھا۔ پھر ایک دوسرا جھوٹ یہ بولا ہے۔ کہ لکھتا ہے کہ آپ مجمع پسند نہیں کرتے۔ بھلا ہم نے کب لکھا ہے کہ ہم مجمع پسند نہیں کرتے بلکہ ہم تو عام جلسہ چاہتے ہیں۔ کہ تمام قادیان کے لوگ اور دوسرے بھی جس قدر ہوں جمع ہوں تاکہ ان لوگوں کی بے ایمانی کھلے کہ کس طرح یہ لوگوں کو فریب دے رہے ہیں۔ اگر اسے حق کی طلب ہوتی تو اسے ہمارے شرائط ماننے میں کیا عذر تھا مگر یہ بدنصیب واپس جانا نظر آتا ہے۔

پھر مولوی محمد احسن صاحب کو حضور نے فرمایا کہ

آپ اس کا جواب لکھ دیں مجھے فرصت نہیں۔ میں کتاب لکھ رہا ہوں۔

یہ کہہ کر حضور تشریف لے گئے اور مولوی محمد احسن صاحب نے رقعہ کا جواب تحریر فرمایا اس کے بعد کوئی جواب مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے نہ آیا۔ اور وہ قادیان سے چلے گئے[1]

۱۲؍ جنوری ۱۹۰۳ء بروز دوشنبہ

اللہ تعالیٰ کے راستے میں زمین دینے کا ایک طریق

ظہر کے وقت ایک شخص نے حضرت اقدس سے عرض کی کہ میرے پاس کچھ زمین ہے۔

[1] البدر جلد ۲ نمبر ۱ و ۲ مورخہ ۲۳ و ۳۰؍ جنوری ۱۹۰۳ء

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفىٰ ۔ اما بعد!

از خاکسار ثناء اللہ بخدمت مرزا غلام احمد صاحب!

آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہنچا مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا جبکہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی ص ۱۱، ۲۳ حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقعہ اولیٰ میں انہیں صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے۔ بجز العادة طبيعة ثانيه کے اور کیا معنے رکھتی ہے۔

جناب من! کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کے لئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں (خاکسار) آپ کی پیشگوئیوں کو جھوٹی ثابت کروں تو فی پیشگوئی مبلغ سو روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دو سطریں لکھنے کے پابند کرتے ہیں اور اپنے لئے تین گھنٹہ تجویز کرتے ہیں: "تلك اذا قسمة ضيزى" بھلا یہ کیا تحقیق کا طریقہ ہے میں تو ایک دو سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت کر کے پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں جس کی بابت آپ نے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی جس سے عمدہ میں امرتسر ہی میں بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں۔ مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلا نیل مرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا۔ اسی لئے میں آپ کی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا اور آپ بلا شک تین گھنٹے تک تقریر کریں مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤنگا اور ہر ایک گھنٹے کے بعد پانچ منٹ نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کرونگا اور چونکہ مجمع آپ پسند نہیں کرتے اس لئے فریقین کے آدمی محدود ہوں گے جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے۔ آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں۔ کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں؟۔ اطلاع دینا آپ نے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے آپ کو آسمانی اطلاع ہو گئی ہوگی۔ آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی وقت مجھ کو دے دیجئے گا۔ کاروائی آج ہی شروع ہو جائے۔ آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیج دوں گا۔ باقی لعنتوں کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث اسے میں موجود ہے۔ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

(بحوالہ: الہامات مرزا، دسویں پیشگوئی)

مرزا کا اپنے مرید سے جواب الجواب کا جواب لکھوانا 8

بسم الله الرحمن الرحیم حامدا ومصلیا!

"مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا رقعہ حضرت اقدس امام الزماں مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنادیا گیا۔ چونکہ مضامین اس کے محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے صاف ظاہر ہوتی تھی۔ لہذا حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہیں ہے اور حضرت انجام آتھم میں اور نیز اپنے خط مرقومہ جواب سامی میں قسم کھا چکے اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں گے۔ خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامور من اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے؟۔ طالب حق کے لئے جو طریق حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے۔ کیا وہ کافی نہیں۔ لہذا آپ کی اصلاح جو بطرز شان مناظرہ آپ نے لکھی ہے۔ وہ ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے ہیں کہ جلسہ محدود ہو بلکہ فرماتے ہیں کل قادیاں وغیرہ کے اہل الرائے اپنے مجتمع ہوں اسے تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ!

۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

گواہ شد محمد سردار ابو سعید عفی عنہ / خاکسار محمد احسن بحکم حضرت امام الزماں

(بحوالہ: الہامات مرزا، دسویں پیشگوئی)

9

ترجمة ما كتبنا إلٰى ثناء الله

ترجمہ خطے کہ سوئے ثناءاللہ امرتسری نوشتم

الأمرتسری ، إذ جاء قاديان

وقتے کہ بہ قادیان آمد

وَطلَب رفْعَ الشُّبهات بِعطَشٍ

وبہ تشنگی دروغ ازالہ شبہات خود بخواست

فَرِیٍّ، و كان هٰذا عاشر شوّال سنة ١٣٢٠ھ

وبود ایں تاریخ دہم شوال سنة ١٣٢٠ھ

إذ جاء هٰذا الدّجّال

چوں ایں دجّال بہ قادیان آمد۔

بلغنی مكتوبک، وظهر مطلوبک .إنک استدعيت أن أزيل شبهاتِک التی صُلْتَ
مرانامہ تو رسید ومطلوب تو ظاہر گشت تو درخواست کردی کہ بعض شبہات تو کہ متعلق بعض
بها علی بعض أنبائی الغيبيّة .فاعلم أنک إن كنت جئتنی بصحّة النيّة، وليس فی
پیشگوئی ہا ہستند دور کنم۔ پس بدان کہ اگر بصحت نیت نزد من آمدی ونیست در
قلبک شیء من المفسدة، فلک أن تقبل بعض شروطی قبل هذا الاستفسار،
دل تو چیزے از فساد پس برتو واجب ست کہ قبل ایں استفسار بعض شرطہائے من قبول کنی
ولا تخرج منها بل تثبت عليها كالأخيار .وإن كنت لا تقبل تلك الشرائط
وازاں شرطہا خارج نشوی بلکہ ہمچو نیک مرداں برآں ثابت بمانی واگر تو آں شرائط را قبول نمی کنی

﴿۱۱۰﴾ ﴿۱۰۹﴾

فَدَعْنِی وامْضِ علٰی وجهک، وخُذْ سبيلَ رَجْعِک .فمن الشروط أن لا
پس مرا بگذار و ہمچناں کہ آمدی برو و راہ مراجعت بگیر۔ پس منجملہ آں شرائط ایں است
تباحثنی كالمباحثين، بل اكتُبْ ما حاکَ فی صدرک ثم ادفَعْ إلیّ ما كتبتَ
کہ ہمچو بحث کنندگان با من بحث مکن بلکہ ہرچہ کہ دل ترا میگیرد آنرا بنویس باز نوشتہ خود را مرا بدہ
كالمسترشدين، وليكُنْ كتابک سطرا أو سطرين ولا تزد عليه كالمتخاصمين .
ومی باید کہ نوشتہ تو سطرے باشد یا دو سطر و براں زیادہ مکن مانند ستیزندگان
ثم علينا أن نجيبک ببيان مفصل وإن كان إلٰی ثلاث ساعات .فإن بقی فی
باز بر ما واجب خواہد بود کہ بہ بیان مفصل اگرچہ تا سہ ساعت باشد جواب دہیم۔ پس اگر بعد
قلبک شیء بعد السماع، ورأيتَ فيه من شناعة، فلک أن تكتب الشبهة
شنیدن جواب در دل تو چیزے بماند و در جواب ما نوع زشتی بہ بینی۔ پس اختیار تو خواہد بود کہ باز مانند
الباقية كمثل ما كتبت فی المرتبة الأولٰی، وهلمّ جرّا، حتّی تجلو الحقّ وتجد
سابق شبہ خود بر کاغذ نویسی۔ وہمچنیں سلسلہ ایں پرچہ ہا جاری خواہد ماند تا آنکہ
السكينة، ويتبين ما كان عليک يخفٰی . وما فعلتُ ذالک لتسكيتک
حق ظاہر شود و تسلی تو شود و چیزے پوشیدہ بر تو ظاہر شود۔ وایں انتظام برائے ساکت کردن وعاجز کردن
وتبكيتک ولا لحيلة أخری، بل إنی عاهدت الله تعالٰی بحلفةٍ لا تُنسٰی، أن لا أباحث
تو نہ کردہ ام بلکہ من عہد کردہ ام خدا تعالیٰ را بقسم کہ بعد کتاب من انجام آتھم بہ ہیچکس
أحدا من كرام كان أو لئام، بعد كتابی "أنجام" .فلا أريد أن أنكث عهدی الأجلٰی،
مباحثہ نخواہم کرد پس نمی خواہم کہ عہد خود را بشکنم و نافرمان خداوند خود گردم
وأعصی ربّی الأعلٰی .وقد قرأتَ كتابی فتقبّلْ عذری، واسلُکْ وفق شرطی،
وکتاب من انجام آتھم را خواندہ پس عذر من قبول کن و موافق شرط من برو
إن كنت من أهل التقویٰ وأُولی النُّهٰی . وكتبت فی رقعتک أن طلب الحق
اگر از اہل تقویٰ ہستی۔ و دانشمند ہستی و تو در رقعہ خود نوشتہ کہ طلب حق ترا از

مولانا امرتسری نے مرزا کی "اعجاز احمدی" میں دی گئی دعوت پر قادیان آنے کے بعد مرزا کو جو رقعہ لکھا اس کے جواب میں مرزا نے مضحکہ خیز شرائط پر مشتمل جو طویل خط لکھا، مرزا نے اس کا عربی اور فارسی ترجمہ بھی کیا ہے .. یہ ترجمہ (رخ 19 کے 329 تا 336 پر موجود ہے)، اسکے پہلے دو صفحات یہ ہیں ...

مولوی ثناء اللہ کا ذکر

بابو شاہ دین صاحب نے ثناء اللہ کے آنے کا ذکر کیا تو فرمایا کہ
آخر لعنت لے کر چلا گیا اور جو منصوبہ وہ گھڑ کے لایا تھا۔ اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی ہم نے اس کا ذکر اور جواب وغیرہ اس عربی کتاب میں کر دیا ہے۔ اب جہلم سے واپس آکر بشرط فرصت اردو میں لکھیں گے۔[1]

---

۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء*

دُعا اور اس کے آداب

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوقت سیر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی (ایڈیٹر الحکم)
دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانے والے آداب دعا سے واقف ہیں اور

---

* ایڈیٹر صاحب الحکم کو "۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء" کی تاریخ لکھنے میں سہو ہوا ہے یا کاتب کی غلطی سے یہ تاریخ لکھی گئی ہے۔ دراصل حضور علیہ السلام کی یہ تقریر جو حضور نے سیر کے دوران فرمائی کسی اور گزشتہ تاریخ کی ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کی نہیں۔ "الحکم" اور "البدر" دونوں سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ۸ جنوری سے ۲۷ جنوری ۱۹۰۳ء تک سیر ملتوی رہی۔ "الحکم" میں ۷ جنوری کی سیر کی جو ڈائری چھپی ہے۔ اس میں تو ذکر نہیں۔ لیکن البدر میں سیر کی ڈائری میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ "اب دو تین دن سیر بند رہے گی کیونکہ آج کل بارشیں نہیں ہوئیں۔ اس لئے راستہ میں خاک بہت اڑتی ہے اور اسی سے میں بیمار ہو گیا تھا۔" (البدر جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۲۶ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۰۳ء) اس کے بعد ۲۴ جنوری کو مغرب کے بعد جب حضور علیہ السلام مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ تو فرمایا "اب بارش ہونے کی وجہ سے گرد و غبار کم ہو گیا ہے ایک دو دن ذرا باہر ہو آویں۔" (یعنی سیر کو جایا کریں)۔ (البدر جلد دوم نمبر ۵ صفحہ ۳۶ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء) اس سے معلوم ہو گیا کہ اس عرصہ میں حضور علیہ السلام سیر کے لئے تشریف نہیں لے گئے اور جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ "الحکم" اور "البدر" دونوں میں اس عرصہ میں سیر کا کوئی ذکر نہیں اور نہ سیر کی کوئی ڈائری ہے۔ حالانکہ باقی اوقات کی ڈائریاں ان ایام کی موجود ہیں۔

نیز ان ایام میں حضور علیہ السلام کتاب "مواہب الرحمٰن" کی تصنیف میں بے حد مصروف تھے۔ ۱۴ جنوری کو فجر کی نماز کے وقت حضور نے فرمایا "میں کتاب تو ختم کر چکا ہوں۔ رات آدھی رات تک بیٹھا رہا"۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۴) اور ۱۵ جنوری

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

---

[1] البدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۴ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد دوم

مرزا کا انجام آتھم (1896) کے بعد بھی علماء کو مباحثے کے لیے دعوت دینا

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر
الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

(۲۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار معیار الاخیار

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون ۔ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ قل یاایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللہ ۔

غرض خدا کے روشن نشان میرے ساتھ ہیں اسی کی مانند جو خدا کے پاک نبیوں کے ساتھ تھے مگر آپ لوگوں کی روحوں میں کچھ حرکت پیدا نہ ہوئی۔ اس سے دل دردمند ہے کہ آپ لوگوں نے ایسی قابل شرم غلطی کھائی اور نور کو تاریکی سمجھا۔ مگر آپ لوگ اے اسلام کے علماء اب بھی اس قاعدہ کے موافق جو سچے نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر کیا گیا ہے قادیان سے کسی قریب مقام میں جیسا کہ مثلاً بٹالہ ہے یا اگر آپ کو انشراح صدر میسر آوے تو خود قادیان میں ایک مجلس مقرر کریں جس مجلس کے سرگروہ آپ کی طرف سے چند ایسے مولوی صاحبان ہوں کہ جو علم اور بردباشت اور خوف باری تعالےٰ میں آپ لوگوں کے نزدیک مسلّم ہوں۔ پھر ان پر واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کریں اور ان کا حق ہوگا کہ تین طور سے مجھ سے اپنی تسلّی کر لیں۔ (۱) قرآن اور حدیث کے رو سے (۲) عقل کی رو سے (۳) سماوی تائیدات اور خوارق اور کرامات کی رو سے۔ کیونکہ خدا نے اپنی کلام میں ماموٗرین کے پرکھنے کے لئے یہی تین طریق بیان فرمائے ہیں۔ پس اگر میں ان تینوں طوروں سے ان کی تسلّی نہ کر سکا یا اگر ان تینوں میں سے صرف ایک یا دو طور سے تسلّی کی تو تمام دُنیا گواہ رہے کہ میں کاذب ٹھہروں گا۔ لیکن اگر میں نے ایسی تسلّی کر دی جس سے وہ ایمان اور حلف کی رو سے انکار نہ کر سکیں اور نیز وزن ثبوت میں ان دلائل کی نظیر پیش نہ کر سکیں تو لازم ہوگا کہ تمام مخالف مولوی اور اُن کے نادان پیرو خدا تعالیٰ سے ڈریں اور کروڑوں انسانوں کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر نہ لیں۔

اور اس جگہ میں بالخصوص اُن صاحبوں کو مندرجہ ذیل شہادت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جو مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی نسبت جن کی اولاد مولوی عبدالواحد صاحب اور عبدالجبار

پانچواں لڑکا کون؟
مرزا قادیانی بمقابلہ مرزائی مربی

وإن عـزمـت عـلـى أن تـكـتـب كمثل هذه الرسالة فأعطيک كما وعدت من
و اگر قصدکنی کہ مثل این رسالہ بنویسی پس ہر مزدوری کہ وعدہ کردم

﴿۱۳۹﴾ الجعالة، وإن شئت أرسل إليک خُمُسَ هذا الوعد قبل إيفائک، ليكون محرّكا لأهوائک .
ترا خواہم دادو اگر بخواہی پنجم حصہ این وعدہ قبل ایفائے تو نزدِ تو بہ فریسم تا کہ محرک خواہش ہائے تو گردد۔

فـعـلـيـک أن تأخذ المنقود وتنتظر الموعود وهذا خير لک من حيل أخرى، وأقرب
پس لازم است کہ تو نقد را بگیری۔ ومنتظر وعدہ بمانی واین ترا از حیلہ ہائے دیگر بہتر است۔ وبتقویٰ

لـلتقوى والسلام على من اتبع الهدىٰ .أيهـا الناس لم لا تعرفون الذى جاء كم
قریب تر است وسلام برانکہ تابع ہدایت گردد اے مردمان چرانمے شناسید کسے را کہ از

مـن الرحمٰن، وقد جُمِعَ لكم أول المائة وآخر الزمان . الشمس والقمر خُسِفا فى رمضان
خدا بیامد وبتحقیق جمع کردہ شد برائے شما اول صدی وآخر زمانہ وماہ وآفتاب در رمضان خسوف گرفت

وظهرت الدابّة التى تكلّم الناس وهذه هى التى أنبأ بها القرآن. فما لكم لا تعرفون
وآن کرم ظاہر شد کہ مردم را مے گزد۔ واین ہمان کرم است کہ قرآن از وخبر دادہ بود پس چہ شد شمارا

مـن جاء كم من الرحمٰن. وستعرفوننى وأفوض أمرى إلى الله وعليه التكلان .
کہ آنرا نمی شناسید کہ از خدا بیامد وعنقریب مرا خواہید شناخت ومن امر خود بخدا سپرد میکنم۔

الـحـمـد لله الذى وهب لى على الكبر أربعة من البنين وأنجز وعده من الإحسان
حمد خدارا کہ مرا در حالتِ کلان سالی چار فرزند موافق وعدہ خود بداد

وبشّـرنـى بـخـامـس فى حين من الأحيان .وهـذه كـلـهـا آياتٌ من ربّى يا أهل
و بشارت بہ پسر پنجم نیز داد و این ہمہ نشان ہا از ربّ من اند۔

الـعدوان .سُبْـحَـانَـهُ وتـعـالـٰى عَـمَّـا تـظـنـون فـاتـقـوه وقد نزل وهو غضبان .
پاک است او تعالیٰ از انچہ گمان میکنید پس ازو بترسید و او فرود آمدہ است وخشمناک۔

☆☆☆

جنوری 1903

تذکرہ

نافلة

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

مَیں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جس کو مَیں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء "آخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی"[1]

فرمایا۔ چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء "مَیں پچاس یا ساٹھ اَور نشان دکھلاؤں گا۔"[2]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء "چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا:۔

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔[3]

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اَور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔"

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندرجہ رسالہ "الذکر الحکیم" نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد۔ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقتِ مقررہ تک۔

[2] الحکم میں یہ الفاظ ہیں "مَیں پچاس یا ساٹھ نشان اَور دکھلاؤں گا۔"

[3] (ترجمہ الہام) "ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

۴۱۔ اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ عرصہ بیس[۲] یا اکیس[۲] برس کا گذر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پاویں گے اسی پیشگوئی کی طرف **مواہب الرحمٰن** صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں **الحمد للّٰہ الذی وھب لی علی الکبر اربعةً من البنین و انجز وعدہ من الاحسان** یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا (جو میں چار لڑکے دوں گا) چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں: محمود[۱] احمد، بشیر[۲] احمد، شریف[۳] احمد، مبارک[۴] احمد جو زندہ موجود ہیں۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے:

و بشّرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے

﴿۲۱۹﴾ والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ **انّا نبشّرک بغلامٍ نافلةً لک نا فلةً من عندی**۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

نافلة کی تاویل (حقیقۃ الوحی 20 اپریل 1907 کو شائع ہوئی)

مذہبی اِنسائیکلوپیڈیا

یعنی

مکمّل تبلیغی

پاکٹ بُک

مُرتّبہ

جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادمؔ

بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ گجرات

نوٹ :۔ یاد رہے کہ یہاں حدیث میں صرف ان لوگوں کا ذکر ہے جو تجارت یا دوسرے پیشے چھوڑ کر اور غیر زمیندار ہو کر زمیندار بننے کی کوشش کرتے ہیں نیز اس زمینداری کا ذکر ہے جو انسان کو دنیا داری میں مشغول کر دے اور اپنے مذہبی عقائد سے منحرف کرائے۔ جیسا کہ محمد حسین کے ساتھ ہوا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کو بھی زمیندار قرار دیکر بتا دیا کہ زمینداری بُرا پیشہ نہیں۔

۱۰۔ نَافِلَةً لَّكَ

مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ ایک اور بیٹا مبارک احمد کے بعد پیدا ہوگا مگر وہ پیدا نہ ہوا۔

الجواب :۔ حضرت اقدسؑ نے خود اس الہام کی تشریح فرما دی ہے :۔ "چند روز ہوئے الہام ہوا تھا۔ "اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ" ممکن ہے کہ اس کی تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا پیدا ہو کیونکہ "نافلة" پوتے کو بھی کہتے ہیں۔ یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔"

(الحکم جلد ۱۰ ۱۰؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ و تذکرہ ایڈیشن سوم صفحہ ۶۰۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں :۔

"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵ ایڈیشن اول)

پس وہ نَافِلَةٌ جس کی بشارت دی گئی تھی صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مولوی فاضل فرزند اکبر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضور کے بھائیوں کے کئی ایک اور صاحبزادے ہیں۔ گویا دشمنوں کے ابتر ہونے کے مقابلہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کو پوتوں تک کی بشارت دی گئی۔

نوٹ :۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "پسر خامس" کی بھی پیشگوئی فرمائی تھی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے الہام "بَشَّرَنِيْ بِخَامِسٍ" (یعنی پسر خامس) سے مراد پوتا لیا ہے۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹ ایڈیشن اول)

◎

4

غلام حلیم کی بشارت

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء "یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ"[1] (بدر جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء "اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ"[2]
(بدر جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء رؤیا۔ فرمایا۔ چند روز ہوئے مَیں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا تھا کہ وہ مُرتدین میں داخل ہوگیا ہے۔ مَیں اُس کے پاس گیا۔ وہ ایک سنجیدہ آدمی ہے۔ مَیں نے اُس سے پُوچھا کہ یہ کیا ہؤا۔ اُس نے کہا کہ مصلحتِ وقت ہے۔" (بدر جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء "فرمایا۔ کئی دنوں سے اِبتلاؤں کا سامنا تھا۔ بیس پچیس دن رات تو مَیں سویا بھی نہیں۔ آج ذرا سی میری آنکھ لگ گئی تو یہ فقرہ الہام ہؤا:۔

خدا خوش ہوگیا

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم اِس بات سے بہت خوش ہؤا ہے کہ اِس ابتلاء میں مَیں پُورا اُترا ہوں اور اِس الہام کا یہی مطلب ہے کہ اس ابتلاء میں تُو پُورا اُترا۔

اس کے بعد پھر آنکھ لگ گئی تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوشخط خوبصورت کاغذ میرے ہاتھ میں ہے جس پر کوئی پچاس ساٹھ سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ مَیں نے اس کو پڑھا ہے مگر اس میں سے یہ فقرہ مجھے یاد رہا ہے کہ

یَا عَبْدَ اللّٰہِ اِنِّیْ مَعَکَ۔ یعنی اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں[3]

اور اس کو پڑھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ گویا خدا کو دیکھ لیا۔" (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۔ بدر جلد ۶ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ و جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء "(۱) اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔ لَکُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (۲) اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ"[4] (بدر جلد ۶ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اس دن کو یاد کر جب آسمان نمایاں طور پر دُھواں لائے گا۔

[2] (ترجمہ) ہم تجھے ایک حلیم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ [3] بدر میں یہ الہامات یوں درج ہیں "خدا خوش ہوا" اور "یَا عَبْدِیْ اِنِّیْ مَعَکَ۔ اے میرے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔" (مرتب)

[4] (ترجمہ) (۱) مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ تمہارے اِس دُنیا کی زندگانی میں خوشخبری ہے (۲) مَیں ان سب کی حفاظت کروں گا جو اِس دار میں ہیں۔

مبارک احمد کی جگہ ایک لڑکے کی بشارت

تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۷ء "(۱) مَنْ عَادٰی وَلِیًّا لِّیْ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ (۲) اِنِّیْ مَوْجُوْدٌ فَانْتَظِرْ۔

فرمایا۔ اِنِّیْ مَوْجُوْدٌ کا الہام اُن لوگوں کے جواب میں معلوم ہوتا ہے جو خدا کے مُرسل کے مقابل پر ایسی شوخی اور تکذیب سے پیش آتے ہیں کہ گویا خیال کرتے ہیں کہ خدا موجود نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں موجود ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر کچھ ہو رہا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس قدر بے جا حملے اور حد سے زیادہ زبان درازیاں ہو رہی ہیں۔

(۳) لَا یُھَدُّ بِنَآؤُکَ وَتُؤْتٰی مِنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ (۴) وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ"

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۸ مورخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

اکتوبر ۱۹۰۷ء (ل) "(۱) اُرِیْکَ مَا اُرِیْکَ وَمِنْ عَجَآئِبِ مَا یُرْضِیْکَ۔ (۲) آپ کے لڑکا پیدا ہؤا ہے۔ (یعنی آئندہ کسی وقت لڑکا پیدا ہوگا)۔

(۳) رُدَّ اِلَیْھَا رَوْحُھَا وَرَیْحَانُھَا۔

یعنی تمہاری بیوی کی طرف تازگی اور تازہ زندگی واپس کی گئی۔

(۴) وَاِمَّا تَرَیِنَّ اَحَدًا مِّنْھُمْ۔

اور اگر مخالفین یا معترضین میں سے تیرے پاس کوئی آوے (تَرَیِنَّ کے اِس جگہ یہی معنے ہیں)۔

(۵) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔

(۶) یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ۔

(۷) ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔

(۸) اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

ل (۱) جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی گویا آسمان سے گرا۔ (۲) مَیں موجود ہوں انتظار کر۔

ل (ترجمہ) تیری بنا توڑی نہ جاوے گی اور تُو ربِّ کریم سے دیا جائے گا۔

ل (ترجمہ از مرتّب) ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ اُتار دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اور تیرے ذکر کو بلند کر دیا۔

ل (ترجمہ) میں تجھے دکھاؤں گا جو کچھ دکھاؤں گا اور نیز وہ باتیں دکھاؤں گا جن سے تُو خوش ہوگا۔

ل (ترجمہ) (۵) ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں (۶) وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا (۷) اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو (۸) تحقیق اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں۔

پاکیزہ لڑکے کی بشارت جس کا نام یحیٰ ہوگا

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

کہ اِس سال یا آئندہ سال میں ظاہر ہوگی مگر خدا مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ مَیں تجھے اور تمام اُن لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں بچاؤں گا۔ گویا اس دن یہ گھر نوح کی کشتی ہوگا جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بچایا جائے گا۔ (اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء ۔ الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء " سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اِسْمُہٗ یَحْیٰی۔ اَلَمْ تَرَکَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ۔ اَخَذَھُمُ اللّٰہُ یَبْقٰی وَحْدَہٗ۔ لَاشَرِیْکَ مَعَہٗ۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ۔ مَوت قریب۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحْمِلُ کُلَّ حِمْلٍ۔ مَنْ خَدَمَکَ خَدَمَ النَّاسُ کُلُّھُمْ۔ وَمَنْ اٰذَاکَ اٰذَی النَّاسَ جَمِیْعًا۔
آمدنِ عید مبارک بادت[1]۔ عید[2] تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

(ترجمہ) مَیں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ مَیں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے (معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تُو دیکھے گا کہ تیرا ربّ اُن

بقیہ حاشیہ:-

" مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ (۴ اگست ۱۹۰۸ء) کو مرضِ مُہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا"۔

(پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء و اہلحدیث ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء)

اِس کے جواب میں حضورؑ نے فرمایا:-

" اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا کہ راستباز کون ہے"۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۱۹، ۲۰ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

سو اللہ تعالیٰ نے مرتد مذکور کی پہلی تینوں پیشگوئیوں کی منسوخی کا اعلان خود اس کے قلم سے کروا کر اس کی آخری پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کر دیا اور وہ اِس طرح پر کہ حضورؑ کی وفات ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو نہیں بلکہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔

اور مُرتد ڈاکٹر پر اس کی تمام پیشگوئیاں اُلٹ کر پڑیں۔ اُسے ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو الہام ہوا تھا کہ "مرزا پھیپھڑے کے مرض سے ہلاک ہوگا" مگر وہ خود پھیپھڑے کے مرض سے ہلاک ہوا۔ اُس نے پیشگوئی کی تھی کہ "مرزا کی بخ و بنیاد اُکھڑ جائیگی" (اعلان الحق ۳) اور اپنے متعلق لکھا تھا۔ " You will succeed " یعنی تم کامیاب ہو جاؤ گے (اعلان الحق ۵) سو اس کی اپنی بخ و بنیاد اُکھڑ گئی اور ایسی اُکھڑی کہ نام و نشان تک مٹ گیا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں اللہ تعالیٰ نے اِس قدر برکت دی کہ آج رُوئے زمین کا کوئی خطّہ ایسا نہیں جہاں آپ کے شیدائی نہ پائے جاتے ہوں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) عید کا آنا تیرے لئے مبارک ہو۔

[2] حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ عید الفطر کے دَوران میں اِس الہام کی تفسیر و تشریح فرماتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مباحثہ راولپنڈی

مابین

جماعت احمدیہ راولپنڈی۔ و۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

مضامین مناظرہ

۱۔ "پیشگوئی مصلح موعودؒ"

۲۔ "خلافت اور انجمن"

۳۔ "نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام"

۴۔ "مسئلہ کفر و اسلام"

یہ مناظرہ مشترکہ اخراجات سے شائع ہو رہا ہے

سید محمد [illegible] خوشنویس قادیان

کی پیشگوئی محمود پر چسپاں نہیں کی ہم نے ہیرا اور سیدنا حضرت امیر المؤمنین مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اور آپ کے ساتھیوں کا مذہب ہے۔

دوم۔ مبارک احمد پر چسپاں کی۔ اور حضرت کے نزدیک وہی اس کا مصداق تھا۔ اس کے فوت ہو جانے کے بعد حضرت نے اس کو کسی بیٹے پر جو موجود تھے چسپاں نہ کیا۔ بلکہ اشتہار تبصرہ مؤرخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرمایا۔

"جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے یہ الہام کیا۔ انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا۔ اور اس کا قائم مقام اور شبیہ ہوگا"——

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بیٹا کوئی بعد میں آنے والا ہے۔ یہ بیٹا حضرت کی وفات تک پیدا نہ ہوا۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ یہ بعد میں کسی آنے والے موعود کی طرف اشارہ ہے جو مصلح موعود ہوگا۔ اور وہ موجودہ بیٹوں میں سے نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ یہ موعود مسیح موعود کی روحانی اولاد ہی سے ہو۔

باقی رہے اجتہادی امور کہ غلطی لگی۔ اس کے لئے حضرت نے فرما دیا ہے۔ کہ "اگر ہم نے یہ خیال بھی کیا ہو۔ کہ شاید یہ لڑکا وہی ہے۔ تو ہمارا خیال کیا چیز ہے جب تک کھلی کھلی وحی نہ ہو" (اعجاز احمدی ص۱)

اسی طرح میں ذکر کر چکا ہوں۔ کہ حضرت کے نزدیک تمام انبیاء بنی اسرائیل نے سب سے بڑے مصلح موعود یعنی خاتم الانبیاء کی تعیین میں اجتہادی غلطی کھائی جس کے باعث یہودی گمراہ ہو گئے۔ پس اگر حضرت صاحب نے بھی اس کے متعلق اجتہادی غلطی کھائی۔ اور آخری بچہ مبارک احمد مصلح موعود نہ ثابت ہو سکا۔ تو محل تعجب نہیں۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ وہ ضرور پیدا ہوگا۔ خدا کی وحی سے کھڑا ہوگا۔ دعوےٰ کرے گا۔ کہ میں ان پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ اور منجانب اللہ الہام پا چکا ہوں۔

ایسا نہیں ہوگا۔ کہ چند دوستوں کے اجتہاد سے ہی مصلح موعود ہونے کا خیال دماغ میں جما بیٹھے۔ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کہ اس کے لئے مبعوث ہونا اور دعوےٰ کرنا [illegible]

مرزائی وحی کی
ایک جھلک

لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت مَیں اپنی حس سے غائب ہوتا ہوں۔ مثلاً عربی عبارت کے سلسلہ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک **بسیاری عیال** کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلہ عبارت اُس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلو کی طرح لفظ **ضفف** ڈالا گیا جس کے معنے ہیں بسیاری عیال۔ یا مثلاً سلسلہ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہوئی جس کے معنی ہیں غم وغصّہ سے چُپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دِل پر وحی ہوئی کہ **وجوم**۔ ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا بنے ہوئے فقرات وحی متلو کی طرح دِل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی **فرشتہ** ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا اُن کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرف سے۔ اور بعض اوقات کچھ مدّت کے بعد پتہ لگتا ہے کہ فلاں عربی فقرہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے برنگ وحی متلو القا ہوا تھا وہ فلاں کتاب میں موجود ہے چونکہ ہر ایک چیز کا خدا مالک ہے اس لئے وہ یہ بھی اختیار رکھتا ہے کہ کوئی عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی میرے دل پر نازل کرے۔ یہ تو زبان عربی کے متعلق بیان ہے مگر اس سے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے اُن زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ جیسا کہ **براهین احمدیه** میں کچھ نمونہ اُن کا لکھا گیا ہے اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کی قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے جو مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ میرے پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور میرے خدا کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ کوئی کلمہ جو میرے پر بطور وحی القا ہو وہ کسی عربی یا انگریزی یا سنسکرت کی کتاب میں درج ہو کیونکہ میرے لئے وہ غیب محض ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت سے توریت کے قصّے بیان کر کے ان کو علم غیب میں داخل کیا ہے کیونکہ وہ قصّے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب تھا گو یہودیوں کے لئے وہ غیب نہ تھا۔ پس یہی راز ہے جس کی وجہ سے مَیں ایک دنیا کو

﴿۵۷﴾

اُن زبانوں میں فرق کیا ہوا اور ویدک کی سنسکرت میں کونسی خاص علامت ہے جس سے وہ ایشور کی زبان سمجھی جاوے۔ ہاں چونکہ اب وہ اِس زمانہ میں مُردہ زبان ہے اور کوئی قوم اس کو بولتی نہیں اس لئے ایک نادان خیال کرسکتا ہے کہ وہ زبان چونکہ انسانی استعمال سے الگ ہے اس لئے وہ ایشور کی زبان ہوگی مگر متروک الاستعمال ہونا یہ امر سنسکرت سے ہی خاص نہیں بلکہ اور کئی زبانیں ہیں جو اول بولی جاتی تھیں اب متروک الاستعمال ہیں تو کیا اس وجہ سے وہ تمام زبانیں ایشور کی زبان بن جائیں گی اور اگر ویدک سنسکرت کسی اور دلیل سے ایشور کی زبان کہلاتی ہے اور ایشور کسی خاص اپنی کچہری میں وہ زبان بولا کرتا ہے تو اس پر کوئی دلیل پیش کرنی چاہئے ورنہ جو کچھ عبری زبانوں اور فارسی زبانوں اور دوسرے ممالک کی زبانوں میں انواع اقسام کے تغیرات آکر بعض زبانیں تو بالکل مُردہ ہوگئیں اور بعض میں اس قدر تغیر آئے کہ پہلے الفاظ بہت ہی تھوڑے اُن میں باقی رہ گئے اور نئے الفاظ اور نئے محاورات اُن میں داخل ہوگئے اگر اس قسم کے نمونوں کا شوق ہو تو ہم اس بارے میں ایک بڑی لمبی فہرست پیش کرسکتے ہیں پس اگر کوئی زبان متروک الاستعمال ہونے کی وجہ سے ایشر کی زبان ہوسکتی ہے تو پھر ان تمام دوسری زبانوں نے کیا گناہ کیا ہے جو متروک الاستعمال ہیں کہ اُن کو ایشور کی زبانیں نہ کہا جائے۔ آریوں کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ دوسری زبانیں بھی قدیم ہیں کیونکہ جب کہ یہ دُنیا کا سلسلہ قدیم ہے تو کیا وجہ کہ نوع انسان کی آبادی کروڑہا اربوں سے صرف آریہ ورت تک ہی محدود رہی اور اُن کی ایک ہی زبان رہی۔ اس بات کو تو کوئی عقلمند نہیں مانے گا کیونکہ یہ قانون قدرت کے برخلاف ہے اور جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دو تین سو برس گذرنے تک ایک زبان میں کچھ تغیر پیدا ہوجاتا اور ایسا ہی جب ایک جگہ سے مثلاً سو کوس کے فاصلہ پر آگے نکل جائیں تو صریح زبان کا تغیر محسوس ہوتا ہے تو اس سے صاف ثابت ہے کہ اِختلافِ اَلْسِنَۃ ایک قدیمی امر ہے جس پر موجودہ حالت گواہی دے رہی ہے پس ماننا پڑتا ہے کہ جس نے انسان کو بنایا اُسی نے اُن کی زبانوں کو بنایا ہے اور وقتاً فوقتاً وہی اُن

﴿۲۰۹﴾

میں تغیرات ڈالتا ہے اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جب کہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اُس کے بولنے اور سمجھنے پر قادر تھے اور پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں اُن کو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ اُن کو اپنی تعلیم سے محروم رکھنا تھا۔ اور اگر کہو کہ خدا اُن کو اُن کی زبان میں سمجھا دیتا تھا کہ اِن عبارتوں کے یہ معنی ہیں تو اس صورت میں پرمیشر کا یہ عہد بحال نہیں رہے گا کہ انسانی زبان میں اُس کو بولنا حرام ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ ان نہایت کچی اور خام باتوں کے پیش کرنے سے آریوں کو فائدہ کیا ہے کیا جو کچھ انسان کا ہے وہ سب کچھ پرمیشر کا نہیں ہے تو پھر کونسی پرمیشر کی ہتک عزت ہے کہ انسان کو اُسی کی زبان میں سمجھا دے کیا ہمارا خدا ہماری دعائیں ہماری زبان میں ہی نہیں سنتا۔ پس جب کہ ہماری زبان میں ہی ہماری دعا سننے سے اُس کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا تو پھر ہماری زبان میں ہی ہمیں کوئی راہ راست سمجھانے سے کیوں اُس کی شان میں فرق آئے گا۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ قدیم سنت اللہ کے موافق تو یہی عادت الٰہی ہے کہ وہ ہر ایک قوم کے لئے اُسی زبان میں ہدایت کرتا ہے لیکن اگر کوئی زبان ایسی ہو کہ ملہم کو خوب یاد ہو اور گویا اُس کی زبان کے حکم میں ہو تو بسا اوقات ملہم کو اس زبان میں الہام ہوجاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کے بعض الفاظ سے یہ سند ملتی ہے کیونکہ اوّل قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہونا شروع ہوا تھا کیونکہ اوّل مخاطب قریش ہی تھے مگر بعد اس کے قرآن شریف میں عرب کی اور اور زبانوں کے بھی الفاظ آگئے ہیں اور ہم لوگ جو قرآن شریف کے پیرو ہیں اور ہماری شریعت کی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن شریف ہے اس لئے ہم خدا تعالیٰ سے اکثر عربی میں الہام پاتے ہیں تا وہ اس بات کا نشان ہو کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ آنحضرت

﴿۲۱۰﴾

مگر بجز مرضی باری تعالیٰ کیونکر پورا ہو۔ مولوی عبدالقادر صاحب موت کو بہت یاد رکھیں اور دلی اخلاص کے حصول میں کوشش کریں اور یہ عاجز بھی کوشش کرے گا۔ والسلام

۲۰ رنومبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ رمحرم ۱۳۰۱ھ

مکتوب نمبر ۳۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد ہذا چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں مگر قابلِ اطمینان نہیں۔ اور بعض منجانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں۔ ان سب کی تحقیق تنقیح ضرور ہے تا بعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہو، اخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کئے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔

پریشن، عمر براطوس، یا پلاطوس یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ پھر دو لفظ اور ہیں۔ ھو شعنا نعسا[1] معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں۔

اوّل عربی فقرہ ہے یَا دَاوٗدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّ اِحْسَانًا[2]۔ ''یو مسٹ ڈو[3] وہاٹ آئی ٹولڈ یو''۔[4] تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا ہے یہ اُردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اُس کا الہامی نہیں۔ بلکہ اُس ہندو لڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں۔ اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے اُس کو غور سے دیکھ لینا چاہئے اور وہ الہام یہ ہیں۔

[1] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۸۰ [2] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۸۲ [3] مکتوب طبع اوّل میں سہواً یومسٹ ڈڈ چھپا ہے۔ (مرتب)
[4] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۸۲

''ڈو آل مَن شُڈ بی انگری بٹ گاڈ از وِد یو''۔[1] ''ہی شل ہلپ یو''۔[2] ''ورڈس آف گارڈ[3] ناٹ کین ایکسچینج''۔[4] ترجمہ اگر تمام آدمی ناراض ہونگے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہیں۔

''آئی شل ہلپ یو''۔[5] مگر بعد اس کے یہ ہے۔ ''یو ہیو ٹو گو امرتسر''۔[6] پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنی معلوم نہیں اور وہ یہ ہے۔ ''ہی ہلٹس اِن دی ضلع پشاور''۔[7] یہ فقرات ہیں ان کو تنقیح سے لکھیں اور براہ مہربانی جلد تر جواب بھیج دیں تا اگر ممکن ہو تو اخیر جزو میں بعض فقرات بموضع مناسب درج ہو سکیں۔ بخدمت مولوی عبدالقادر صاحب وخواجہ علی صاحب سلام مسنون پہنچے۔

۱۲ ردسمبر ۱۸۸۳ء بمطابق ۱۱ رصفر ۱۳۰۱ھ

مکتوب نمبر ۳۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد ہذا آں مخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ موجب ممنونی ہوا۔ آج میرا ارادہ تھا کہ صرف ایک دن کے لئے آں مخدوم کی ملاقات کے لئے لودھیانہ کا قصد کروں۔ لیکن خط آمدہ مطبع ریاض ہند سے معلوم ہوا کہ حال طبع کتاب کا ابتر ہو رہا ہے۔ اگر اُس کا جلدی سے تدارک نہ کیا جائے تو کاپیاں کہ جو ایک عرصہ کی لکھی ہوئی ہیں خراب ہو جائیں گی۔ بات یہ ہے کہ کاپیوں کی چھ سات جزیں مطبع ریاض ہند سے بباعث کم استطاعتی مطبع کے مطبع چشمۂ نور میں دی گئی تھیں۔ اور مہتمم چشمۂ نور نے وعدہ کیا تھا کہ ان کاپیوں کو جلد تر چھاپ دیں گے اور قبل اس کے جو پُرانی اور خراب ہوں چھپ جائیں گی۔ سو خط آمدہ مطبع ریاض ہند سے معلوم ہوا کہ وہ کاپیاں اب تک نہیں چھپیں اور خراب ہو گئیں

[1] تذکرہ صفحہ ۸۷و۹۲ [2] تذکرہ صفحہ ۸۷و۹۲ [3] مکتوب طبع اوّل میں غلطی سے ''وارڈس آف گاڈ'' چھپا ہے۔ [4] تذکرہ صفحہ ۹۲
[5] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۲ [6] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۲ [7] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۲

تارِیخ احمدیت

جلد اوّل

ابتداء سے لے کر ۱۸۹۷ء تک

مؤلفہ

دوست محمد شاہدؔ

توقف پر شکوہ اور سوءِ ظن ہو وہ کتاب واپس کرکے اپنی قیمت لے سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت میں مبتلا تھے انہوں نے کتابیں بھیج دیں اور حضرت اقدس نے انہیں قیمت واپس کردی اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب اور خستہ حالت میں واپس کیا مگر آپ نے قیمت کی واپسی میں ایک لمحہ کے لئے بھی تامل نہیں کیا۔ بلکہ بعض بگڑی ہوئی ذہنیتوں کی روش دیکھ کر یہاں تک کہا کہ وفات شدہ خریداروں کے ورثاء بھی کتاب واپس کرنا چاہیں تو وہ چار معتبر مسلمانوں کی تصدیق بھجوادیں انہیں بھی فی الفور قیمت ادا کردی جائے گی۔ [۵۴]

دوسری طرف براہین احمدیہ کی آڑ میں گند اچھالنے والوں کے لئے معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا "میں ایسے صاحبوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور دشنام دہی کو بھی محض للہ بخشتا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے لئے قیامت میں پکڑا جائے۔ [۵۵]

براہین احمدیہ کی تصنیف کا ذکر کرتے ہوئے ہم ۱۸۸۴ء تک جا پہنچے تھے۔ اب دوبارہ مضمون کے تسلسل میں ۱۸۸۰-۱۸۸۱ء کی طرف پلٹتے ہیں۔

الہامات کیلئے روزنامچہ نویس کا تقرر

اس وقت تک حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کو جو اہم خبریں ملتیں وہ اپنے حلقہ احباب تک پہنچا دیتے۔ قادیان میں آپ ہندوؤں میں سے لالہ ملاوامل، لالہ شرمپت رائے اور کشن سنگھ کو اور مسلمانوں میں سے میاں جان محمد مرحوم امام مسجد کو ان سے آگاہ رکھتے تھے اور بعض بیرونی احباب مثلاً لالہ بھیم سین صاحب وکیل اور حافظ ہدایت علی صاحب ڈپٹی ضلع وغیرہ کو بھی وقتاً فوقتاً ان سے تحریری اطلاع دیتے رہتے تھے۔ لیکن اب آپ نے الہامات لکھنے کے لئے بطور روزنامچہ نویس ایک نوکر رکھ لیا جس کا نام پنڈت شام لال تھا اور جو ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا۔ یہ برہمن نژاد فارسی اور ناگری میں اپنے دستخطوں کے ساتھ حضرت کے الہامات و مکاشفات روزنامچہ میں درج کرتا رہتا تھا۔ یہ شخص ایک عرصہ تک اس عہدہ پر متعین رہا۔ لیکن جب پنڈت لیکھرام قادیان میں آیا تو اس نے اسے دباؤ ڈال کر اس خدمت سے الگ کرالیا۔ اور گو وہ علیحدگی کے بعد بھی مخفی طور پر ملازمت کرتا رہا۔ مگر خدا کے زندہ اور روشن نشانوں کے لکھنے میں آپ کے مدنظر اتمام حجت کی جو غرض تھی اس کے لئے اس طرز کی پوشیدہ ملازمت سراسر بے فائدہ اور بے کار تھی۔ اس لئے حضرت اقدس نے خود ہی اسے برطرف کردیا اور پھر ایک اور ہندو برہمن کالیہ بوا اس کو یہ خدمت سپرد کردی۔ لیکن جب زمانہ ماموریت میں مکالمات الٰہیہ کی شہادت کا میدان پورے ملک کو محیط ہوگیا تو اس التزام کی ضرورت ہی نہ رہی۔

ا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تَذْكِرَہ

یعنی

وحیِ مقدس

و

رؤیا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تـــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۱۸۸۳ء

پھر بعد اس کے فرمایا :-

هُوَ شَعْنَا ۔ نَعْسَا

یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنے ابھی تک اس عاجز پر نہیں کُھلے۔[1]

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۵۶ حاشیہ در حاشیہ ۳ ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۶۴)

" پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سُرعتِ الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں :-

آئی لَوْ یُو۔ آئی شَیل گِوْ یُو ءِ لارج پارٹی آوف اِسلام[2]

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۵۶ حاشیہ در حاشیہ ۳ ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۶۴)

(ترجمہ) " مَیں تم سے محبت کرتا ہوں ۔ مَیں تمہیں ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۸۰ ۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۰۵)

۱۸۸۳ء

پھر بعد اس کے یہ الہام ہے :-

يَا عِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ[3] (وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا)[4] وَجَاعِلُ

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اس الہام کی تشریح میں تحریر فرمایا ہے۔
هُوْ شَعْنَا نَعْسَا ۔ اے خدا میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے نجات بخش اور مشکلات سے رہائی فرما۔ ہم نے نجات دیدی۔ یہ دونوں فقرے عبرانی زبان میں ہیں۔ اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو دعا کی صورت میں کی گئی اور پھر دعا کا قبول ہونا ظاہر کیا گیا اور اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو موجودہ مشکلات ہیں یعنی تنہائی ، بیکسی ، ناداری ، کسی آئندہ زمانہ میں وہ دُور کر دی جائیں گی چنانچہ پچیس برس کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اس زمانہ میں ان مشکلات کا نام و نشان نہ رہا۔" (براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۸۰ ۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۰۴)
(نوٹ از مرتب) فقرہ هُوْشَعْنَا متی ۲۱/۹ میں بھی آیا ہے جس کا ترجمہ حاشیہ میں یوں لکھا ہے "کرم کرکے نجات دے" دیکھئے زبور ۱۱۸/۲۵ ۔
نَعْسَا کا ترجمہ عبرانی میں ہے "قبول ہوئی"۔ (عربی عبرانی ڈکشنری)

[2] I love you. I Shall give you a large party of Islam.

[3] "الہام اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ اس قدر ہوا ہے جس کا خدا ہی شمار جانتا ہے بعض اوقات نصف شب کے بعد فجر تک ہوتا رہا ہے۔" (مکتوباتِ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۷۰ مکتوب مورخہ ۲۰ ۔ نومبر ۱۸۸۳ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب)

[4] "یہ فقرہ سہوِ کاتب سے براہین میں رہ گیا ہے۔" (براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۷۳ حاشیہ ۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۹۴، ۹۵)

خداوند یسُوع کا یروشلیم میں داخل ہونا

۲۱ جب وہ یروشلیم کے نزدیک پہنچے تو کوہِ زیتون پر بیت فگے کے پاس اُس نے اپنے دو شاگردوں کو یہ کہہ کر آگے بھیجا کہ [۲] سامنے والے گاؤں میں جاؤ۔ وہاں داخل ہوتے ہی تمہیں ایک گدھی بندھی ہُوئی ملے گی اور اُس کے ساتھ اُس کا بچّہ بھی ہوگا۔ اُنہیں کھول کر میرے پاس لے آنا [۳] اور اگر کوئی تُم سے کچھ کہے تو اُسے کہنا کہ خداوند کو اُن کی ضرورت ہے، وہ فوراً ہی اُنہیں بھیج دے گا۔

[۴] یہ اِس لیے ہُوا کہ جو کچھ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پُورا ہو جائے کہ

[۵] صیون کی بیٹی سے کہو کہ
تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے،
وہ حلیم ہے اور گدھے پر سوار ہے،
بلکہ گدھی کے بچّے پر۔

[۶] چنانچہ شاگرد روانہ ہُوئے اور جیسا یسُوع نے حکم دیا تھا ویسا ہی کیا۔ [۷] وہ گدھی اور اُس کے بچّے کو لے آئے اور اپنے کپڑے اُن پر ڈال دیئے اور وہ سوار ہو گیا [۸] اور ہجوم میں سے بہت سے لوگوں نے اپنے کپڑے راستے میں بچھا دیئے اور بعض نے درختوں کی ڈالیاں کاٹ کاٹ کر پھیلا دیں [۹] اور وہ لوگ جو یسُوع کے آگے آگے اور پیچھے پیچھے چل رہے تھے، نعرے لگانے لگے کہ

ابنِ داؤد کو ہوشعنا!

مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے!

عالمِ بالا پر ہوشعنا!

[۱۰] جب یسُوع یروشلیم میں داخل ہُوا تو سارے شہر میں ہلچل مچ گئی اور لوگ پُوچھنے لگے کہ یہ کون ہے؟

[۱۱] ہجوم نے کہا کہ یہ گلیل کے شہر ناصرت کا نبی یسُوع ہے۔

خداوند یسُوع ہیکل کو پاک صاف کرتا ہے

[۱۲] یسُوع ہیکل میں داخل ہُوا اور اُس نے اُن سب کو جو وہاں لین دین کر رہے تھے باہر نکال دیا۔ اُس نے صرّافوں کی میزیں اور کبوتر فروشوں کی چوکیاں اُلٹ دیں۔ [۱۳] اور اُن سے کہا کہ لکھا ہے کہ میرا گھر دعا کا گھر کہلائے گا لیکن تُم نے اُسے ڈاکوؤں کا اڈّا بنا رکھا ہے۔

[۱۴] تب کئی اندھے اور لنگڑے ہیکل میں اُس کے پاس آئے اور اُس نے اُنہیں شفا بخشی۔ [۱۵] لیکن جب سردار کاہنوں اور شریعت کے عالموں نے اُس کے معجزے دیکھے اور ہیکل میں لڑکوں کو ابنِ داؤد کی ہوشعنا پکارتے دیکھا تو غُصّہ سے بھر گئے۔

[۱۶] اُنہوں نے یسُوع سے پُوچھا: تُو سُن رہا ہے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

یسُوع نے اُن سے کہا: ہاں میں سُن رہا ہُوں۔ کیا تُم نے کبھی نہیں پڑھا کہ

بچّوں اور شیرخواروں کے مُنہ سے بھی
تُو نے اپنی پُوری حمد کروائی۔

[۱۷] اور تب وہ اُنہیں چھوڑ کر شہر سے باہر چلا گیا اور بیت عنیاہ گاؤں میں جا کر رات وہیں بسر کی۔

انجیر کے درخت کا سُوکھ جانا

[۱۸] صبح سویرے جب یسُوع شہر کی طرف لَوٹ رہا تھا تو اُسے بھوک لگی۔ [۱۹] اُس نے راہ کے کنارے انجیر کا درخت دیکھا اور وہ نزدیک پہنچا تو سوائے پتّوں کے اُس میں اور کچھ نہ پایا۔ لہٰذا اُس نے درخت سے کہا: آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے۔ اور اُسی دم وہ انجیر کا درخت سُوکھ گیا۔

[۲۰] شاگردوں نے یہ دیکھا تو حیران ہو کر پُوچھنے لگے کہ یہ انجیر کا درخت ایک دم کیسے سُوکھ گیا؟

[۲۱] یسُوع نے جواب دیا: میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ اگر تمہارا ایمان ہے اور اُس پر تمہیں شک نہیں تو تُم نہ صرف وہ جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہُوا کر سکو گے بلکہ اگر اِس پہاڑ سے بھی کہو گے کہ اُکھڑ جا اور سمندر میں جا گر تو یہ بھی ہو جائے گا۔ [۲۲] اگر تمہارا ایمان ہے تو جو کچھ تُم دعا میں مانگو گے وہ تمہیں مل جائے گا۔

خداوند یسُوع کے اختیار کے بارے میں سوال

[۲۳] جب یسُوع ہیکل میں آ کر تعلیم دے رہا تھا تو سردار کاہنوں اور یہودی بزرگوں نے اُس کے پاس آ کر پُوچھا: تُو یہ کام کس اختیار سے کرتا ہے؟ اور تجھے ایسے کام کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے؟

تـــذکـــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

محمود کو بھی پہنچی ہے مگر بظاہر خیریت ہے۔ الٰہی ہر یک تکلیف سے بچا۔ آمین۔

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۴۳)

۲۶؍ اگست ۱۸۹۲ء ”آج رات خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ لڑکے کہتے ہیں کہ

عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی۔

معلوم نہیں کل اور پرسوں کی کیا تعبیر ہے۔“

(مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مورخہ ۲۶؍ اگست ۱۸۹۲ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۱۲۲)

۱۸۹۲ء

”خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کسی ابتلاء اور فکر اور غم میں مبتلا تھے۔ ان کی طرف سے متواتر دُعا کی درخواست ہوئی۔ اتفاقاً ایک دن الہام ہوا:۔

”چل رہی ہے نسیم رحمت کی ٭ جو دُعا کیجئے قبول ہے آج“

اُس وقت مجھے یاد آیا کہ آج انہیں کے لئے دُعا کی جائے چنانچہ دُعا کی گئی اور ان کو بذریعہ خط اطلاع دی گئی۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد انہوں نے ابتلاء سے رہائی پائی اور بذریعہ خط اپنی رہائی سے اطلاع دی۔“

(نزول المسیح صفحہ ۲۲۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۰۳)

۱۸۹۲ء ”مَیں نے اُس[1] کی وفات کے بعد اُس کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے (جو سر سے پیر تک سیاہ ہیں) اور مجھ سے قریباً سو قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور مجھ سے مدد کے طور پر کچھ مانگتا ہے۔ مَیں نے جواب دیا کہ اب وقت گذر گیا اب ہم میں اور تم میں بہت فاصلہ ہے تو میرے تک نہیں پہنچ سکتا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۹)

۱۸۹۲ء

”طُوْبٰی لِمَنْ سَنَّ وَسَارَ“[2]

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲)

۱۸۹۲ء

”لَا تَخَفْ اِنَّنِیْ مَعَکَ۔ وَمَاشٍ مَّعَ مَشْیِکَ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَا یَعْلَمُہَا الْخَلْقُ۔ وَجَدْتُکَ مَا وَجَدْتُکَ۔ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ وَاِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ۔

---

[1] میر عباس علی صاحب لدھیانوی۔ (مرتّب)

[2] (ترجمہ از مرتّب) جس شخص نے اِس طریق کو اختیار کر لیا اور اس پر چل پڑا وہ بہت ہی خوش نصیب ہے۔

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اُس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہؤا۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳، ۳۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹)

(ھ) ”مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہؤا تھا کہ

ہے کرشن رُودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔“

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۹)

(و) ”جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن مَیں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ

جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تُو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔“

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۱، ۵۲۲)

سنہ ۱۹۰۰ء ”ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہؤا ہے جس پر مَیں بیٹھا ہؤا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے۔ کرشن جی کہاں ہیں جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا:

”ہے کرشن جی رُودّر گوپال“

(یہ ایک عرصہ[۱] دراز کی رؤیا ہے)۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۴۱، ۴۲ مورخہ ۲۹ اکتوبر و ۸ نومبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۲۲)

سنہ ۱۹۰۰ء فرمایا[۲] کہ

”ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے

---

[۱] چونکہ اِن ہر دو کشفوں کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہوسکی اِس لئے سابقہ کشف کی مناسبت سے اِسے یہاں درج کیا گیا۔ (مرتّب)

[۲] اِس الہام کا بھی صحیح سنہ معلوم نہیں ہوسکا پچھلی مناسبت سے یہاں لکھا گیا۔ (مرتّب)

تـــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

اُٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی۔"

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۶؍ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

۱۹۰۰ء

ایک[1] بار یہ الہام ہوا تھا کہ

"آریوں کا بادشاہ آیا۔"

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۶؍ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

۱۹۰۰ء

(الف) "ایک دفعہ مجھے مرضِ ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی۔ کئی دفعہ سَو سَو مرتبہ دِن میں پیشاب آتا تھا۔ دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہوگئے جن سے کاربنکل کا اندیشہ تھا۔ تب مَیں دُعا میں مصروف ہوا تو یہ الہام ہوا:

"وَالْمَوْتِ اِذَا عَسْعَسَ"

یعنی قسم ہے موت کی جب کہ ہٹائی جائے۔ چنانچہ یہ الہام بھی ایسا پُورا ہوا کہ اس وقت سے لے کر ہمیشہ ہماری زندگی کا ہر ایک سیکنڈ ایک نشان ہے۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۲۵ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۱۳)

(ب) پُرانا الہام: اَلْوِدَاعُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ غِیْضَ الْمَآءُ ۔ وَالْمَوْتِ اِذَا عَسْعَسَ

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام موجودہ خلافت لائبریری ربوہ)

۱۹۰۰ء

" فرمایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ محمود کی والدہ آئی ہیں اور اُن کے ہاتھ میں ایک جُوتی ہے اور مجھ سے کہتی ہیں یہ نئی جُوتی آپ پہن لیں اور پھر میرے ہاتھ میں دے کر کہا یہ جُوتی آپ کے لئے ہے پہن لیجئے، دشمن زیر ہے۔"

(از چٹھی مولانا مولوی عبد الکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۲)

۲۷؍ اکتوبر ۱۹۰۰ء

(الف) "بہت دفعہ ایسا اتّفاق ہوتا ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات بتلاتے ہیں۔ مَیں اُس کو سُنتا ہوں مگر آپ کی صورت نہیں دیکھتا ہوں۔ غرض یہ ایک حالت ہوتی ہے جو بَین الکشف والالہام ہوتی ہے۔ رات کو آپ نے مسیح موعود کے متعلق یہ فرمایا ہے:

یَضَعُ الْحَرْبَ وَیُصَالِحُ[1] النَّاس

یعنی ایک طرف تو جنگ وجدال اور حرب کو اُٹھا دے گا دوسری طرف اندرونی طور پر مصالحت کرا دے گا۔ گویا

---

[1] کاتب کی غلطی سے بَیْنَ کا لفظ رہ گیا ہے چنانچہ الحکم جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۳۰؍ نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل الہام یُصَالِحُ بَیْنَ النَّاسِ ہے۔ (مرتّب)

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۱۹۰۲ء

"اور ایک دفعہ الہام ہُوا:-

ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری اِستتی گیتا میں موجود ہے۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴؍ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

۱۹۰۲ء

"اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَكَ۔ اِنِّیْ بَایَعْتُكَ بَایَعَنِیْ رَبِّیْ۔"[1]

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴؍ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

۱۸؍ اپریل ۱۹۰۲ء

فرمایا: آج رات کو یہ الہام ہُوا:-

اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ وَمَنْ یَّلُوْمُهٗ اَلُوْمُ۔ اُفْطِرُ وَاَصُوْمُ۔[2]

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۶ مورخہ ۳۰؍ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)

۱۹۰۲ء

"جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پُوری ہوگئیں ...... اور پھر اس کے بعد ان دنوں میں بھی خدا نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ وہ عزّوجلّ فرماتا ہے:-

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ۔ اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَةَ۔ لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَهَلَكَ الْمُقَامُ۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ دَافِعُ الْاَذٰی۔ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔ اِنِّیْ حَفِیْظٌ۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ اَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ۔ اُفْطِرُ وَاَصُوْمُ۔ غَضِبْتُ غَضَبًا

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) تُو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ مَیں نے تیرے ساتھ ایک سَودا کیا ہے۔ خدا نے بھی میرے ساتھ ایک سَودا کیا ہے۔

[2] ترجمہ:- مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اس کی مدد کروں گا اور جو اُس کو ملامت کرے گا اس کو ملامت کروں گا، روزہ افطار کروں گا اور روزہ رکھوں گا یعنی کبھی طاعون بند ہوجائے گی اور کبھی زور کرے گی۔

(الحکم ۳۰؍ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۶، ۷)

"ظاہر ہے کہ خدا روزہ رکھنے اور افطار سے پاک ہے۔ اور یہ الفاظ اپنے اصلی معنوں کی رُو سے اُس کی طرف منسوب نہیں ہوسکتے۔ پس یہ صرف ایک استعارہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی مَیں اپنا قہر نازل کروں گا اور کبھی کچھ مُہلت دوں گا..... اِس قسم کے استعارات خدا کی کتابوں میں بہت ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا کہے گا کہ مَیں بیمار تھا، مَیں بھوکا تھا، مَیں ننگا تھا۔ الخ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۰ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۰ حاشیہ)

تـــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۲۴؍فروری ۱۹۰۴ء

"مَیں نے دیکھا کوئی کہتا ہے کہ فلاں شخص کی جگہ شیخ آیا۔ خیال گذرتا ہے کہ چندولال کی جگہ آیا۔ واللّٰہ اعلم۔"
(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

۲۹؍فروری ۱۹۰۴ء

"میدان میں فتح خدا تجھے دے گا"
(ضمیمہ اخبار البدر جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۶؍مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱ حاشیہ نیز کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

یکم مارچ ۱۹۰۴ء

"تمہارا نام ہے علی باس"
(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

۲؍مارچ ۱۹۰۴ء

"وقت صبح کے دیکھا کہ ایک کاغذ کا تھیلہ ہے جو روپیہ سے بھرا ہؤا ہے وہ مجھ کو کسی نے دیا اور مَیں نے لے لیا اور رومال سفید میں اس کو باندھنے لگا ہوں اور باندھتے وقت یہ دعا پڑھی رَبِّ اجْعَلْ بَرَكَةً فِيهِ اور یہ کلمہ بطور الہام تھا اور غنودگی ہوگئی اور دیکھا کہ ایک ٹوکرا انگوروں کے ڈبوں کا بھرا ہؤا آیا ہے۔"
(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

۱۱؍مارچ ۱۹۰۴ء

"بُشْرٰى لَكَ يَا غُلَامَ اَحْمَدَ"[1]
(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

۱۳؍مارچ ۱۹۰۴ء

"مَیں نے دیکھا کہ گویا ہولیوں کے دن ہیں۔ بہت ہندو سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہولی میں مشغول ہیں۔ چند بڑی مسجد میں جہاں مَیں کھڑا ہوں آئے ہیں۔ پھر مَیں بازار کے اندر آیا ہوں اور غول کے غول ہندو سیاہ کپڑے پہنے ہوئے کھڑے ہیں۔ ایک گروہ کے پاس جو مَیں جاتا ہوں تو کہتا ہوں خبردار مَیں مسلمان ہوں۔"
(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

۱۵؍مارچ ۱۹۰۴ء

"مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں نے اپنے مقدمہ میں دو معتبر آدمی حاکم کی طرف بھیجے ہیں اور پھر مَیں گیا ہوں اور جا کر پلنگ پر بیٹھ گیا ہوں اور اس وقت سلطان احمد میرے ساتھ ہے اور مَیں نے

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اے غلام احمد تجھے بشارت ہو۔

فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۵)

۴؍فروری ۱۹۰۵ء سَلٰمٌ[1] قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۵)

فروری ۱۹۰۵ء (الف) "رؤیا۔ ایک کاغذ دکھایا گیا جس میں کچھ سطور فارسی خط میں ہیں اور سب انگریزی لکھا ہوا ہے مطلب جن کا یہ سمجھ میں آیا کہ جس قدر روپیہ نکلتا ہے سب دے دیا جاوے گا۔"

(البدر جلد ۴ نمبر ۵ مورخہ ۸؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۹ نمبر ۵ مورخہ ۱۰؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲)

(ب) "ایک رؤیا دیکھی کہ ایک کاغذ ہے جس کے اُوپر کی دو تین سطریں فارسی خط میں ہیں باقی سب انگریزی ہے۔ اس کا مطلب یہ سمجھ میں آیا کہ گویا کوئی میرا نام لے کر کہتا ہے کہ دو سو پچاس روپیہ انہیں دیا جائے۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۴ نمبر ۲ فروری ۱۹۰۵ء)

۲۰؍فروری ۱۹۰۵ء "اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔"

(البدر جلد ۴ نمبر ۷ مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۹ نمبر ۷ مورخہ ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲)

ترجمہ:۔ تُو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۸)

۲۰؍فروری ۱۹۰۵ء "حضورؑ کی طبیعت ناساز تھی۔ حالتِ کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا:۔

خاکسار پیپرمنٹ"

(الحکم جلد ۹ نمبر ۷ مورخہ ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲۔ ریویو آف ریلیجنز ماہ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۳۰)

۲۷؍فروری ۱۹۰۵ء "کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شورِ قیامت[2] برپا ہے میرے

ترجیح دی اور تجھ کو چُن لیا۔ تُو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ میں نے تجھ کو اپنے لئے چُن لیا۔

[1] (ترجمہ از مرتب) سلامتی ہو ربِّ رحیم کی طرف سے یہ بات ہے۔ اور اے مجرمو! آج تم علیحدہ ہو جاؤ۔ سلامتی ہو ربِّ رحیم کی طرف سے یہ بات ہے۔ اور اے مجرمو! آج تم علیحدہ ہو جاؤ۔

[2] (نوٹ از مرتب) یہ شورِ قیامت برپا کرنے والا نشان وہ زلزلہ تھا جو ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو مختلف مقامات پر آیا۔

تـــذکـــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۹؍فروری ۱۹۰۶ء "در کلامِ تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست۔ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ۔"
(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲)

(ترجمہ) تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

۱۰؍فروری ۱۹۰۶ء "دیکھا کہ ایک جماعتِ کثیر میرے پاس کھڑی ہے۔ ایک حاکم آیا اور اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیوں اس جماعت کو منتشر نہ کیا جاوے؟ میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالفت نہیں صرف تعلیم پاتے ہیں۔ پھر اس حاکم نے کہ گویا وہ ایک فرشتہ تھا آسمان کی طرف منہ کر کے ایک دو باتیں کیں جو سمجھ میں نہیں آئیں۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ سلام اور چلا گیا۔"
(بدر جلد ۲ نمبر ۷ مورخہ ۱۶؍فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۶ مورخہ ۱۷؍فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۱؍فروری ۱۹۰۶ء

الہام ہؤا :-

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُن کی دلجوئی ہوگی۔"[1]
(بدر جلد ۲ نمبر ۷ مورخہ ۱۶؍فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۶ مورخہ ۱۷؍فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۱؍فروری ۱۹۰۶ء "اول کسی نے کہا

کرنسی نوٹ

پھر ایک کتاب مجھے دی گئی۔ گویا وہ کرنسی نوٹ تھے۔ اور پھر الہاماً میری زبان پر جاری ہؤا دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا۔

فرمایا۔ (اخبار سے مراد خبر ہے)۔"
(بدر جلد ۲ نمبر ۷ مورخہ ۱۶؍فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۶ مورخہ ۱۷؍فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

---

[1] ۱۹۰۵ء میں بنگالہ کی جو تقسیم ہوئی تھی وہ اس کی دل آزاری کا باعث بنی۔ آخر جارج پنجم نے اس الہام سے پانچ سال بعد وہ تقسیم منسوخ کر دی جو بنگالیوں کی دلجوئی کا باعث بنی۔ (مرتب)

تـــذکـــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

دُنیا کے ہموم و غموم میں لگ کر دین کے پہلو سے لاپرواہیں، مَیں ان کو ضرور غرق کروں گا اور ناکامی میں مریں گے یہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا۔

میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے جو دُنیا کے ہموم و غموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور دین کی فکر اور غم سے لاپرواہیں۔ گویا خدا تعالیٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کیلئے دعا مت کر۔ ان کی شفاعت مت کر کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مرگیا ان کی دُنیا بھی مرے گی۔ ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ دشمنوں کے لئے۔ پس اسی قرینہ سے مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر ان کی حالت دُنیا پرستی کی ہمارے اصول کے مخالف ہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰؍ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰؍ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۷؍ مئی ۱۹۰۶ء

"کلیسیا کی طاقت کا نسخہ"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰؍ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰؍ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۱؍ مئی ۱۹۰۶ء

"کُشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں"

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷؍ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۷؍ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۴؍ مئی ۱۹۰۶ء

"هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الزَّلْزَلَةِ۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا۔ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا۔ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا۔ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔[1]

یعنی انسانوں پر حیرت طاری ہو جاوے گی کہ اُن کے علوم اور تجارب کی حد سے باہر ظہور میں آئے گا۔ اُس دن زمین اپنا قصہ بیان کرے گی کہ اس پر کیا آفت آئی کیونکہ خدا اپنے رسول کو اس کے مافی الضمیر کا ترجمان بنائے گا اور اس رسول کو وحی کرے گا کہ کس باعث سے یہ غیر معمولی آفت ظہور میں آئی۔ پھر خدا تعالیٰ مجھے فرماتا

---

[1] (ترجمہ) کیا تجھے زلزلے کی خبر پہنچی نہیں کہ کس طرح واقعہ ہوگا۔ زمین ایک سخت دھکا دی جائے گی اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے باہر پھینک دے گی یعنی اکثر جگہ ایسا ہوگا۔ تب انسان کہے گا کہ آج زمین کو کیا ہوگیا وہ تو مقررہ طریقوں سے باہر چلی گئی ہے۔ (اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی کیونکہ تیرے رب نے اسے وحی کی ہوگی۔ مرتّب)

تــــذکــــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

ہیں اور دُعا سے ٹل سکتے ہیں قطعی حکم نہیں ہوتا۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۸ر ستمبر ۱۹۰۶ء (۱) لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیرِ خدا نے ان کو پکڑا اور شیرِ خدا نے فتح پائی۔

(۲) امین الملک جے سنگھ بہادر۔

(۳) رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔[1]

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۴) "(ا) پیٹ پھٹ گیا۔"[2] (معلوم نہیں یہ کس کے متعلق الہام ہے)

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(ب) "۳۰ر جولائی ۱۹۰۶ء میں اور بعد اس کے اور کئی تاریخوں میں وحیِ الٰہی کے ذریعہ بتلایا گیا کہ ایک شخص

بقیہ حاشیہ:۔

ہوں کہ وہ بلا سفر میں نازل ہو اور موجبِ شماتتِ اعدا ہو جائے۔ اس کے گواہ خود میر صاحب اور گھر کے لوگ ہیں چنانچہ یہ بات سُن کر میر صاحب نے مع اہل وعیال لاہور میں جانا ملتوی کر دیا اور جب صبح ہوئی تو پیشگوئی کے مطابق عزیز محمد اسحٰق کو سخت بخار ہو گیا اور اُس بخار کے ساتھ رانوں میں دو گلٹیاں نکل آئیں جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ طاعون ہے اور ایک نہایت خوفناک امر پیش آ گیا اور گھر میں سب پر ایک دہشت طاری ہوئی اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب معالج تھے مگر ہر دو بُن ران میں دو گلٹیوں کے نکلنے سے وہ بھی دہشت زدہ ہو گئے۔ تب حضرت مسیح موعود نے دُعا کرنا شروع کیا اور نہایت اضطراب سے توجہ کی تب خدا کے فضل سے اس دُعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابھی دو یا تین گھنٹے سے زیادہ نہیں گزرا ہو گا کہ بخار بالکل ٹوٹ گیا اور پھر گلٹیاں بھی گم ہو گئیں۔ گویا مرض کا نام ونشان نہ تھا اور تمام آثار طاعون کے جاتے رہے اور اب میاں محمد اسحٰق بخیر وعافیت باہر پھرتے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ (بدر جلد ۲ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ نیز دیکھئے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۲۷۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۲۔ نشان نمبر ۱۴۳)

[1] (ترجمہ از مرتب) اے میرے رب (میرے لئے) رُسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔

[2] "اس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ میں میاں صاحب نور مہاجر جو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی جماعت میں سے تھا یک دفعہ ایک دَم میں پیٹ پھٹنے کے ساتھ مر گیا اور معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں کچھ مدت سے رسولی تھی لیکن کچھ محسوس نہیں کرتا تھا اور جوان مضبوط و توانا تھا یک دفعہ پیٹ میں درد ہوا اور آخری کلمہ اس کا یہ تھا کہ اُس نے تین مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا۔ بعد اس کے مر گیا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۳۵)

تـــذکـــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۲۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء "(۱) آج ہماری بخت بیداری۔

(۲) اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۔[1]

(۳) خدا نے اُسے لیا۔

(۴) وَاللہ! وَاللہ! سِدّھا ہو یا آوؔلا۔

فرمایا۔ یہ پنجابی فقرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کج طبع آدمی درست ہو گیا ہے۔

(۵) وقت رسید[2]"

(بدر جلد ۶ نمبر ۵۲ مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ایامِ جلسہ ۱۹۰۷ء "یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔[3]"

(بدر جلد ۷ نمبر ۱ مورخہ ۹ر جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱، ۳۔ الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱ مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

---

[1] (ترجمہ) یقیناً تیرا دشمن جو ہے وہی اَبتر ہے۔ [2] (ترجمہ) وقت آ گیا۔

[3] (ترجمہ از مرتّب) یعنی اے نبی! بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔

(نوٹ) "بعض مہمانوں کو (سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء کے موقعہ پر۔ مرتّب) ایک دن کھانا بہت دیر میں ملا۔ روٹی کافی تیار تھی مگر جگہ تنگ تھی اور تھوڑے آدمی ایک وقت میں کھا سکتے تھے اِس واسطے بہت دیر ہو گئی اور بعض مہمان بغیر کھانا کھانے کے سونے کے کمروں میں چلے گئے..... تو اُن کو یہ انعام ملا کہ خود خداوندِ عالَم نے ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا اور براہِ راست آسمان سے اللہ کے رسول کے پاس رات کو پیغام پہنچا کر اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَّ بھوکے اور مُضطر کو کھانا کھلا۔ صبح سویرے حضورؑ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رات کو بعض مہمان بھوکے رہے۔ اُسی وقت آپ نے ناظمانِ لنگر کو بُلایا اور بہت تاکید کی کہ مہمانوں کی ہر طرح سے خاطرداری کی جاوے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔" (بدر جلد ۷ نمبر ۱ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ اسی الہام کے متعلق فرماتے ہیں۔

"۲۸ر دسمبر ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے کہ صبح کے آٹھ بجے کھانا کھانے کے بعد یہ عاجز جلسہ میں تقریروں کے سننے میں لگ گیا۔ اسی روز مسیح پاک کی تقریر بھی سنی اور خوب سیری حاصل ہوئی۔ نماز مغرب وعشاء (جمع کردہ) ادا کی اور مسجد مبارک میں حسب الارشاد مجلس معتمدین صدر انجمن کے جنرل اجلاس میں شامل ہونے کی غرض سے بیٹھ گیا کہ اجلاس کے بعد کھانا کھالوں گا۔ اعلان کے مطابق اس میں جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریوں کی شمولیت ضروری تھی۔ میں اس وقت کمزور تھا۔ بھوکا تھا کہ صبح آٹھ بجے کا کھانا کھایا ہوا تھا۔ دن میں اور کچھ کھانے کو میسّر نہ آیا تھا۔ بیس سالہ جوان تھا۔ شاید ایک آدھ کے سوا باقی تمام احباب سنتوں وغیرہ سے فارغ ہو کر مسجد سے چلے گئے تھے۔ اس حال کے پیشِ نظر نفس تقاضا کرتا تھا کہ اٹھ کر چلا جا کہ غالباً اراکین صدر انجمن احمدیہ کھانا کھانے کے لئے چلے گئے ہیں اور سب لوگ لنگر میں کھانا کھا رہے ہیں تُو بھی جا کر کھانا کھا کر چلا آ۔ لیکن غریب دل ڈرا کہ مبادا

تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۹؍اکتوبر ۱۹۰۶ء ”مَیں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہے اور مَیں نے خیال کیا کہ یہ فرشتہ ہے اور لفظ قادر کی مناسبت سے اُس شکل پر ظاہر ہوا ہے اور مَیں اُس کے آگے اِس قدر دوڑتا ہوں کہ گھوڑا پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم شہر میں داخل ہو گئے اور وہ فرشتہ جو میرے بھائی کی شکل پر تھا گھوڑے پر سے اُتر آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک تازیانہ ہے اور ایک مضبوط سپاہی قوی ہیکل شکل میں ہے اور ہم نے شہر میں ایک طرف جانے کا ارادہ کیا۔ گویا کوئی کام ہے یا کوئی خدمت ہے جو اس فرشتہ نے بجا لانی ہے۔ بعد اس کے الہام ہوا:۔

اَے عبدالحکیم! خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے۔ اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے۔

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ عبدالحکیم میرا نام رکھا گیا ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ ان بیماریوں میں سے کوئی بیماری میرے لاحقِ حال ہو کیونکہ اس میں شماتتِ اعداء ہے۔“

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۱ مورخہ ۱۱؍اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء ”خواب میں دیکھا کہ مَیں کچھ لکھ رہا ہوں اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے:۔

عِلْمُ الدَّرْمَان ۲۲۳

فرمایا۔ علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے۔ اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مُراد ہے۔“ (بدر جلد ۲ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۶ مورخہ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

بقیہ حاشیہ:۔ ہوا مگر تاریخ پچھلی ڈالی گئی۔ چنانچہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۳ مورخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ میں بھی یہ نوٹ دیا گیا۔ (مرتب)

---

[1] نوٹ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”عِلْم عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں۔ جاننا۔ اور درمان ایک فارسی لفظ ہے جس کے معنے ہیں۔ علاج۔ یعنی علاج کا علم ۱۵؍اکتوبر سے ۲۲۳ دن بعد ہو جائے گا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ ۱۵؍اکتوبر سے دوسوتیئسواں دن کونسا ہے۔ سو حساب لگا کر دیکھو کہ وہ دن ۲۵؍مئی ۱۹۰۷ء ہے چنانچہ اس الہام کے مطابق حضرت اقدسؑ ۲۶؍مئی کو فوت ہوئے۔

اب ایک اَور غور طلب امر ہے جس کا شاید مخالف کم فہمی سے انکار کر دے اور وہ یہ کہ الہام تو ہوا ہے ۱۹۰۶ء کو اور فوت ہوئے ۱۹۰۸ء میں۔ تو یہ ایک سال اور ۲۲۳ دن ہوئے۔

سو یاد رہے کہ اس کی دو وجوہات ہیں۔ اوّل تو یہ کہ اس کے ساتھ ہی الہام ہے کہ اِنَّ الْمَنَایَا لَا تَطِیْشُ سِھَامُھَا

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

معلوم تک مَیں زمین پر رہوں گا۔

(۳) پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور مَیں نے اس کو زمین کی طرف گرتے دیکھا۔ پھر کسی نے کہا۔

غلام احمد کی جے[1]

یعنی فتح۔" (بدر جلد ۶ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء

"(۱) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَرُوْمُ مَا یَرُوْمُ۔[2]

(۲) کشفی رنگ میں مغز بادام دکھائے گئے اور اس کشف کا غلبہ اس قدر تھا کہ مَیں اٹھا کہ بادام لوں۔

(۳) رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ۔[3]

(۴) ایسوسی ایشن[4]۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

---

[1] حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فتنۂ احرار کے دَوران میں ۱۴ جون ۱۹۳۵ء میں خطبہ جمعہ کے دَوران میں فرمایا "اِن الہامات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کوئی خاص مصائب نہیں آئے جس سے ثابت ہے کہ یہ الہامات آئندہ زمانہ کے متعلق ہیں۔..... دیکھو ان الہامات میں کس طرح بتایا گیا ہے کہ آپ کے متبعین کے لئے ایک جہنّم تیار کی جائے گی۔ یہ جہنّم چونکہ آپ کے زمانہ میں نہیں اِس لئے لازماً آپ کے بعد کے زمانہ کے لئے ماننی پڑے گی مگر اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھیوں کو اس سے بچالے گا کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جائیں گی جن کا جواب خود خدا دے گا اور اُس وقت تک تائیدِ الٰہی ختم نہ ہوگی جب تک احمدیت کی فتح نہ ہو اور دُنیا میں غلام احمد کی جے کے نعرے بلند نہ ہوں۔ جے کا لفظ بتاتا ہے کہ اِس مخالفت میں ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں گے لیکن بتادیا ہے کہ آخر وہ جے کہنے پر مجبور ہوں گے پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں خبریں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ابتلاء آئیں گے اور سخت آئیں گے گالیاں دی جائیں گی۔ ہندو بھی مخالفت میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ احمدیت کو فتح دے گا حتّٰی کہ مخالف بھی پکار اُٹھیں گے کہ غلام احمد کی جے۔"

(الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۹۲ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۴)

[2] (ترجمہ) مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس بات کا قصد کروں گا جس کا وہ قصد کرے۔

[3] (ترجمہ) اے میرے ربّ! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

[4] Association

تــــذکــره

مجموعه

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۱۸۹۷ء خواب میں دکھائے گئے۔ (۱) تین اُسترے (۲) عطر کی شیشی۔ (ذکرِ حبیبؓ صفحہ ۲۲۱)

۱۸۹۷ء "تین میں سے ایک پر عذاب نازل ہوگا۔" (ذکرِ حبیبؓ صفحہ ۲۲۱)

دسمبر ۱۸۹۷ء "کل حضرت اقدسؑ کو چار پانچ مُریدوں کی قسمت دکھلائی گئی جن کو وہ خوب جانتے ہیں اور ایک کی عمر صرف چار سال باقی ہے۔ اِس سے زیادہ بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا۔"[1]

(اصحابِ احمدؐ جلد ۴ صفحہ ۱۲۰ حاشیہ مکتوب مرزا خدا بخش صاحب و رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۵ صفحہ ۹۲ روایت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی)

۱۸۹۷ء اور ایک الہام یہ بھی ہؤا۔

"وَقَادِرٌ عَلَى الْاِجْتِمَاعِ وَالْاِجْمَاعِ وَالْجَمْعِ۔"[2]

(اصحابِ احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۰ حاشیہ مکتوب مرزا خدا بخش صاحب)

۱۳ یا ۱۴ / جنوری ۱۸۹۸ء حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"ہم کو خواب ہؤا کہ ہماری جماعت کے ایک شخص کو ہم نے دیکھا لیکن ہم اس کو اُس وقت پہچانتا تھا[3] اَب یاد نہیں۔ ایک سونے کا کنٹھا پہنایا گیا ہے۔ مَیں نے کہا کہ ایک رُومال بھی باندھ دو اور وہ رومال بھی باندھا گیا۔" (اصحابِ احمدؐ جلد ۴ صفحہ ۵۲۵، ۵۲۶)

مارچ ۱۸۹۸ء "خواب میں دیکھا کہ سیّد احمد صاحب کا ستارہ قریب[4] غروب ہے۔"

(مکتوب پیر سراج الحق صاحبؓ نعمانی صفحہ ۶)

---

[1] میاں امام الدین صاحب کی روایت کی رُو سے اِس رؤیا کی تاریخ فروری ۱۹۰۰ء ہے۔ واللہ اَعلم۔ (مرتّب)

[2] (ترجمہ از مرتّب) وہ جمع ہونے اور جمع کرنے اور جماعت بنانے پر قادر ہے۔

[3] نقل مطابق اصل۔ (مرتّب)

[4] سر سیّد احمد خان صاحب کی وفات ۲۷ / مارچ ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔ دیکھئے حیاتِ جاوید مؤلفہ مولانا الطاف حسین حالی چھاپ ۱۸۹۸ء تا ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۰۴۔ (مرتّب)

تـــذكـــره

مجموعه

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۱۹۰۰ء پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کی نماز کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج تھوڑی دیر ہوئی عجیب الہام ہوا کہ جو سمجھ میں نہیں آیا پہلے الہام ہوا[1]:-

"تائی آئی"

ہمارے تو کوئی تائی ہے نہیں نہ نزدیک نہ دُور ہاں ہمارے لڑکوں کی تائی ہے جو وہ ہماری دشمن ہے۔ پھر الہام ہوا:-

"تار آئی"

(البشریٰ مرتبہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ صفحہ ۱۳ حاشیہ)

۲۵ فروری ۱۹۰۱ء "کَتَابٌ[2] مَسْلُوْخَةٍ عِنْدَ وَعْظٍ مُعَطَّلٍ۔"

(الحکم جلد ۲۶ نمبر ۱۹، ۲۰ مورخہ ۲۱/۲۸ مئی ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۸)

۱۹۰۱ء حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

(الف) "جب قادیان کی زندگی احمدیوں کے لئے اِس قدر تکلیف دِہ تھی کہ مسجد میں خدا تعالیٰ کی عبادت

---

[1] "اِس الہام میں در اصل تین پیشگوئیاں ہیں۔ اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد میں سے خلیفہ ہوگا۔ دوئم یہ کہ اس وقت (حضورؑ کی اولاد کی) تائی صاحبہ جماعت میں شامل ہوں گی تیسرے تائی صاحبہ کی عمر کے متعلق پیشگوئی تھی .... کہ وہ زندہ رہے گی اور آپؑ کی اولاد سے ایک خلیفہ ہوگا جس کی بیعت میں (وہ) شامل ہوگی"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ دسمبر ۱۹۲۷ء حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مطبوعہ الفضل جلد ۱۵ نمبر ۴۴ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۸)

(نوٹ از مرتب) تائی صاحبہ کا نام حرمت بی بی تھا اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی زوجیت میں تھیں۔ آپ نے ۱۹۱۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (دیکھئے الفضل جلد ۳ نمبر ۴۹ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

اور یکم دسمبر ۱۹۲۷ء میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں مدفون ہوئیں۔

(الفضل جلد ۱۵ نمبر ۴۷ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۵ تا ۸)

اور تار آئی سے یہ مُراد تھی کہ یہ خبر گویا خدا تعالیٰ آسمانی تار کے ذریعہ دے رہا ہے۔ (ایضاً)

[2] غالباً یہ لفظ کَشَاةٍ ہے جو کاتب کی غلطی سے کَتَاب لکھا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس میں ایک شخص کی حالت کا بیان ہے کہ اس کا حال ایک بے کار وعظ کے وقت بھی رقّت سے ایسا ہو جاتا ہے گویا کھال اُتری ہوئی بکری ہے۔ (مرتب)

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۱- اوائل[1] کا واقعہ ہے کہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں کشفاً دکھایا گیا کہ "ایک باغ لگایا جارہا ہے اور مَیں اس کا مالی مقرر کیا گیا ہوں۔" (حیات احمد صفحہ ۲۲۵ مرتبہ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

۲- حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "مجھے...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے ...... بتایا گیا ہے ...... کہ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

بہت پڑھنا چاہیئے۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل روایت ۸ صفحہ ۲ ایڈیشن دوم)

۳- (حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا)

"ہمارے امام علیہ السلام نے آپؐ کو خاتم النبیین رسول رَبّ العالمین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شکل پر رؤیا میں دیکھا ہے اور یہ بسبب ان کی کمال اتباعِ سُنّت کے تھا۔"

(مقدمہ مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین زیرعنوان مذہب وعقاید صفحہ ۳۹)

۴- (الف) مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک صاحب جو غالباً ریاست جیند کے رہنے والے تھے بیمار ہو کر علاج کے واسطے قادیان آئے اور پیر سراج الحق صاحبؓ کے مکان پر انہوں نے قیام کیا۔ پیر صاحبؓ نے اُن کی سفارش حضرت صاحبؑ سے کی کہ یہ بیمار رہتے ہیں حضورؑ ان کے لئے دُعا کریں۔ حضورؑ نے دُعا کی تو حضورؑ کو الہام ہوا۔

"کُچلہ کونین فولاد۔ یہ ہے دوائے ہمزاد"

(اخبار "المصلح" کراچی جلد ۲ نمبر ۶ مورخہ ۸ر جنوری ۱۹۵۴ء صفحہ ۳)

(ب) "حَبّ کُچلہ کونین فولاد مساوی نصف سرخ۔ الہامی ہے۔"

(جیبی بیاض حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ صفحہ ۳۔ بیاض نور الدین مرتبہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۰ طبع اوّل)

۵- (الف) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا اور دکھایا گیا کہ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان[2][3] ہے اِس میں ہم کچھ حَسَنی طریق سے داخل ہوں گے اور کچھ حُسینی طریق سے ...... معلوم نہیں کہ اِس الہام کا کیا مطلب[4] ہے۔"

(الفضل جلد ۷ نمبر ۲۸ مورخہ ۷ر اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۸)

---

[1] یہاں سے وہ الہامات وکشوف ورؤیا شروع ہوتے ہیں جن کے سنہ نزول کا پتہ نہیں چل سکا۔ (مرتّب)

[2] یعنی مولوی عبداللہ صاحب غزنوی۔ (مرتّب)

[3] یعنی مرزا نظام الدین صاحب کا مکان۔ (مرتّب)

[4] "لیکن وقت پر معنے کھُلتے ہیں ...... (اس کے معنے یہ ہیں) ...... کہ حضرت حسنؓ و حسینؓ ...... کا رویہ اختیار کر کے ہم داخل ہوں گے ...... جو

تــــذكــره

مجموعه

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

سبع مثانی کی تحقیق کا ذکر ہوا کسی نے الحمد کا نام بتلایا اور کسی نے دوسری آیتوں کا، اور کسی نے کہا کہ الحمد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس لئے دونوں مقام پر نازل ہونے کے باعث اِس کا نام سبع مثانی ہوا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن ہمارے نزدیک اِس سُورۃ کا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا اور دوسری بار مہدی و مسیح موعود پر نازل ہونا ہے جس کے سبب سے اِس کا نام سبع مثانی ہوا۔"

(مکتوب[1] صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ)

۲۷- فرمایا "آج رات کو ہمیں الہام ہوا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓـؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ[2]"

(مکتوب صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ ۔ البشریٰ مؤلفہ صاحبزادہ صاحب صفحہ ۶۳۔ الحکم جلد ۲۳ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ ۱)

۲۸- اِس کے بعد پھر الہام ہوا:۔

"نُوْرُ الدِّيْنِ"

(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ ۔ البشریٰ صفحہ ۶۴)

۲۹- ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ الہام سُنایا کہ:۔

"پٹّی[3] پٹّی گئی"

(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ ۔ البشریٰ مرتبہ پیر سراج الحق صاحب صفحہ ۸)

---

[1] یہ مکتوب قلمی دفتر تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بوقت تیاری تذکرہ طبع دوم موجود تھا جس سے خاکسار نے نقل کیا مگر اَب کہیں غائب ہے۔ (مرتّب)

[2] (ترجمہ از مرتّب) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ ہے۔ پھر اُس پر مضبوطی سے قائم رہے ان پر فرشتے اُترتے ہیں۔ یہ بشارت دیتے ہوئے کہ خوف نہ کھاؤ اور نہ غمگین ہو اور بشارت حاصل کرو اُس جنّت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست و مددگار ہیں اِس دُنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

نوٹ:۔ الحکم پرچہ مذکورہ بالا اور البشریٰ صفحہ ۶۳ میں یہ فقرہ "نَحْنُ اَوْلِيٰٓـؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" نہیں ہے اور الحکم پرچہ مذکورہ بالا میں اس کی جگہ "نُوْرُ الدِّيْنِ" کے الفاظ ہیں۔ (مرتّب)

[3] پٹّی ایک قصبہ کا نام ہے جو ضلع لاہور میں ہوتا تھا مگر ملکی تقسیم کے وقت ضلع امرتسر میں چلا گیا۔ (مرتّب)

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۱۸۹۶ء / ۱۸۹۷ء "۱۳۱۴ھ کا ذکر ہے جب میرے ہاں لڑکی ساجدہ پیدا ہونے والی تھی۔ جمعہ اور پنجگانہ نماز کے پڑھانے کا مجھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم تھا۔ میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہا تھا اور سورۃ مومنون کا رکوع اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ تک پڑھا۔ دوسرے روز آپؑ نے مجھے فرمایا کہ سورۃ مومنون کی آیات جس قدر تم نے خطبہ میں پڑھیں وہ ساتھ کے ساتھ ہم پر الہام ہوتی رہیں۔ یہ تمہارا خطبہ مقبول ہوگیا۔"
(البشریٰ صفحہ ۷۶ حاشیہ۔ تحریر صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ)

۲ر مارچ ۱۸۹۷ء میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی ..... نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "آج شب گھر میں دردِ زِہ[1] کی تکلیف تھی۔ دُعا کرتے کرتے لیکھرام سامنے آگیا۔ اس کے معاملہ میں بھی دعا کی گئی۔ اور فرمایا کہ جو کام خدا کے منشاء میں جلد ہوجانے والا ہو اس کے متعلق دعا میں یاد کرایا جاتا ہے چنانچہ اس کے چوتھے روز لیکھرام مارا گیا۔" (سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۴۳۰ صفحہ ۱۰۳)

۱۸۹۷ء حضرت اقدسؑ کو بہت روز ہوئے ایک خواب بدیں طور ہوئی کہ ہماری پگڑی اور عصا اور چوغہ چوری ہوگیا۔ چوغہ تو جلد مل گیا مگر عصا و پگڑی کے لئے آدمی واپس لینے گیا ہے۔ (مکتوب مرزا خدا بخش صاحب بحکم حضرت اقدسؑ بنام منشی جلال الدین صاحب مورخہ ۱۳؍ مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۲)

۱۸۹۷ء "حسین کامی ترکی سفیر (کے متعلق) حضورؑ نے فرمایا کہ "رات کو خواب دیکھا اور معلوم ہوا کہ وہ منافق طبع ہے۔" (اصحابِ احمد جلد ۷ صفحہ ۱۲۸ روایت سردار ماسٹر عبدالرحمٰن صاحبؓ جالندھری سابق مہر سنگھ)

۲۸؍ جولائی ۱۸۹۷ء "الہام ہوا۔ توپہ یا طوپہ۔ فرمایا عبرانی لغت میں تلاش کرو شاید کہ یہ عبرانی لفظ ہو۔" (ذکرِ حبیبؑ صفحہ ۲۲۲ مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

۲۱؍ اگست ۱۸۹۷ء (۱) اِنِّیْ[2] مَعَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْاَکْبَرِ۔ (۲) اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ۔
(ذکرِ حبیبؑ صفحہ ۲۲۱)

---

[1] چنانچہ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اسی شب پیدا ہوئیں۔ (مرتّب)

[2] (ترجمہ از مرتّب) (۱) مَیں خدائے عزیز و اکبر کے ساتھ ہوں۔ (۲) تُو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے ہوں۔

تـــذکـــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

وغیرہ کا روپیہ آیا امرتسر بھی جانا پڑا کیونکہ عدالتِ خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کے لئے اِس عاجز کے نام اُسی روز ایک سمن آگیا۔"

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۶۸-۴۷۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۵۹-۵۶۱)

۱۸۸۲ء

"کچھ عرصہ ہوا..... ایک صاحب نور احمد نامی جو حافظ اور حاجی بھی ہیں بلکہ شاید کچھ عربی دان بھی ہیں اور واعظِ قرآن ہیں اور خاص امرتسر میں رہتے ہیں اتفاقاً اپنی درویشانہ حالت میں سَیر کرتے کرتے یہاں بھی آگئے..... چونکہ وہ ہمارے ہی یہاں ٹھہرے اور اِس عاجز پر انہوں نے خود آپ ہی یہ غلط رائے جو الہام کے بارے میں اُن کے دل میں تھی[1] مدعیانہ طور پر ظاہر بھی کر دی اِس لئے دِل میں بہت رنج گذرا۔ ہر چند معقول طور پر سمجھایا گیا کچھ اثر مترتب نہ ہوا۔ آخر توجہ اِلی اللہ تک نوبت پہنچی اور اُن کو قبل از ظہور پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت میں دُعا کی جائے گی کچھ تعجب نہیں کہ وہ دُعا بہ پایۂ اجابت پہنچ کر کوئی ایسی پیشگوئی خداوند کریم ظاہر فرماوے جس کو تم بچشم خود دیکھ جاؤ۔ سو اُس رات اِس مطلب کے لئے قادرِ مطلق کی جناب میں دُعا کی گئی علی الصّباح بہ نظرِ کشفی ایک خط دکھلایا گیا جو ایک شخص نے ڈاک میں بھیجا ہے۔ اُس خط پر انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے:۔

آئی ایم کوَرلر[2]

اور عربی میں یہ لکھا ہوا ہے:۔

ھٰذَا شَاھِدٌ نَزَّاغٌ

اور یہی الہام حکایۃً عن الکاتب القا کیا گیا اور پھر وہ حالت جاتی رہی۔

چونکہ یہ خاکسار انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا۔ اِس جہت سے پہلے علی الصّباح میاں نور احمد صاحب کو اُس کشف اور الہام کی اطلاع دے کر اور اُس آنے والے خط سے مطلع کر کے پھر اُسی وقت ایک انگریزی خوان سے اُس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اُس کے یہ معنے ہیں کہ میں جھگڑنے والا ہوں۔ سو اُس مختصر فقرہ سے یقیناً یہ معلوم ہو گیا کہ کسی جھگڑے کے متعلق کوئی خط آنے والا ہے اور ھٰذَا شَاھِدٌ نَزَّاغٌ کہ جو کاتب کی طرف سے دوسرا فقرہ لکھا ہوا دیکھا تھا اُس کے یہ معنے کُھلے کہ کاتبِ خط نے کسی مقدمہ کی شہادت کے بارہ میں وہ خط لکھا ہے۔

اُس دن حافظ نور احمد صاحب بہ باعثِ بارشِ باران امرتسر جانے سے روکے گئے اور درحقیقت ایک سماوی سبب سے اُن کا رُکا جانا بھی قبولیتِ دُعا کی ایک خبر تھی تا وہ جیسا کہ اُن کے لئے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی گئی

---

[1] کہ الہام انسان کے دماغی خیالات ہی کا نام ہے۔ (مرتّب)

[2] I am quarreler.

تــــذکــره

مجموعه

الهامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود ومهدی معهود علیه السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل "ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہؤا :-

آئی لَو یُو[1]

یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں

پھر یہ الہام ہؤا :-

آئی ایم وِدْ یُو[2]

یعنی مَیں تمہارے ساتھ ہوں

پھر الہام ہؤا :-

آئی شَیل ہَیلپ یُو[3]

یعنی مَیں تمہاری مدد کروں گا

پھر الہام ہؤا :-

آئی کَین وَہٹ آئی وِلْ ڈُو[4]

یعنی مَیں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا

پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہؤا :-

وُی کَین وَہٹ وُی وِلْ ڈُو[5]

یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے

اور اُس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہؤا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہؤا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اُس میں ایک لذّت تھی جس سے رُوح کو معنے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلّی اور تشفّی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۸۰، ۴۸۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۱، ۵۷۲)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل "ایک دفعہ صبح کے وقت بنظر کشفی چند ورق چھپے ہوئے دکھائے گئے کہ جو ڈاکخانہ

---

1. I love you.
2. I am with you.
3. I shall help you.
4. I can what I will do.
5. We can what we will do.

تــــذکــره

مجموعه

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

سے آئے ہیں اور اخیر پر اُن کے لکھا تھا ۔

آئی ایم بائی عیسےٰ[1]

یعنی مَیں عیسےٰ کے ساتھ ہوں

چنانچہ وہ مضمون کسی انگریزی خوان سے دریافت کرکے دو ہندو آریہ کو تبلایا گیا جس سے یہ سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص عیسائی یا عیسائیوں کی طرز پر دینِ اسلام کی نسبت کچھ اعتراض چھپوا کر بھیجے گا چنانچہ اُسی روز ایک آریہ کو ڈاک آنے کے وقت ڈاک خانہ میں بھیجا گیا تو وہ چند چھپے ہوئے ورق لایا جس میں عیسائیوں کی طرز پر ایک صاحب خام خیال نے اعتراضات لکھے تھے۔“ (براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۸۱، ۴۸۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۳، ۵۷۴)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل ”ایک دفعہ کسی امر میں جو دریافت طلب تھا خواب میں ایک درم نُقرہ جو بشکل بادامی تھا اس عاجز کے ہاتھ میں دیا گیا۔ اُس میں دو سطریں تھیں۔ اوّل سطر میں یہ انگریزی فقرہ لکھا تھا

یَس آئی ایم ہیپی[2]

اور دوسری سطر جو خطِ فارق ڈال کر نیچے لکھی ہوئی تھی وہ اُسی پہلی سطر کا ترجمہ تھا یعنی یہ لکھا تھا کہ

ہاں مَیں خوش ہوں“

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۸۲، ۴۸۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۴، ۵۷۵)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل ”ایک دفعہ کچھ حُزن اور غم کے دن آنے والے تھے کہ ایک کاغذ پر بنظرِ کشفی یہ فقرہ انگریزی میں لکھا ہوا دکھایا گیا۔

لائف آف پین[3]

یعنی زندگی دُکھ کی“

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۸۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۵)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل ”ایک دفعہ بعض مخالفوں کے بارہ میں جنہوں نے عناد دلی سے خواہ نخواہ قرآن شریف کی توہین کی تھی اور عداوتِ ذاتی سے جس کا کچھ چارہ نہیں دینِ متین اسلام پر بے جا اعتراضات اور بیہودہ تعرضات کئے

---

1. I am by Isa.
2. Yes, I am happy.
3. Life of pain.

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

تھے دو فقرے انگریزی میں الہام ہوئے :-

گاڈ اِز کمِنگ بائی ہِز آرمی۔[1] ہِی اِز وِدْ یُو ٹُو کِل اِنیمی[2]

یعنی خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۸۳، ۴۸۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۶، ۵۷۷)

۱۸۸۳ء

" بُورِكْتَ يَا أَحْمَدُ وَكَانَ مَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ حَقًّا فِيْكَ

اے احمد تُو مبارک کیا گیا ہے اور خدا نے جو تجھ میں برکت رکھی ہے وہ حقانی طور پر رکھی ہے۔"

شَأْنُكَ عَجِيْبٌ وَّأَجْرُكَ قَرِيْبٌ

تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ نزدیک ہے

اِنِّيْ رَاضٍ مِّنْكَ۔ اِنِّيْ رَافِعُكَ اِلَيَّ۔ اَلْاَرْضُ

وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيْ۔

مَیں تجھ سے راضی ہوں۔ مَیں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے وہ میرے ساتھ ہیں۔

ھُوَ کا ضمیر واحد بتاویل مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب تلطّفات اور برکاتِ الٰہیہ ہیں جو حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر یک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے سب طفیلی ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۸۶ تا ۴۸۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۹، ۵۸۰)

۱۸۸۳ء

" پھر بعد اس کے فرمایا :-

اَنْتَ وَجِيْهٌ فِيْ حَضْرَتِيْ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ

تُو میری درگاہ میں وجیہ ہے مَیں نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا۔

---

1. God is coming by his army.
2. He is with you to kill enemy.

نوٹ :- انگریزی زبان میں لفظ بائی by بمعنی togather with اور in company with یعنی معیّت اور ساتھ ہونے کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے

Dialect Dictionary by Joseph wright P.470

تـــذکـــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

یہ اُردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اَور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں...
.... فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے ....

.... اور وہ الہام یہ ہیں :-
ڈوآل من شُڈ بی اَنگری بٹ گاڈ اِز وِدیُو۔ ہی شَل ہلپ یُو۔ وَارڈس آف گاڈ ناٹ
کین[★] ایکس چینج[1]

ترجمہ :- اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کے
کلام بدل نہیں سکتے۔

پھر بعد اس کے ایک دو اَور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے :-
آئی شَل ہلپ یُو[2]

مگر بعد اِس کے یہ ہے :-

یُوہیو ٹُو گو اَمرت سَر[3]

پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنے معلوم نہیں اور وہ یہ ہے :-
ہی ہلٹس اِن دی ضلع پشاور[4]

(مکتوب ۱۲۔ دسمبر ۱۸۸۲ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوباتِ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۶۸، ۶۹)

جنوری ۱۸۸۴ء " ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اِس کی کوئی اَور صورت تھی۔ پھر بعد اُس کے قدرتِ الٰہیہ کی ناگہانی تجلّی نے اِس احقر عباد کو موسٰی کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابنِ عمران کی طرح اپنے خیالات کی شبِ تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ

---

[1] 8. Though all men should be angry but God is with you.
9. He shall help you.
10. Words of God not can exchange.

[★] یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ یہی الہام صفحہ ۸۷ پر بھی درج ہے جہاں Can not کے الفاظ ہیں۔ (مرتب)

[2] مَیں تیری مدد کروں گا۔ I shall help you.

[3] تمہیں امرتسر جانا ہوگا۔ You have to go Amritsar.

[4] وہ ضلع پشاور میں قیام کرتا ہے۔ He halts in the Zilla Peshawar.

Zilla :- "ضلع" کا لفظ انگریزی زبان میں استعمال ہوتا ہے دیکھو Public Service Inquiries Act Section 8 (دی پبلک سروسز انکوائریز ایکٹ دفعہ ۸) نیز دی پنجاب کورٹس ایکٹ شائع کردہ شمیر چند سنہ ۱۹۲۳ء صفحہ ۸۳ زیر دفعہ ۳۲ The Punjab Court Act. نیز آکسفورڈ ڈکشنری زیر لفظ "ضلع" (مرتب)

تــــذکــــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء

۲۶ ؍جنوری ۱۹۰۶ء "فرمایا۔ دل میں اُن مشکلات کا خیال تھا جو سلسلہ حقّہ کی راہ میں ہیں تو یہ الہام ہوا
سَفِیْنَۃٌ وَّسَکِیْنَۃٌ۔[1]"
(بدر جلد ۲ نمبر ۵ مورخہ ۲؍ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۴ مورخہ ۳۱؍ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۲۶ ؍جنوری ۱۹۰۶ء "دیکھا کہ ایک مربع شکل کا صندوق ہے جس میں دُو خانے ہیں۔ ایک خانہ میں موت ایک عورت کی شکل میں بیٹھی ہے اور دوسرے خانہ میں اس کی لڑکی ہے۔ وہ عورت مجھے تلاش کرتی ہے اور وہ صندوق گاڑی کی طرح چلتا ہے۔ میں نے اس کو اشارے سے کہا کہ کچھ تاخیر کرو۔ تب وہ مُتامّل سی رہ گئی۔"
(بدر جلد ۲ نمبر ۵ مورخہ ۲؍ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

۲۷ ؍جنوری ۱۹۰۶ء "(۱) الہام ہوا:۔
(اےٗ[2]) وَرڈ اینڈ ٹُو گرلز
(۲) خواب میں دیکھا کہ گویا ایک انگریز مذکورہ بالا الفاظ بار بار بولتا ہے۔ پھر جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ انگریز نہیں بلکہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہیں جو وہ الفاظ بول رہے ہیں۔ اور پھر یہی الہام انگریزی میں ہوا اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی یعنی یہ کہ
"ایک کلام اور دو لڑکیاں"
(بدر جلد ۲ نمبر ۵ مورخہ ۲؍ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۴ مورخہ ۳۱؍ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۲۷ ؍جنوری ۱۹۰۶ء "ایک کتاب دکھلائی گئی اس پر لکھا تھا:۔
لائف[3]۔"
(بدر جلد ۲ نمبر ۵ مورخہ ۲؍ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۴ مورخہ ۳۱؍ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

بقیہ حاشیہ:۔
آئیں۔ یہاں پر چار بیل گاڑی کھڑی تھیں جس میں تین کو اُلٹ دیا اور ایک عظیم الشان کیکر کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دیا اور سات آٹھ کیکروں کے تنے توڑ دیئے۔ ترازو جو اس جگہ گڑا ہوا تھا اس کا ایک پلڑا قریب ایک فرلانگ باہر کھیت میں گرا۔ اس کے بعد پولیس کی چوکی کے برآمدہ کو گرا کر یہ دھواں غائب ہوگیا۔" (خط نصیر احمد صاحب محررہ مورخہ ۲۴؍ فروری ۱۹۰۶ء۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۸ مورخہ ۱۰؍ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

[1] کشتی اور سکینت
[2] A word and two girls. (بدر میں لفظ A نہیں ہے)
[3] Life ترجمہ:۔ زندگی

جھوٹوں کا بادشاہ

جھوٹوں

کے بارے میں مرزا قادیانی کے بیانات

ہونے کا دعویٰ کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تُو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کردوں گا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلّت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اُس کی پیروی نہیں کرتا کوئی اُس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ اِس مفتریانہ عادت پر برابر تیئیس برس گذر گئے۔ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا اُن کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ اُن کے دو قول تو ہمیں یاد ہیں اور سُنا ہے کہ اب ان سے وہ انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ بڑے بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے ایک نور قادیاں پر گرا اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی تمثل کے طور پر ظاہر ہو کر اُن کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نعوذ باللہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے☆۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کرسکتا

☆ میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ نہ صرف میں ہوں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں ان کی زبانی مولوی عبد اللہ صاحب کا کشف درج ہو چکا ہے۔ میں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب صریح ہرگز زبان پر نہیں لائیں گے گو قوم کی طرف سے ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کریں گے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنیوالا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتدائے افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اس کی نصرت اور تائید کرسکتا ہے اور اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔ اے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔ جو کچھ خدا نے اپنے لطف وکرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا یہاں تک کہ اِس مُدّت درازؔ☆ میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کے لئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا۔ اگر اس مُدّت اور اُس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ بموجب آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا[1] یہ نشان بھی ثابت ہوگیا اور تم اِس سے پوچھے جاؤ گے۔

۱۹۔ **انیسواں نشان** یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کے لئے ایک خواب دیکھا جس کی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے اُن کے دل میں ڈال دی اور اسی بنا پر کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات ہیں جا بجا خواجہ صاحب موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں۔ اہل فقر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظاہری جھگڑوں میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا ہے اسپر ایمان لاتے ہیں۔ پس چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے اس لئے خدا نے اُن پر میری سچائی کی حقیقت کھول دی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا مکذب بنانے کے لئے آپ کے گاؤں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غزنویوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا مگر آپ نے

☆ یہ یاد رہے کہ اگر میرے زمانہ الہام کو اس تاریخ سے لیا جائے جب اول حصہ براہین احمدیہ کا لکھا گیا تھا تب تو اس سال سے میرے الہام کے زمانہ کو ستائیس سال کے قریب ہوتے ہیں اور جب براہین احمدیہ کے چہارم حصہ سے شمار کیا جائے تو تب پچیس سال گذر گئے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب پہلے الہام شروع ہوا تب تیس۳۰ سال ہوتے ہیں۔ منہ

[1] الحاقۃ: ۴۵

عجیب قدرت دکھلاتا ہے کہ جب امام مذکور بحالت زار نزار گھر واپس آیا تو اثر الہام برعکس پایا یعنے لڑکے کے آثار رُو بصحت دیکھے غرض کہ مونہہ منحوس سے یہ کلمہ نکلنا ہی تھا کہ دم بدم لڑکے کو آرام ہونے لگا۔ جب لوگوں نے مجیبُ الدّعوات صاحب (یہ وہی لفظ ہندو کی لیاقت کا ہے) کی ہنسی اڑائی تو جواب دیا کہ الہام غلط نہیں ہوسکتا۔ دائم یہ بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمام ہوا قصہ پُرافترا آریہ کا۔

اب دیکھنا چاہئے کہ وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی جس قوم میں اس جنس کے شریف وامین لوگ ہیں وہ کیا کچھ ترقیاں نہیں کریں گے۔ اب اس نیک ذات آریہ پر فرض ہے کہ ایک جلسہ کراکر ہمارے روبرو اس بہتان کی تصدیق کرادے تا اصل راوی کو حلف سے پوچھا جائے اور اس بے اصل بہتان کے لئے نہ صرف ہم اس راوی کو حلف دیں گے بلکہ آپ بھی حلف اٹھائیں گے فریقین کے حلف کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر سچ سچ اپنے حافظہ کی پوری یادداشت سے بلا ذرہ کم وبیش میں نے بیان نہیں کیا تو اے خدائے قادر مطلق اور اے پرمیشر سرب شکتی مان ایک سال تک اپنے قہر عظیم سے ایسی میری بیخ کنی کر اور ایسا ہیبت ناک عذاب نازل فرما کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو اور پھر اگر ایک سال تک آسمانی عذاب سے اصل راوی محفوظ رہا تو ہم اپنے جھوٹا ہونے کا خود اشتہار دے دیں گے۔ کیونکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے بہتان صریح کو بے فیصلہ نہیں چھوڑے گا یہ تو ہمارے لئے اور ہر ایک ملہم من اللہ کے لئے ممکن بلکہ کثیر الوقوع ہے جو کوئی خواب یا الہام مشتبہ طور پر معلوم ہو جس کے احتمالی طور پر کئی معنے کئے جائیں گے مگر یہ افترا کہ قطعی طور پر ہمیں الہام ہوگیا کہ دین محمد جان محمد کا لڑکا اب مرے گا اس کی قبر کھودو

شروع کر کے حرف یا تک پہنچا دیا تھا یعنی ابوبکر سے یزید تک مگر یہ لوگ جو اہل حدیث اور حنفی کہلاتے ہیں انہوں نے اس کارروائی کو ناکامل سمجھ کر لعنت بازی کے دائرے کو اس طرح پر پورا کیا کہ جس شخص کو خدا نے آدم سے لے کر یسوع مسیح تک مظہر جمیع انبیاء قرار دیا تھا یعنی الف سے حرف یا تک اور پھر تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لے کر الف احمد تک صفت مظہریت کا خاتم بنایا تھا اُسی پر لعنتوں کی مشق کی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ [1]

لیکن یاد رکھیں کہ یہ گالیاں جو اُن کے مُنہ سے نکلتی ہیں اور یہ تحقیر اور یہ توہین کی باتیں جو اُن کے ہونٹھوں پر چڑھ رہی ہیں اور یہ گندے کاغذ جو حق کے مقابل پر وہ شائع کر رہے ہیں یہ اُن کے لئے ایک رُوحانی عذاب کا سامان ہے جس کو اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے طیار کیا ہے۔ دروغگوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے **افتراؤں** سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرض التوا میں ڈال دیں گے جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اُس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلّت اور شکست اُٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رُسوائی درپیش ہے خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا۔ وہ فرماتا ہے:۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ [2]

یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنّت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ **میں اُس کا رسول** یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی **نئی شریعت** اور **نئے دعوے اور نئے نام کے** بلکہ اُسی **نبی کریم خاتم الانبیاء**

[1] الشعراء: ۲۲۸ [2] المجادلة: ۲۲

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر
الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۴ فروری ۱۸۹۸ء   ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ۱۶ صفحوں پر درج ہے)

---

(۱۸۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی ؟

(راستی موجب رضائے خداست)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض اپنی عزت بنانے کے لئے یا کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ بولتے ہیں اور اس بدنمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی جرأت دیتے ہیں کیونکہ جھوٹ اُمّ الخبائث ہے اور جبکہ ایک شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے تو بتلاؤ کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ بیچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں اور کرسی دینے سے انکار کیا اور کہا کہ "بک بک مت کر" "اور پیچھے ہٹ" اور "سیدھا کھڑا ہو جا" اور یہ بھی فرمایا کہ "ہمارے پاس تمہارے کرسی ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں" لیکن نہایت افسوس ہے کہ شیخ مذکور نے جا بجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا۔ کہیں تو یہ مشہور کیا کہ مجھے کرسی ملی تھی اور کسی جگہ یہ کہا

کہ ہم دونوں فریق میں سے جو جھوٹا ہے وہ مر جائے۔ سو خدا نے اس کو بھی جلد تر اس جہان سے رخصت کر دیا۔ اور ان وفات یافتہ مولویوں کا ایسی دعاؤں کے بعد مر جانا ایک خدا ترس مسلمان کے لئے تو کافی ہے۔ مگر ایک پلید دل سیاہ دل دنیا پرست کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ بھلا علیگڑھ تو بہت دُور ہے اور شائد پنجاب کے کئی لوگ مولوی اسماعیل کے نام سے بھی ناواقف ہوں گے مگر قصور ضلع لاہور تو دُور نہیں اور ہزاروں اہل لاہور مولوی غلام دستگیر قصوری کو جانتے ہوں گے اور اس کی یہ کتاب بھی انہوں نے پڑھی ہوگی تو کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا مرنا نہیں؟ کیا غلام دستگیر کی موت میں بھی لیکھرام کی موت کی طرح سازش کا الزام لگائیں گے؟ خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔ کیا دنیا کے کیڑے محض سازش اور منصوبہ سے خدا کے مقدس مامورین کی طرح کوئی قطعی پیشگوئی کر سکتے ہیں۔ ایک چور جو چوری کے لئے جاتا ہے اس کو کیا خبر ہے کہ وہ چوری میں کامیاب ہو یا ماخوذ ہو کر جیل خانہ میں جائے۔ پھر وہ اپنی کامیابی کی زور شور سے تمام دنیا کے سامنے دشمنوں کے سامنے کیا پیشگوئی کرے گا؟ مثلاً دیکھو کہ ایسی پُر زور پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کئے جانے کے بارے میں تھی جس کے ساتھ دن تاریخ وقت بیان کیا گیا تھا کیا کسی شریر بدچلن خونی کا کام ہے؟ غرض ان مولویوں کی سمجھ پر کچھ ایسے پتھر پڑ گئے ہیں کہ کسی نشان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ براہین احمدیہ میں قریباً سولہ برس پہلے بیان کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ میری تائید میں خسوف کسوف کا نشان ظاہر کرے گا۔ لیکن جب وہ نشان ظاہر ہو گیا اور حدیث کی کتابوں سے بھی کھل گیا کہ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ مہدی کی شہادت کے لئے اس کے ظہور کے وقت میں رمضان میں خسوف کسوف ہوگا تو ان مولویوں نے اس نشان کو بھی گاؤ خورد کر دیا اور حدیث سے مُنہ پھیر لیا۔ یہ بھی احادیث میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں

عمين. ثم إذا دقّقتَ النظر او أمعنت فيما حضر، فيظهر عليك أن قوله
پھر اگر تو غور سے دیکھے اور واقعات موجودہ میں غور کرے تو تیرے پر ظاہر ہوگا کہ اللہ جلّ شانہٗ کا یہ قول کہ
تعالى رُوحٌ منه يشابه قوله تعالىٰ جميعًا منه، فمن الغباوة أن تُثبِت من
روح منہ ایسا ہی قول ہے جیسا کہ اس کا دوسرا قول سو بڑی نادانی کی بات ہے کہ روح منہ
لفظ رُوحٌ مِنهُ ألوهيةَ عيسى، ولا تُقِرّ من لفظ جميعًا منه بألوهية أرواح
کے لفظ سے حضرت عیسٰی کی خدائی تو ثابت کرے اور جمیعاً منہ کے لفظ سے
الكلاب والقردة والخنازير وأشياء أخرى، فإن منطوق الآية يشهد
کتوں اور بلیوں اور سؤروں اور دوسری تمام چیزوں کی خدائی کا اقرار نہ کرے کیونکہ منطوق آیت کا
على أنها جميعا منه، فمُتْ من الندامة إن كنت من المستحيين
دلالت کر رہا ہے کہ ہر یک چیز جمیعاً منہ میں داخل ہے یعنی تمام ارواح وغیرہ خدا سے ہی نکلے ہیں پس اب ندامت
وتفكروا يا معشر النصارىٰ أليس فيكم رجل من المتفكرين؟ وليس
سے مرجا اگر کچھ شرم ہے اور اے نصرانی لوگو! اس میں غور کرو کیا تم میں کوئی بھی غور کرنے والا نہیں ہے اور کبھی ممکن نہیں
لك أن ترفع في جوابنا الصوتَ وأن تلاقي من فكرك الموتَ، فإن
جو تو ہمارا جواب دے سکے اگرچہ اسی فکر میں مر جائے کیونکہ جھوٹا آدمی ایک گیند کی طرح
مثل الكاذب كخُذْروفٍ مُدَحْرَجٍ ولا قرار له عند الصادقين.
گردش میں ہوتا ہے اور سچوں کے سامنے اس کو قرار نہیں۔

ومن اعتراضات هذا الخائن الضنين أنه ذكر في توزينه الذى
اور اس بخیل خیانت پیشہ کے اعتراضات میں سے ایک یہ ہے جو وہ اپنی کتاب
هو عُشّ الشياطين، أن وحي القرآن كان من الشيطان، وما كان من
توزین میں جو شیاطین کا آشیانہ ہے یہ لکھتا ہے کہ وحی قرآن شیطان کی طرف سے تھی اور
الرّوح الأمين، وأَوَّلَ لفظَ شَدِيدُ الْقُوَى ولفظ ذُو مِرَّة بالخُبث
روح الامین کی طرف سے نہیں تھی اور شدید القویٰ اور ذو مرّۃ کے لفظ کی اس نے

گئیں اور شیطانی جوش نے یہ تلقین دی کہ یہ سب سچ ہے لہٰذا اس روسیاہی اور ندامت کا انہوں نے بھی حصہ لیا جواب نادان پادریوں کے منہ پر نمایاں ہے میرے نزدیک جھوٹا ثابت ہونے کی ذلت ہزاروں موتوں سے بدتر ہے اگر عیسائی سچے تھے تو اب ہماری باتوں کا کیوں جواب نہیں دیتے۔ اگر وہ عربی میں دخل رکھتے تھے تو ہم نے **نور الحق** کو تالیف کر کے پانچ ہزار روپیہ کا اشتہار دیا اور کہا کہ یہ روپیہ اپنے پاس ہی جمع کرالیں اور عربی میں بالمقابل کتاب لکھ کر دکھلاویں سوایسے چپ ہوئے کہ گویا مر گئے کیا یہی وہ لوگ تھے جن کی شہادت قرآن کریم کی نکتہ چینی میں قبول کی گئی کسی کتاب کی تعلیم پر ذاتی حملہ کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اول اس کتاب کی زبان بھی معلوم ہو ورنہ صرف دخل بیجا اور شیطانی حرکت ہوگی۔ ہاں اس صورت میں ایک شخص جو زبان سے ناواقف ہے اعتراض کر سکتا ہے۔ جب اعتراض کی بناء ایسے فاضل اور مسلم لوگوں کی شہادت پر ہو جو زبان کے ماہر اور دینی اسرار کے محقق مانے گئے ہیں جیسا کہ ہم نے نیوگ کا اعتراض دیانند کے وید بھاش کے مطابق اور منو اور یا گولک جی اور گوردت اور پوران وغیرہ کے حوالہ سے کیا ہے سوایسے نہایت بزرگ اعتراضوں میں جو قوم کے برگزیدہ اور مسلم پیشواؤں کے حوالوں پر مبنی ہوں جن کی شہادت کو ماننا ضروری ہو ہر یک کو حق پہنچتا ہے کہ ان لوگوں کو ملزم کرے جو لوگ ان کی شہادت کو ایک قطعی اور یقینی شہادت سمجھتے ہیں مگر یہ تو نہایت بے ایمانی اور بدذاتی ہے کہ آپ تو زبان میں کچھ بھی مہارت نہ رکھیں اور ان معانی کو قبول نہ کریں جو قوم کے پیشوا بتلاتے ہیں اور ایسے معانی پیش کریں کہ نہ تو قوم کے پیشوا نے بتلائے اور نہ ان لوگوں نے جو اس پیشوا کے بعد بطور نائب کے تسلیم کئے گئے تھے اور نہ مسلم العلم والفضل اکابر قوم نے ان معنوں کی طرف کوئی بھی اشارہ کیا یہی خیانتیں ہیں جو نادان پادریوں سے ظہور میں آئیں خدائے کامل وقدوس پر تو ماں کی حاجت کا بھی داغ لگایا اور اس پاک تعلیم پر اعتراض کیا جس کی راستی پر ایک ایسا بادیہ نشین بھی گواہی دے سکتا ہے جو زمین و آسمان کی بناوٹ کو سوچ کر اس کے خالق کا پتہ لگانا چاہے۔ ﴿۴۳﴾

دوسرا سوال۔ مسلمان حیض کے دنوں میں بھی عورت سے جدا نہیں ہوتے۔ **الجواب**۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان بہتان طراز لوگوں کا یہ کیسا اعتراض ہے یہ لوگ جھوٹ بولنے کے وقت کیوں

ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقادو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا۔ مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت اِن سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے اُن کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آ جاوے خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھے گا اور کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اُس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اِس مقام میں ڈرو لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعویٰ کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں، پر خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور اُن کا بُرا دن اُن سے ٹل نہیں سکتا۔ سو تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جب تک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جس کی نسبت چاہے گا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کرے گا تمہیں ایسی تمنّا بھی نہیں چاہئے تا نفسانی تمنّا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلّی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمۂ نجات سے بےنصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور

﴿۲۶﴾

﴿۱۶۳﴾

کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیسا کہ اُن قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اُس کے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سُنّت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کرسکتا۔

سوال (۶)

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب:۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مُفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ[1] یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنے والا☆۔ دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے۔ اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا، اور اگر میں مُفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا جیسا کہ

☆ ظالم سے مُراد اس جگہ کافر ہے۔ اِس پر قرینہ یہ ہے کہ مُفتری کے مقابل پر مکذّب کتاب اللہ کو ظالم ٹھہرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اِس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔ منه

[1] الاعراف:۳۸

مرزا قادیانی کے قرآن کریم پر بولے گئے جھوٹ

ہوں گے تو مَیں جھوٹا ہوں اگر قرآن نے میرا نام ابنِ مریم نہیں رکھا تو مَیں جھوٹا ہوں اے فانی انسانو! ہشیار ہو جاؤ اور سوچو کہ بجز اِس کے معجزہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ وجدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جاویں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر امرتسر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی مَیں صرف اکیلا تھا پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دوہرا رنگ نہ چڑھتا لیکن اب تو مولویوں اور اُن کے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اِس اعجاز پر دوہرا رنگ چڑھا دیا اور بجائے اس کے کہ حسب مضمون اِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ[1] مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اِس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریّت مل جاتی۔ اب تو اِس کے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے بیس بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزارہا اہلِ فضل وکمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب دوسرا جز اس آیت کا دیکھو وَ اِنۡ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ[2] یہ معیار بھی کیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انّی مھین من اراد اھانتک ہر ایک شخص جو تیری اہانت کرے گا وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اپنی اہانت نہ دیکھ لے۔ اب مولویوں سے پوچھ لو کہ اُنہوں نے میرے مقابل پر خدا کے حکم سے کوئی ذلت بھی دیکھی ہے یا نہیں۔ اب کون میری توہین کرنے والا بول سکتا ہے کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یُصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ[2] ہے میری تائید کے لئے ظہور میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جتلا دیا کہ وعید کی پیشگوئی کے لئے بعض کا نمونہ کافی ہے اور اِس جگہ نمونے تھوڑے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اِس میں کچھ تھوڑی ذلت ہے کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رحمانی میں یعنی صفحہ ۲۷ میں میرے پر عام لفظوں میں بددُعا کر کے یعنی فریقین میں سے کاذب پر بددُعا کر کے خود ہی چندروز کے بعد مر گیا☆۔ محمد حسن

☆ دیکھو کہ کیا یہ معجزہ نہیں کہ جس مولوی نے مکّہ کے بعض نادان ملانوں سے میرے پر فتویٰ کفر کا لکھوایا تھا۔ وہ مباہلہ کر کے خود ہی مر گیا۔ منہ

[1] و [2] المؤمن:۲۹

نہیں چھوڑا۔ اور قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی اور انہیں دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے اور یہ آخری حصّہ کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے سو وہ سواری ریل ہے جو پیدا ہوگئی۔ اور لکھا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ سو صدی میں سے بھی اکیس برس گزر گئے۔ اب ان تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو رد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ خوب یاد رکھو کہ تمام خرابی اور تباہی جو اسلام میں پیدا ہوئی یہاں تک کہ اسی ملک ہندوستان میں ۲۹ لاکھ انسان مرتد ہو کر عیسائی ہوگیا۔ اس کا سبب یہی تھا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ کی نسبت بیجا اور مبالغہ آمیز امیدیں رکھ کر اور ان کو ہر یک صفت میں خصوصیّت دے کر قریب قریب عیسائیوں کے پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ جو کچھ بعض انسانی صفات وہ حضرت سیدنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تجویز کرتے ہیں اگر کسی تاریخی کتاب میں اسی قسم کے صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھے ہوں تو توبہ توبہ کر اُٹھتے ہیں۔ مثلاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بیمار بھی ہو جاتے تھے اور آپ کو تپ بھی آجاتا تھا اور آپ دوا بھی کرتے تھے اور بسا اوقات سنگیاں پچھ کے ساتھ لگواتے تھے۔ لیکن اگر اسی کے مشابہ حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہو کہ وہ تپ میں یا کسی اور بیماری میں گرفتار ہوگئے اور ان کو اٹھا کر کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو فی الفور چونک اُٹھیں گے کہ یہ مسیح کی شان سے بعید ہے حالانکہ وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضعفوں سے پورا حصہ رکھتا تھا اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اس کے مخالف تھے۔ اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھیں کمزور سا آدمی تھا جس کو صلیب پر محض دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش آگیا۔ ہائے افسوس اگر مسلمان حضرت عیسیٰ کی نسبت قرآن شریف کے قول پر چلتے اور ان کو وفات یافتہ یقین رکھتے اور جیسا کہ قرآن کا منشا ہے ان کا دوبارہ آنا ممتنع سمجھتے تو اسلام میں یہ تباہی نہ آتی جو آگئی اور عیسائیت کا جلد تر خاتمہ ہو جاتا۔ شکر للہ کہ اس وقت خدا نے آسمان سے اسلام کا ہاتھ پکڑ لیا۔

یہ وہ باتیں تھیں جو میں نے صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب سے کیں اور وہ امر جو آخر میں ان کو سمجھایا وہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مذہبی پہلو کے رُو سے سولہ خصوصیتیں ہیں (۱) اوّل یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے ایک موعود نبی تھا جیسا کہ اس پر اسرائیلی نبیوں کے صحیفے گواہ ہیں۔ (۲) دوسری یہ کہ مسیح

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

۱۹؍جنوری ۱۹۰۱ء

استغفار کلید ترقیات ہے

ایک شخص نے اپنے قرض کے متعلق دُعا کے واسطے عرض کی۔ فرمایا:
"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے نیز استغفار کلید ترقیات ہے۔"

۲۰؍جنوری ۱۹۰۱ء

قرآن شریف میں مسیح موعود اور اُس کی جماعت کا ذکر

فرمایا:[1] "قرآن شریف میں چار سُورتیں ہیں، جو بہت پڑھی جاتی ہیں۔ اُن میں مسیح موعودؑ اور اس کی جماعت کا ذکر ہے (۱) سُورۃ فاتحہ جو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ اس تفسیر میں ثابت کیا جائے گا۔ (۲) سُورۃ جمعہ جس میں اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ (الجمعۃ : ۴) مسیح موعودؑ کی جماعت کے متعلق ہے۔ یہ ہر جمعہ میں پڑھی جاتی ہے (۳) سُورۃ کہف جس کے پڑھنے کے واسطے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ اس کی پہلی اور پچھلی دس آیتوں میں دجّال کا ذکر ہے۔ (۴) آخری سُورۃ قرآن کی جس میں دجّال کا نام خنّاس رکھا گیا ہے۔ یہ وُہی لفظ ہے جو عبرانی توریت میں دجّال کے واسطے آیا ہے۔ یعنی نحاش נחש۔ ایسا ہی قرآن شریف کے اور مقامات میں بھی بہت ذکر ہے۔"

تفسیر سُورہ فاتحہ

تفسیر سُورۃ فاتحہ ابھی تک لکھنی شروع نہیں ہوئی اور دن تھوڑے سے رہ گئے ہیں۔ اس پر فرمایا:

"ابتک ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا لکھیں۔ توکّلاً علی اللہ اس کام کو شروع کیا گیا ہے۔ ہم موجودہ مواد پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ صرف خدا پر بھروسہ ہے کہ کوئی بات دل میں ڈالی جاتے۔ یہ بات میرے اختیار میں نہیں۔ جب وُہ مواد اور حقائق جن کی تلاش میں مَیں ہوں، مجھے مِل گئے تو پھر اُن کو فصیح و بلیغ عربی میں لکھا جائے گا۔ چونکہ انسانوں کو ثواب حاصل کرنے کے واسطے فکر اُٹھانا چاہیے۔ اس واسطے ہم فکر کرتے ہیں۔ آگے جب کوئی بات خدا تعالیٰ القاء

[1] الحکم نمبر ۳ جلد ۵ صفحہ ۱۰-۱۱ مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۱ء

طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جوان میں پائی جائے گی اُس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کردے نہیں آئے گی اِلاَّ کم اور شاذونادر کاش اگر یہ لوگ دلوں کے سیدھے ہوتے اور خدا سے ڈرتے تو بالکل بچائے جاتے۔ کیونکہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا اُس کا مواخذہ قیامت کو ہوگا۔ دنیا میں محض شرارتوں

﴿۵﴾

اور شوخیوں اور کثرتِ گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں☆ میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل اس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تا نشان الٰہی کو کوئی دشمن دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھاوے یا کوئی دوا بتلاوے تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کی طرف سے وہ نشان ہے۔ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذونادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئے گا کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی اور صدہا انسانوں کے خون کئے ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور یہ نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجرمین کے اہل حق بھی ان کی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاذونادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور

☆ مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ ذکریا ۱۴/۱۲، انجیل متی ۲۴/۸، مکاشفات ۲۲/۸۔

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری ۱۹۰۶ء تا مئی ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔

پس قرآن شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اسی طرح سے دونوں ناموں کے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں۔ خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنے والے کو۔ اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آوے۔ اور ظاہر ہے کہ جو قرب قیامت کے وقت آوے گا وہی سب سے پیچھے ہوگا۔ لہٰذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا۔ صرف تغیرِ الفاظ ہی ہے۔ قرآن شریف نے خلیفہ کے لفظ سے پکارا ہے اور حدیث میں اس کو مسیح موعود کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ رہا یہ کہ ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت کیا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ ہی کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔ دعویٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفسِ دعویٰ کرنے میں تو دونوں یکساں ہیں مگر اُن میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔

بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟ پھر حضرت موسیٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے؟ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے۔ صرف دعویٰ یا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مؤاخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔

مَیں اسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں

مَیں کوئی نئی بات نہیں لایا اور نہ ہی مَیں نے

کوئی نئی شریعت قائم کی ہے۔ مَیں اسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے تھے اور میری سچائی دعویٰ کے لیے بھی منہاجِ نبوت پر ہی نشان موجود ہیں۔ مَیں نے اپنی کتابوں میں اُن کا ذکر کیا ہے۔ ابھی ایک تازہ کتاب حقیقۃ الوحی مَیں نے لکھی ہے اس کا مطالعہ کرکے دیکھ لیا جاوے کہ کس قدر نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید کے واسطے ظاہر فرمائے۔ کیا یہ کسی جھوٹے کے واسطے بھی دکھائے جاتے ہیں؟

دیکھو بعض انبیاء صرف ایک ہی معجزہ سے صادق قبول کر لیے گئے۔ مگر یہاں تو ہزاروں نشان موجود ہیں۔ پھر ہم اگر کسی نئے دین کا دعویٰ کرتے۔ کتاب اللہ کے خلاف کوئی نیا حکم اپنی طرف سے بیان کرتے۔ سنّتِ رسول

اور مکر سوچو جس قدر چاہو پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اُس کا ہاتھ غالب ہے نادان کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ مَیں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملا دوں گا۔ اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پَیروؤں کو آنکھیں بخشتا۔ اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا۔ لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔ افسوس یہ لوگ سوچتے نہیں کہ اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے؟ کیا وہ رات ان کیلئے ماتم کی رات نہیں تھی جس میں میرے دعوے کے وقت رمضان میں خسوف کسوف عین پیشگوئی کی تاریخوں میں وقوع میں آیا۔ کیا وہ دن ان پر مصیبت کا دن نہیں تھا جس میں لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا نے بارش کی طرح نشان برسائے مگر ان لوگوں نے آنکھیں بند کر لیں تا ایسا نہ ہو کہ دیکھیں اور ایمان لائیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یہ دعویٰ غیر وقت پر نہیں بلکہ عین صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا اور یہ امر قدیم سے اور جب سے کہ بنی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ساتویں صدی کے سر پر جبکہ تمام دنیا تاریکی میں پڑی تھی ظہور فرما ہوئے اور جب سات کو دُگنا کیا جائے

زور کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور جو اعداد آیت اِنَّا عَلٰی ذَھَابٍۭ بِہٖ لَقٰدِرُوْنَ[1] سے سمجھا جاتا ہے یعنی ۱۸۵۷ء کا زمانہ☆ تو ساتھ ہی اس عاجز کا مسیح ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ اور ہم پہلے بھی تحریر کر آئے ہیں کہ عیسائی واعظوں کا گروہ بلاشبہ دجّال معہود ہے۔ اگرچہ حدیثوں کے ظاہر الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ دجّال ایک خاص آدمی ہے جو ایک آنکھ سے کانا اور دوسری بھی عیب دار ہے لیکن چونکہ یہ حدیثیں جو پیشگوئیوں کی قسم سے ہیں مکاشفات کی نوع میں سے ہیں جن پر موافق سُنّت اللہ کے استعارہ اور مجاز غالب ہوتا ہے۔ جیسا کہ مُلّا علی قاری نے بھی لکھا ہے اور جن کے معنے سلف صالح ہمیشہ استعارہ کے طور پر لیتے رہے ہیں۔ اس لئے بوجہ قرآئن تو یہ ہم دجّال کے لفظ سے صرف ایک شخص ہی مراد نہیں لے سکتے۔ رویا اور مکاشفہ میں اسی طرح سُنّت اللہ واقع ہے کہ بعض اوقات ایک شخص نظر آتا ہے اور اس سے مراد ایک گروہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے ایک عرب کے بادشاہ کو خواب میں دیکھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس سے مراد ملک عرب ہے جو ایک گروہ ہے۔ اور اس ہمارے بیان پر یہ قرینہ شاہد ناطق ہے کہ دجّال درحقیقت لغت کی رُو سے اسم جنس ہے

حاشیہ

☆ آیت اِنَّا عَلٰی ذَھَابٍۭ بِہٖ لَقٰدِرُوْنَ میں ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپدید ہو گئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ ہیں اور ۱۲۷۴ کے زمانہ کو جب عیسوی تاریخ میں دیکھنا چاہیں تو ۱۸۵۷ء ہوتا ہے۔ سو درحقیقت ضعف اسلام کا زمانہ ابتدائی یہی ۱۸۵۷ء ہے جس کی نسبت خدائے تعالےٰ آیت موصوفہ بالا میں فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئیگا تو قرآن زمین پر سے اٹھایا جائیگا۔ سو ایسا ہی ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی حالت ہو گئی تھی کہ بجز بدچلنی اور فسق و فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہ تھا جس کا اثر عوام پر بہت پڑ گیا تھا انہیں ایام میں انہوں نے ایک ناجائز اور ناگوار طریقہ سے سرکار انگریزی سے باوجود نمک خوار اور رعیت ہونے کے مقابلہ کیا۔ حالانکہ ایسا مقابلہ اور ایسا جہاد ان کے لئے شرعًا جائز نہ تھا

[1] المؤمنون: ۱۹

جس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو کذاب ہوں۔ چنانچہ قاموس میں یہی معنے لکھے ہیں کہ دجّال اس گروہ کو کہتے ہیں کہ جو باطل کو حق کو ساتھ ملانے والا اور زمین کو نجس کرنے والا ہو۔ اور مشکوٰۃ کتاب الفتن میں مسلم کی ایک حدیث لکھی ہے جس میں دجّال کے ایک گروہ ہونے کی طرف صریح اشارہ کیا گیا ہے۔

اب جاننا چاہیئے کہ دجّال معہود کی بڑی علامتیں حدیثوں میں یہ لکھی ہیں۔

(۱) آدم کی پیدائش سے قیامت کے دن تک کوئی فتنہ دجّال کے فتنے سے بڑھکر نہیں یعنی جس قدر دین اسلام کے تخریب کے لئے فتنہ اندازی اس سے ظہور میں آنے والی ہے اور کسی سے ابتداء دنیا سے قیامت کے وقت تک ظہور میں نہیں آئیگی۔ صحیح مسلم۔

(۲) دجّال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف اور رویا میں دیکھا کہ دہنی آنکھ سے وہ کانا ہے اور دوسری آنکھ بھی عیب سے خالی نہیں۔ یعنی دینی بصیرت اُن کو بکلّی نہیں دی گئی اور تحصیل دنیا کی وجوہ بھی حلال اور طیّب نہیں۔ بخاری اور مسلم۔

بقیہ حاشیہ

کیونکہ وہ اس گورنمنٹ کی رعیت اور ان کے زیر سایہ تھے اور رعیت کا اس گورنمنٹ کے مقابل پر سر اٹھانا جس کی وہ رعیت ہے اور جس کے زیر سایہ امن اور آزادی سے زندگی بسر کرتی ہے سخت حرام اور معصیت کبیرہ اور ایک نہایت مکروہ بدکاری ہے۔ جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتووں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگا دی تھیں جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہیئے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے اُن کے فتوے تھے۔ جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق نہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔ ننھے ننھے بچوں اور بے گناہ عورتوں کو قتل کیا اور نہایت بے رحمی سے انہیں پانی تک نہ دیا۔ کیا یہ حقیقی اسلام تھا یا یہودیوں کی خصلت تھی۔ کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ایسے جہاد کا کسی جگہ حکم دیا ہے۔ پس اس حکیم و علیم کا قرآن کریم میں یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اُٹھایا جائیگا یہی معنے رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ

روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے اور چونکہ آپ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفاتِ جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی اور آپ کے دو نام **محمد** اور **احمد** صلی اللہ علیہ وسلم اِسی غرض سے ہیں اور آپ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں۔ بلکہ وہ ابتدا سے تمام دنیا کے لئے ہے اور ایک اور دلیل آپ کے ثبوت نبوت پر یہ ہے کہ تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی **قرآن شریف** سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کے لئے ہزار ہزار سال کے دَور مقرر کئے ہیں۔ یعنی ایک وہ دَور ہے جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا وہ دَور ہے جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں یہ دونوں دَور ہزار ہزار برس پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ اوّل دَور ہدایت کے غلبہ کا تھا۔ اس میں بُت پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ جب یہ ہزار سال ختم ہوا تب دوسرے دَور میں جو ہزار سال کا تھا طرح طرح کی بُت پرستیاں دنیا میں شروع ہو گئیں اور شرک کا بازار گرم ہو گیا اور ہر ایک ملک میں بُت پرستی نے جگہ لے لی۔ پھر تیسرا دَور جو ہزار سال کا تھا اس میں توحید کی بنیاد ڈالی گئی اور جس قدر خدا نے چاہا دنیا میں توحید پھیل گئی۔ پھر ہزار چہارم کے دَور میں ضلالت نمودار ہوئی اور اسی ہزار چہارم میں سخت درجہ پر

پیدا ہونے کی وجہ سے یہودا کا پوتا ہی تھا اس وجہ سے اس کا نام سیلا ہی رکھ دیا گیا۔ اسی توریت پیدائش باب ۴۸ آیت پندرہ ۱۵ میں حضرت یعقوب کی یہ دعا ذکر کی ہے کہ اُس نے یوسف کے لئے برکت چاہی اور یوسف کے لڑکوں کے لئے دعا کر کے کہا کہ وہ خدا جس نے ساری عمر آج کے دن تک میری پاسبانی کی اِن جوانوں کو برکت دیوے اور جو میرا اور میرے باپ دادوں ابراہام اور اسحاق کا نام ہے سو اُن کا رکھا جاوے۔ پس اللہ جلّشانہٗ کی اس عادت قدیمہ سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ روحانی مناسبت کی وجہ سے جو ایک کا نام ہے وہ دوسرے کا رکھ دیتا ہے۔ ابراہیمی المشرب اس کے نزدیک ابراہیم ہے اور موسوی المشرب اس کے نزدیک موسیٰ ہے اور عیسوی المشرب اس کے نزدیک عیسیٰ ہے اور جو اِن تمام مشربوں سے حصہ رکھتا ہے وہ اِن تمام ناموں کا مصداق ہے۔ ہاں اگر کوئی امر بحث کے لائق ہے تو یہ ہے کہ ابن مریم کے لفظ کو اس کے ظاہری اور متبادر معنوں سے کیوں پھیرا جائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بوجہ قیام قرینہ قویہ کے کیونکہ قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوضاحت ناطق ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ جاں بحق ہوا اور خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھایا گیا اور اپنے بھائیوں میں جاملا۔ اور رسول مقبول نبی آخر الزمان نے اپنی معراج کی رات میں یحییٰ نبی شہید کے ساتھ دوسرے آسمان میں اُس کو دیکھا یعنی گذشتہ اور وفات یافتہ لوگوں کی جماعت میں اُس کو پایا۔ قرآن کریم واحادیث صحیحہ یہ امید اور بشارت بتواتر دے رہی ہیں کہ مثیل ابن مریم اور دوسرے مثیل بھی آئیں گے مگر کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ کوئی گذشتہ اور وفات یافتہ نبی بھی پھر دنیا میں آجائے گا۔ لہٰذا یہ بات بداہت ثابت ہے کہ ابن مریم سے وہ ابن مریم رسول اللہ مراد نہیں ہے جو فوت ہو چکا اور فوت شدہ جماعت میں جاملا اور خدائے تعالیٰ کی اس حکمت عجیبہ پر بھی نظر ڈالو کہ اُس نے آج سے قریباً دس برس پہلے اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا اور بتوفیق وفضل خود براہین میں چھپوا کر ایک عالم میں اس نام کو مشہور کر دیا۔

اُن ملکوں کی طرف چلے گئے جن میں دوسرے یہودی رہتے تھے جیسے کشمیر جس میں یہودی آ کر بخت نصر کے تفرقہ کے وقت آباد ہو گئے تھے اور معراج کی رات میں وفات یافتہ نبیوں کی روحوں میں اُن کی رُوح دیکھی گئی ۔ یہ تو قرآنی پیشگوئی ہے جو حضرت مسیح کی وفات بیان فرما رہی ہے جس کے ساتھ ایک لشکر دلائل کا ہے اور علاوہ ادلّہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے نسخہ مرہم عیسیٰ اور قبر سری نگر جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں اس پر شاہد ہیں ۔ اور اس کے مقابل پر وہی مسلم کی ظنّی حدیث پیش کی جاتی ہے جس پر صد ہا شبہات چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں اور جو ظاہری الفاظ کے رُو سے صریح قرآن شریف کے متناقض اور اُس کی ضد پڑی ہوئی ہے اور طرفہ تر یہ کہ مسلم میں کوئی آسمان کا لفظ موجود نہیں مگر پھر بھی خواہ نخواہ اس حدیث کے یہی معنے کئے جاتے ہیں کہ آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے ۔☆ حالانکہ قرآن بضرب دہل فرما رہا ہے کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا ہے آسمان پر اُن کے جسم کا نام و نشان نہیں ۔ اب بتلاؤ کہ ہم ان دونوں متناقض پیشگوئیوں میں سے کس کو قبول کریں کیا مسلم کی روایت کے لئے قرآن کو چھوڑ دیں اور ایک ذخیرہ دلائل کو

☆ مسلم کی حدیث کا یہ لفظ کہ مسیح دمشق کے شرقی منارہ کی طرف اُترے گا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ مسیح موعود کا سکونت گاہ ہوگا بلکہ غایت درجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت اس کی کارروائی دمشق تک پہنچے گی اور یہ بھی اس صورت میں کہ دمشق کے لفظ سے حقیقت میں دمشق ہی مراد ہو اور اگر ایسا سمجھا بھی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ اب تو دمشق سے مکّہ معظمہ تک ریل بھی تیار ہو رہی ہے ۔ اور ہر ایک انسان بیس دن تک دمشق میں پہنچ سکتا ہے ۔ اور عربی میں نزیل مسافر کو کہتے ہیں لیکن یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ اس حدیث کے یہی معنے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا دمشق کے شرقی طرف ظاہر ہوگا اور قادیاں دمشق سے شرقی طرف ہے ۔ حدیث کا منشاء یہ ہے کہ جیسے دجال مشرق میں ظاہر ہوگا ایسا ہی مسیح موعود بھی مشرق میں ہی ظاہر ہوگا ۔ منہ

ویخرّون علی الاذقان. ربّنا اغفرلنا ذُنوبنا انّا کنّا
اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گرینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ معاف کر کہ ہم
خاطئین. یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک. لا تثریب علیکم الیوم
خطا پر تھے۔ اور زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی مَیں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی اے خطا کارو! آج تم پر کوئی ملامت نہیں
یغفرّ اللّٰہ لکم ۔ وھو ارحم الراحمین. تلطّف بالنّاس وترحّم
خدا تمہارے گناہ بخش دے گا وہ ارحم الراحمین ہے۔ لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات سے
علیھم ۔ انت فیھم بمنزلة موسٰی. یأتی علیک زمنٌ
پیش آ۔ تُو مجھ سے بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ تیرے پر موسیٰ کے زمانہ

«۱۰۱»

بقیہ حاشیہ

یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی اُمت میں جو اس درجہ کی صلاح وتقویٰ پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دل سوزی اُمت کیلئے اُن نبیوں میں نہیں تھی۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے:- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ [۱] پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔ افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا۔ بڑا شوق رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا اور اُس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ [۲] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفّا پانی کے چشمے اُس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ **ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمّتی ۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا**۔ منہ

«۱۰۱»

[۱] الفاتحة : ۶،۷ [۲] المومنون : ۵۱

مرزا قادیانی کے حدیث شریف پر بولے گئے جھوٹ

صحيح مسلم

المسمّى

١ - المسند الصحيح المختصر من السنن

بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ

للإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦ - ٢٦١ هـ)

وفي طليعته

٢ - غاية الابتهاج لمقتفي أسانيد كتاب مسلم بن الحجاج

للعلامة السيد محمد بن محمد مرتضى الزبيدي (ت ١٢٠٥ هـ)

وبهامشه

٣ - علل الأحاديث في كتاب الصحيح: لأبي الفضل بن عمار الشهيد (ت ٣١٧ هـ)
٤ - الإلزامات والتتبع؛ للإمام أبي الحسن علي بن عمر الدارقطني (ت ٣٨٥ هـ)
٥ - الأجوبة عما أشكل الشيخ الدارقطني؛ لأبي مسعود الدمشقي (ت ٤٠١ هـ)
٦ - التنبيه على الأوهام الواقعة في صحيح مسلم؛ لأبي علي الجياني (ت ٤٩٨ هـ)
٧ - غرر الفوائد؛ للحافظ رشيد الدين أبي الحسن يحيى بن علي العطار (ت ٦٦٢ هـ)
٨ - تنبيه المعلم بمبهمات صحيح مسلم؛ لأبي ذر ابن سبط ابن العجمي (ت ٨٨٤ هـ)

تشرف بخدمتها والعناية بها

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

المجلد الأول (١ - ١٤٧٠)

دار طيبة

أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ[(١)] يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا[(٢)] أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ».

٧- (٧) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ. قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيلَ ابْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي[(٣)] مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا[(٤)] أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ».

وَحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ عَبَدَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ. فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ؛ فَيَتَفَرَّقُونَ. فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ: سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ، وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ، يُحَدِّثُ.

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: إِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيَاطِينَ مَسْجُونَةً أَوْثَقَهَا سُلَيْمَانُ يُوشِكُ أَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا.

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. قَالَ سَعِيدٌ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: جَاءَ هَذَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ (يَعْنِي بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ) فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا؛ فَعَادَ لَهُ. ثُمَّ حَدَّثَهُ. فَقَالَ لَهُ: عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا؛ فَعَادَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ: مَا أَدْرِي، أَعَرَفْتَ حَدِيثِي كُلَّهُ وَأَنْكَرْتَ هَذَا؟ أَمْ أَنْكَرْتَ حَدِيثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتَ هَذَا؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ لَمْ يَكُنْ يُكْذَبُ عَلَيْهِ؛ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ، تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ.

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ. حَدَّثَنَا عَبْد الرَّزَّاقِ. أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ، وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَمَّا إِذْ رَكِبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ وَذَلُولٍ، فَهَيْهَاتَ.

وَحَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْغَيْلَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، (يَعْنِي الْعَقَدِيَّ). حَدَّثَنَا رَبَاحٌ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: جَاءَ بُشَيْرٌ الْعَدَوِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذَنُ لِحَدِيثِهِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! مَا لِي لَا أَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيثِي؟ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا تَسْمَعُ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ابْتَدَرَتْهُ أَبْصَارُنَا، وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِآذَانِنَا، فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ، وَالذَّلُولَ، لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ.

حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ

---

(١) في (خ) «في آخر أمتي ناسٌ».
(٢) في (خ) «بما لم تسمعوا».
(٣) في (خ) «يقول: حدثني».
(٤) في (خ) «ما لم تسمعوا».

عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰؑ سے چودھویں صدی میں پیدا ہوئے تھے۔ مَیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوا ہوں اور اس آخری زمانہ کی نسبت خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ خبریں بھی دی تھیں کہ کتابیں اور رسالے بہت سے دنیا میں شائع ہو جائیں گے اور قوموں کی باہمی ملاقات کے لئے راہیں کھل جائیں گی۔ اور دریاؤں میں سے بکثرت نہریں نکلیں گی۔ اور بہت سی نئی کانیں پیدا ہو جائیں گی۔ اور لوگوں میں مذہبی امور میں بہت سے تنازعات پیدا ہوں گے۔ اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی۔ اور اسی اثناء میں آسمان سے ایک صُور پھونکی جائے گی۔ یعنی خدا تعالیٰ مسیح موعود کو بھیج کر اشاعت دین کے لئے ایک تجلّی فرمائے گا۔ تب دین اسلام کی طرف ہر ایک ملک میں سعید الفطرت لوگوں کو ایک رغبت پیدا ہو جائے گی۔ اور جس حد تک خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے تمام زمین کے سعید لوگوں کو اسلام پر جمع کرے گا۔ تب آخر ہوگا۔ سو یہ تمام باتیں ظہور میں آ گئیں۔ ایسا ہی احادیثِ صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ اور وہ چودھویں صدی کا مجدّد ہوگا۔ سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔ اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رُو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا۔ اور دو نام پائے گا۔ اور اُس کی

بقیہ حاشیہ

ہوا تھا مگر یہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ یہودیوں کی تاریخ سے بالاتفاق ثابت ہے کہ یسوع یعنی حضرت عیسیٰ موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اور وہی قول صحیح ہے اگرچہ مشابہت کے ثابت کرنے کے لئے پوری مطابقت ضروری نہیں ہوا کرتی جیسا کہ اگر کسی آدمی کو کہیں کہ یہ شیر ہے تو یہ ضروری نہیں کہ شیر کی طرح اس کے پنجے اور کھال ہو اور دُم بھی ہو اور آواز بھی شیر کی طرح رکھتا ہو بلکہ ایک شخص کو دوسرے کا مثیل ٹھہرانے میں ایک حد تک مشابہت کافی ہوتی ہے۔ پس اگر عیسائیوں کا قول قبول کر لیں کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے پندرھویں صدی میں ہوئے تھے تاہم مضائقہ نہیں کیونکہ چودھویں اور پندرھویں صدی باہم ملحق ہیں اور اس قدر فرق زمانہ کا مشابہت میں کچھ حرج نہیں ڈالتا مگر ہم اس جگہ یہودیوں کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جو کہتے ہیں کہ یسوع یعنی حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے بعد عین چودھویں صدی میں مدعی نبوت ہوا تھا کیونکہ ان کے ہاتھ میں جو عبرانی توریت ہے وہ بہ نسبت عیسائیوں کے تراجم کے صحیح ہے۔ منہ

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤگے لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد (۶) بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء نمبر (۹)

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمام مریدوں کیلئے عام ہدایت

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب ویسرائے گورنر جنرل ہند اس تجویز کو طاعون کے علاج کے لیے پسند فرماتے ہیں کہ جب کسی گاؤں یا شہر کی کسی محلہ میں طاعون پیدا ہو تو یہ بہترین علاج ہے کہ اس گاؤں یا اس شہر کے اس محلہ کے لوگ جن کا محلہ طاعون سے آلودہ ہے فی الفور بلا توقف اپنے اپنے مقام کو چھوڑ دیں اور باہر جنگل میں کسی ایسی زمین میں جو اس تاثیر سے پاک ہے رہائش اختیار کریں سو میں دلی یقین سے جانتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اُس شہر کے لوگوں کو چاہیئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنیوالے ٹھہریں گے۔ عذاب کی جگہ سے بھاگنا انسان کی عقلمندی میں داخل ہے کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ جب خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتوحات ملک شام کے بعد اُس ملک کو دیکھنے کے لیے گئے تو کسیقدر مسافت طے کرنیکے بعد معلوم ہوا کہ اس ملک میں سخت طاعون کا زور ہے تب حضرت عمرؓ نے یہ بات سنتے ہی واپس جانیکا قصد کیا اور آگے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا تب بعض لوگوں نے عرض کی کہ یا خلیفۃ اللہ کیوں آپ ارادہ کو ملتوی کرتے ہیں کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں ایک تقدیر سے بھاگ کر دوسری تقدیر کی طرف جاتا ہوں۔ سو انسان کو نہیں چاہیئے کہ دانستہ ہلاکت کی راہ اختیار کرے۔

خوب یاد رکھو کہ جو کچھ یہ گورنمنٹ عالیہ کر رہی ہے اپنی رعایا کی بہبودی کے لیے کر رہی ہے اور رعایا کی جان کی حفاظت کے لیے ابتک کئی لاکھ روپیہ ضایع ہو چکا ہے۔ اس شخص جیسا کوئی نادان نہیں کہ جو گورنمنٹ کے ان کاموں کو بدظنی سے دیکھتا ہے۔ سوائے میری جماعت! تم اطاعت کرنے میں سب سے پہلے اپنا نمونہ دکھلاؤ اسی میں تمھاری بہتری ہے تم اب خدا کے فضل سے چار لاکھ کے قریب ہو اور تمھارا نمونہ بہتوں کی جان کو بچائیگا۔ میں تمھیں حکم کرتا ہوں کہ اگر تمھارے کسی شہر میں خدانخواستہ یہ وبا ظاہر ہو جائے تو سب سے پہلے تم اس زمین کو چھوڑ دو جو طاعون سے آلودہ ہے ہاں میں اسیقدر پر کفایت نہیں کرونگا کہ تم اُس زمین کو چھوڑ دو بلکہ اے خدا کے بندو! میں اسبات سے بھی تمھیں اطلاع دیتا ہوں

مقرر تھا۔ کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اوّل سے مناسبت چاہئے۔ اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اِس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ [۱] اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا ☆۔ اِسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اُس کے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے ۞۔ اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اِس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوّا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو الحمدللّٰہ و المنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اس کے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا ۞ بہر حال

☆ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ والعصر کے حروف حساب جمل کے رو سے ابتدائے آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر برس گزرے ہیں ان کی تعداد ظاہر کرتے ہیں۔ سورۃ ممدوحہ کی رو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے اور اسی حساب کے رو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی ہے کیونکہ میری عمر اس وقت قریباً ۶۸ سال کی ہے۔ منہ

۞ دیکھو حجج الکرامہ تالیف نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال۔ منہ

۞ اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی۔ منہ

[۱] الحج: ۴۸

نے عظمت اور قبولیت اُن کی دنیا کے بعض حصوں میں پھیلا دی ہے وہ درحقیقت خدا کی طرف سے ہیں اور اُن کی آسمانی کتابوں میں گو دور دراز زمانہ کی وجہ سے کچھ تبدیل تغییر ہوگئی ہو یا اُن کے معنی خلاف حقیقت سمجھے گئے ہوں مگر دراصل وہ کتابیں منجانب اللہ اور عزت اور تعظیم کے لائق ہیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں اور فرمایا کہ کَانَ فِی الْھِنْدِ نَبِیًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاھِنًا یعنی ہند میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اُس کا کاہن تھا یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔ اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان پارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اُترا ہے جیسا کہ وہ اُس زبان میں فرماتا ہے ’’این مُشتِ خاک را گرنہ بخشم چہ کنم‘‘۔ اور خدا نے قرآن شریف میں یہ بھی فرمایا ہے مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ[1] یعنی جس قدر دُنیا میں نبی گذرے ہیں بعض کا اُن میں سے ہم نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ اس قول سے مطلب یہ ہے کہ تا مسلمان حسن ظن سے کام لیں اور دُنیا کے ہر ایک حصہ کے نبی کو جو گذر چکے ہیں عزت اور تعظیم سے دیکھیں اور بار بار قرآن شریف میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مقصود مسلمانوں کو یہ سبق دینا ہے کہ وہ دُنیا کے کسی حصہ کے ایسے نبی کی کسرِشان نہ کریں جو ایک کثیر قوم نے اُس کو قبول کر لیا تھا۔ یہ اصول نہایت ہی پیارا اور دلکش اصول ہے اور مسلمان اس کے ساتھ جس قدر فخر کریں وہ بجا ہے کیونکہ دوسری قومیں بوجہ اس کے کہ اس اصول کی پابند نہیں دُنیا کے اور انبیاء کی نسبت جو گذر چکے ہیں جن کی قبولیت کروڑہا لوگوں میں پھیل چکی ہے ادنیٰ ادنیٰ اختلاف کی وجہ سے زبان درازی کے لئے

[1] المؤمن : ۷۹

سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبّر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے۔ اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے۔ اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے۔ اور یہ ایک عام قانون اور سنت الٰہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔ اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتوہ ہوگا۔ جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے۔ اور اگر چونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر تو اور بھی زیادہ چمکتی ہے۔ اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو ان کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے۔ کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اس روشنی کا نام ونشان نہیں رہتا۔ پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی قسمت کا پھیر نہ ہو اور خدا کی طرف سے کوئی ابتلا نہ ہو تو سعید انسان جلد اس دقیقہ کو سمجھ سکتا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی اس الٰہی راز کو نہ سمجھے اور امام الزمان کے ظہور کی خبر سن کر اس سے تعلق نہ پکڑے تو پھر اول ایسا شخص امام سے استغنا ظاہر کرتا ہے اور پھر استغنا سے اجنبیت پیدا ہوتی ہے اور پھر اجنبیت سے سوءظن بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر سوءظن سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور پھر عداوت سے نعوذ باللہ سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت ہزاروں راہب ملہم اور اہل کشف تھے اور نبی آخر الزمان کے قرب ظہور کی بشارت سنایا کرتے تھے لیکن جب انہوں نے امام الزمان کو جو خاتم الانبیاء تھے قبول نہ کیا

وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ **میں ہوں**۔ اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے فرعون ہو یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا یا ابوجہل ہو سب کی مثالیں اِس وقت موجود ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یاجوج ماجوج کے ذکر کے وقت اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی میری نسبت یہ وحی مقدّس کہ **جری اللّٰہ فی حُلَلِ الانبیاء**۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرائیوں میں یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کے بھی صفات ہوں کیونکہ سورۂ کہف سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی نسبت فرمایا ہے قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ[1] پس اس وحی الٰہی کی رُو سے کہ **جری اللّٰہ فی حُلَلِ الانبیاء**۔ اِس اُمت کے لئے ذوالقرنین مَیں ہوں۔ اور قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیشگوئی موجود ہے مگر اُن کے لئے جو فراست رکھتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ذوالقرنین وہ ہوتا ہے جو دو۲ صدیوں کو پانے والا ہو۔ اور میری نسبت یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے جس قدر اپنے اپنے طور پر صدیوں کی تقسیم کر رکھی ہے ان تمام تقسیموں کے لحاظ سے جب دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ میں نے ہر ایک قوم کی دو۲ صدیوں کو پالیا ہے۔ میری عمر اس وقت تخمیناً ۶۷ سال ہے پس ظاہر ہے کہ اس حساب سے جیسا کہ میں نے دو۲ ہجری صدیوں کو پالیا ہے۔ ایسا ہی دو۲ عیسائی صدیوں کو بھی پالیا ہے اور ایسا ہی دو۲ ہندی صدیوں کو بھی جن کا سن بکرماجیت سے شروع ہوتا ہے اور میں نے جہاں تک ممکن تھا قدیم زمانہ کے تمام ممالک شرقی اور غربی کی مقرر شدہ صدیوں کا ملاحظہ کیا ہے کوئی قوم ایسی نہیں جس کی مقرر کردہ صدیوں میں سے دو۲ صدئیں میں نے نہ پائی ہوں۔ اور بعض احادیث میں بھی آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔ غرض بموجب نص وحی الٰہی کے مَیں

[1] الکھف: ۸۷

کے لئے آسمان پر رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو قرآن اور حدیث اور انجیل اور دوسرے نبیوں کی خبروں کے مطابق گرہن لگا۔ اور میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں تمام نبیوں کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک میں خارق عادت طور پر طاعون پھیل گئی۔ اور میں وہ شخص ہوں جو حدیث صحیح کے مطابق اس کے زمانہ میں حج روکا گیا۔ اور میں وہ شخص ہوں جس کے عہد میں وہ ستارہ نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت میں نکلا تھا۔ اور مَیں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار کئے گئے۔ اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو کر وہ تمام اُونٹ بیکار ہو جائیں گے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔ تب اس وقت ان اُونٹوں کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔ صادق آئے گی۔ یعنی یہ کہ لیترکنّ القلاص فلا یُسعٰی علیھا یعنی مسیح کے وقت میں اُونٹ بیکار کئے جائیں گے اور کوئی اُن پر سفر نہیں کرے گا۔ ایسا ہی میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے کہ جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آسکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی اور اس ملک میں جو بعض نامی اہل کشف تھے جن کا تین تین چار چار لاکھ مُرید تھا۔ اُن کو خواب میں دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے۔ اور بعض ان میں سے ایسے تھے کہ میرے ظہور سے تیس برس پہلے دنیا سے گزر چکے تھے۔ جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام ضلع لدہانہ میں تھا۔ جس نے میاں کریم بخش مرحوم ساکن جمال پور کو خبر دی تھی کہ عیسٰی قادیان میں پیدا ہو گیا اور وہ لدہانہ میں آئے گا۔ میاں کریم بخش ایک صالح موحد اور بڈھا آدمی تھا۔

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد سوم

ہو گئے۔ ہزاروں لاکھوں بچے بے پدر، لاکھوں خاندان بے ٹھکانہ ہو گئے۔ جہاں یہ پڑی ہے۔ بے نام نشاں اس جگہ کو کر دیا۔ بعض گھروں میں کیا، محلّوں اور گاؤں میں کوئی آباد ہونے والا نہیں رہا۔ انسانوں سے گذر کر حیوانوں کو تباہ کیا۔ گویا یہ بات کہ انسان کے گناہ سے تمام زمین لعنتی ہو گئی اب گویا اہلِ زمین کیا چرند اور کیا پرند انسان کی بدکاری کے بدلے پکڑے جا رہے ہیں۔ لوگوں میں باوجود اس کے کہ سخت سے سخت عذاب میں مبتلا ہیں مگر ویسے ہی رعونت و کبر سے مخمور پھرتے ہیں۔ موت کا خوف دل سے اُٹھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عزت کا پاس دل میں نہیں رہا۔ عوام تو عوام خواص کا یہ حال ہے کہ دُنیا پرستی میں سخت جکڑے ہوئے ہیں۔ خدا کا نام فقط زبان پر ہی ہے اندرونہ بالکل اللہ تعالیٰ کی محبت و خشیت سے خالی ہے۔[1]

وفاتِ مسیحؑ

مسیح کی وفات کا کیا معاملہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي (المائدۃ: ۱۱۸) بخاری میں مُتَوَفِّيكَ کے معنے صاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مُمِيتُكَ آیا۔ حدیث کے فرمودہ کے مطابق چودہویں صدی کے سر پر مجدد آیا مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ ہزاروں طرح کے حیلے دنیا نے کئے۔ طرح طرح کی شرارتیں منصوبے تجویز کئے مگر اللہ تعالیٰ کا جیسا کہ وعدہ تھا اپنے زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کرتا رہا۔

عیسائی لوگ زہرناک کیڑے کی طرح اسلام کے درخت کی جڑ کو کاٹ رہے ہیں[2] مگر علماء کو ذرا بھی خیال

---

[1] البدر سے:۔ "پاک باطن اور پاک رُوح والے جو لوگ ہوتے ہیں وہ اِن باتوں سے ہزاروں کوس دور ہوتے ہیں۔ مُلا لوگ دین کے تھم ہوتے ہیں۔ جب وہی ایسے ہوئے تو دنیا کا کیا حال۔ ایک زہرناک کیڑا اُن کے دلوں کو کھا گیا ہے ہر ایک شخص کو دیکھ لو کہ بہت ساحصّہ دُنیا کا اُس کے اندر بھرا ہے۔ ضرورت پر مقدموں میں جھوٹے گواہ بناتے ہیں خود جھوٹ بولتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح ہم کامیاب ہو جاویں۔ ہر پہلو میں دیکھ لو دُنیا پرستی نے ہلاک کر دیا ہے۔"

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۰ صفحہ ۱۵۶ مورخہ ۵ جون ۱۹۰۳ء)

[2] البدر میں ہے:۔

"عیسائیوں کی لگاتار یہ کوشش ہے کہ کسی طرح اسلام کا نام زمین سے مٹ جاوے اور اب خدا چاہتا ہے کہ از سرِ نَو اسلام کو زندہ کرے۔ سابقہ کتب میں ان باتوں کا ذکر تھا کہ مسلمانوں کو ایک زحمت اندرونی ہوگی۔ ایمان اُٹھ جاوے گا دنیا کے کیڑے ہو جاویں گے۔ جو محبت خدا سے چاہیئے وہ دُنیا سے کریں گے۔ دوستی محبت میل ملاپ سب دُنیا کے واسطے ہوگا۔ دوسری بلا اور آفت یہ ہوگی کہ ایک انسان کی پرستار عیسائی قوم اُن کو گمراہ کرنے پر کمربستہ ہوگی۔ سو تم دیکھتے ہو کہ انہوں نے مکر کا جال کیسا پھیلایا ہے۔ شہر بہ شہر اُن کے پادری موجود ہیں۔ عورتیں ہر جگہ پھرتی ہیں۔ گاؤں میں چھاؤنیاں ڈالی ہوئی ہیں۔ اُن کا ارادہ ہے کہ ایک مسلمان بھی دنیا میں نہ رہے۔ بکثرت

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تمام خلیفے اسی اُمّت میں سے پیدا ہوں گے اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے مثیل ہوں گے اور صرف ایک اُن میں سے سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہیں ہوں گے یعنی نام لے کر اُن کے لئے کوئی پیشگوئی نہیں ہوگی اور یہ **منکم** کا لفظ بخاری میں بھی موجود ہے اور مسلم میں بھی ہے جس کے یہی معنے ہیں کہ وہ مسیح موعود اسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا۔ پس اگر ایک غور کرنے والا اس جگہ پورا غور کرے اور طریق خیانت اختیار نہ کرے تو اس کو ان تین **منکم** کے لفظوں پر نظر ڈالنے سے یقین ہو جائیگا کہ یہ امر قطعی فیصلہ تک پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا۔ اب رہا میرا دعویٰ سو میرے دعویٰ کے ساتھ اس قدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان بجز ابے حیا نہ ہو تو اُس کے لئے اس سے چارہ نہیں ہے کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے جیسا کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانا ہے۔ کیا یہ دلائل میرے دعوے کے ثبوت کے لئے کم ہیں کہ میری نسبت قرآن کریم نے اس قدر پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے اور حدیثوں میں **کدعہ** کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اُس کا ظہور ہوگا۔ اور صحیح بخاری میں میرا تمام حُلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو میرے حُلیہ میں فرق ہے وہ ظاہر کر دیا ہے اور ایک حدیث میں صریح یہ اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہند میں ہوگا کیونکہ دجال کا بڑا مرکز مشرق یعنی ہند قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کی طرف ہے اور پھر دعویٰ کے وقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہونا۔ زمین پر طاعون کا پھیلنا۔ حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری پیدا ہو جانا۔ اونٹ بیکار ہو جانے۔ حج روکا جانا۔ صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا۔ میرے ہاتھ پر صدہا نشانوں کا ظاہر ہونا۔ نبیوں کے مقرر کردہ وقت مسیح موعود کے لئے یہی وقت ہونا۔ صدی کے سر پر میرا مبعوث ہونا۔ ہزارہا نیک لوگوں کا میری تصدیق کے لئے خوابیں دیکھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود میری اُمّت میں سے پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کا میرے شامل حال ہونا اور ہزار ہا لوگوں کا دو لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کر کے راستبازی اور پاکدلی اختیار کرنا۔ اور میرے وقت میں عیسائی مذہب میں ایک عام تزلزل پڑنا یہاں تک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کی طرح گداز ہونا شروع

کے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے یہاں تک کہ حکام تک جھوٹی مخبریاں بھی کیں خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بن کر عدالتوں میں گئے اور تمام مسلمانوں کو میرے پر ایک عام جوش دلایا اور ہزار ہا اشتہار اور رسالے لکھے اور کفر اور قتل کے **فتوے** میری نسبت دئے۔ اور مخالفانہ منصوبوں کے لئے **کمیٹیاں** کیں۔ مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور اُن کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ **تباہ** ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اس قدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا۔ پس کیا یہ **عظیم الشان** نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحۂ ہستی پر اس کا نام ونشان نہ رہے **مگر وہ تخم بڑھا اور پُھولا اور ایک درخت** بنا اور اس کی شاخیں دُور دُور چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزار ہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔ اور اس نشان کے ساتھ ایک عظیم الشان نشان یہ ہے کہ آج سے تیئیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ کو مٹا دیں اور ہر ایک مکر کام میں لائیں گے مگر مَیں اس سلسلہ کو بڑھاؤں گا اور کامل

بقیہ حاشیہ

خیال کر لیا۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ حدیثوں سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں ظاہر ہوں گے اور حضرت مسیح بھی مگر دونوں بروزی طور پر آئیں گے نہ حقیقی طور پر۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کے مقابل پر یہودی بھی جوش وخروش کریں گے مگر وہ یہودی بھی بروزی ہیں نہ حقیقی۔ قدیم سے حدیثوں میں یہ تشریح ہے کہ انہی مولویوں کا نام اُس وقت یہودی رکھا جائے گا اور درحقیقت سورۃ فاتحہ نے بکمال صفائی یہ پیشگوئی کر دی ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں یہ دُعا سکھلائی گئی کہ ایسا نہ ہو کہ ہم وہ یہودی بن جائیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن تھے۔ پس مسلمان لوگ ایسے یہودی کیونکر بن سکتے ہیں جب تک اُن میں بروزی طور پر مسیح موعود پیدا نہ ہو اور اُس کی مخالفت نہ کریں۔ منہ

نتیجہ یہ ہوا کہ ایک فرقہ عیسائیوں کا تو توحید پر قائم رہا اور ایک خبیث فرقہ اس کے اغوا سے مردہ پرست ہو گیا۔ جس کی ذرّیات ہمارے ملک میں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں مشرک فرقہ اور موحد فرقہ کے درمیان بڑا مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ کا بانی مبانی قیصر روم تھا۔ بہت سی تحقیق اور تہذیب کے ساتھ بادشاہ کے روبرو یہ مباحثہ طے ہوا اور انجام یہ ہوا کہ فرقہ موحّد غالب آیا۔ اسی روز سے قیصر روم نے جو عیسائی تھا توحید کے مذہب کو اختیار کر لیا۔ اور برابر چھٹی صدی تک ہر یک قیصر موحّد عیسائی ہوتا رہا۔ غرض جیسا کہ آیت کا مفہوم ہے عیسائیوں میں فساد اور بگاڑ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا۔

اور صحیح بخاری میں صاف لفظوں میں لکھا گیا ہے کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ سو یہ امر سراسر تقویٰ کے خلاف ہے کہ اللہ اور رسول کے بیان سے سرکش رہیں۔ دیکھو یہی علماء کیسے شوق سے چودھویں صدی کے منتظر تھے اور تمام دل بول اٹھے تھے کہ اسی صدی کے سر پر مہدی اور مسیح پیدا ہوگا۔ بہت سے صلحا اور اولیاء کے کشف اس بات پر قطع کر چکے تھے کہ مہدی اور مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی ہے۔ اب ان کے دلوں کو کیا ہو گیا۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ [1] مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجّال رکھتے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ ان ہزاروں میں سے یہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیزگاری کا نور دکھلایا۔ وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ خدا ان کو اجر بخشے اور عاقبت بالخیر کرے۔ آمین۔ اب جب تک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی۔ میاں صاحب موصوف کا ذکر باخیر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائے گا۔ یہ زمانہ گذر جائے گا اور دوسرا زمانہ آئے گا اور خدا اس زمانے کے لوگوں کو آنکھیں دے گا اور وہ ان لوگوں کے حق میں دعاءِ خیر کریں گے جنہوں نے مجھے پا کر میرا ساتھ دیا ہے۔ سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت گزر جائے گا اور ہر ایک غافل اور منکر اور مکذب وہ حسرتیں ساتھ لے جائے گا جن کا تدارک

[1] البقرۃ: ۹۰

اور مکر سوچو جس قدر چاہو پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اُس کا ہاتھ غالب ہے نادان کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ مَیں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملا دوں گا۔ اگر خدا چاہتا تو اِن مخالف مولویوں اور ان کے پَیرووَں کو آنکھیں بخشتا۔ اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا۔ لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔ افسوس یہ لوگ سوچتے نہیں کہ اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے؟ کیا وہ رات ان کیلئے ماتم کی رات نہیں تھی جس میں میرے دعوے کے وقت رمضان میں خسوف کسوف عین پیشگوئی کی تاریخوں میں وقوع میں آیا۔ کیا وہ دن ان پر مصیبت کا دن نہیں تھا جس میں لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا نے بارش کی طرح نشان برسائے مگر ان لوگوں نے آنکھیں بند کر لیں تا ایسا نہ ہو کہ دیکھیں اور ایمان لائیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یہ دعویٰ غیر وقت پر نہیں بلکہ عین صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا اور یہ امر قدیم سے اور جب سے کہ بنی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ساتویں صدی کے سر پر جبکہ تمام دنیا تاریکی میں پڑی تھی ظہور فرما ہوئے اور جب سات کو دُگنا کیا جائے

﴿۱۸﴾

اقول ۔میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مَیں وہ مہدی ہوں جو مصداق **من ولد فاطمة و من عترتی** وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔اور مسیح موعود کے لئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں مَیں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی اُن میں سے صحیح نہیں۔اور جس قدر افترا ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افترا نہیں ہوا۔خلفاء عباسی وغیرہ کے عہد میں خلیفوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں مہدی موعود قرار دیں۔پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں مہدی کو بنی عباس میں سے قرار دیا اور بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ **رجل من اُمّتی** کہ وہ ایک آدمی میری اُمّت میں سے ہوگا۔مگر دراصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنّت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔اوران حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔اور وہ یہ ہے کہ **لا مهدی الّا عیسٰی** یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسٰی ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے۔

قولہ ۔پیشین گوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس میں علماء نے بھی تاویل کی ہے اکثر ایسی پائی جاتی ہیں جو بطور رؤیا کے منکشف ہوئی ہیں۔الخ

اقول ۔اس اعتراض کو مَیں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔

قولہ ۔اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچاننا کچھ تعجب نہیں۔مگر جو لوگ اہل اللہ واہلِ باطن ہیں ان لوگوں کو تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ پہچاننا ضروری ہے۔جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ المعاد میں امام مہدی موعود کے حال میں لکھتے ہیں کہ ابدال از شام وعصائب از عراق آمدہ باوے بیعت کنند۔

اقول ۔یہ تمام اقوال اُس بنا پر ہیں کہ مہدی موعود بنی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئے گا اور ابدال اور قطب اس کی بیعت کریں گے مگر مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے

اکتالیس[۴۱] برس ان ابیات کے چھپنے پر بھی گذر گئے اور یہ ابیات رسالہ **اربعین فی احوال المہدیّین** کے ساتھ شامل ہیں جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ ان بیتوں کو رسالہ اربعین سے شامل کرنا اسی غرض سے ہے کہ تا کسی طرح سید احمد صاحب کا منجملہ مہدیوں کے ایک مہدی ہونا ثابت کیا جائے اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنے والے کی نسبت پیشگوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اسکے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک **مہدی** کے لفظ سے مراد **محمّد بن عبداللہ** ہے جس کی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں **سلطان مشرق** رکھا گیا ہے جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر **ایمان ثریا سے معلق** یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے اس کو لے لیتا اور اسی کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ **وہ کھیتی کرنے والا ہوگا**۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستّہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ممالک مشرقیہ سے ظہور لکھا ہے۔ مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدّد قرار دیا ہے جیسا کہ ہم آئندہ انشاء اللہ بیان کریں گے بہرحال اگرچہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملک ہند میں **ایک عظیم الشان مجدّد** پیدا ہونے والا ہے لیکن یہ سراسر تحکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اس کا مصداق ٹھہرایا جائے کیوں کہ

مسلمانوں کے بارے میں
مرزائی عقیدہ
(ایک غلط فہمی کا ازالہ)

کیا اللہ کے کسی نبی کو نہ ماننے والے اور ماننے والے دونوں مسلمان ہو سکتے ہیں؟

ہرگز نہیں!

کیا مرزا قادیانی اور اسکے ماننے والوں کو
1974ء میں غیر مسلم قرار دیا گیا؟
(ایک مرزائی دھوکے کا جواب)

مجموعۂ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر
الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

(اشتہار نمبر 276 ، مورخہ 7 مئی 1907)

ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے جن کے مُرید پچاس ہزار کے قریب تھے۔ وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اسی قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے، امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے اُن کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ اس گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لے لیا جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ مَیں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں۔ بلکہ مَیں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکرگذاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجہ سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیرِ سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکرگذار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ھل جزاء الاحسان الّا الاحسان یعنے احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لیگی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مُرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو۔

اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کرے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم اُن کے علماء کے فتوے سُن چکے ہو یعنی یہ کہ تم اُن کے نزدیک واجب القتل ہو اور اُن کی آنکھ میں ایک کُتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لُوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری میّت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اَور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے، تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار ہا درجہ اُن سے انگریز بہتر ہیں کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے، وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔ کچھ بہت دن نہیں گذرے کہ ایک پادری نے کپتان ڈگلس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا۔ اس دانشمند اور منصف مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناوٹی ہے اس لئے مجھے عزت کے ساتھ بری کیا بلکہ مجھے اجازت دی کہ اگر چاہو تو جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلوانے کے لئے نالش کرو۔ سو اس نمونہ سے ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف اور عدل کے ساتھ ہم سے پیش آتے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ (موجودہ) اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اَور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جس دین کی تعلیم عمدہ ہے، جس دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا نے معجزات دکھلائے اور دکھلا رہا ہے، ایسے دین کو جہاد کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت ظالم لوگ اسلام پر تلوار کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ اسلام کو تلوار کے

تمام مسلمانوں کو کس نے کافر کہا؟

(مرزائی فتوے)

تــــذکــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

مَیں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جس کو مَیں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹ ؍ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ - الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ ؍ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ ؍ مارچ ۱۹۰۶ء " آخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی [۱]"

فرمایا۔ چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ - بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ - الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ ؍ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ ؍ مارچ ۱۹۰۶ء "مَیں پچاس یا ساٹھ اَور نشان [۲] دکھلاؤں گا۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ - الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء " چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا :-

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ [۳]۔

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اَور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ - الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء " خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔"

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندرجہ رسالہ "الذکر الحکیم" نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد۔ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵ ؍ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

---

[۱] (ترجمہ از مرتّب) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقتِ مقررہ تک۔

[۲] الحکم میں یہ الفاظ ہیں "مَیں پچاس یا ساٹھ نشان اَور دکھلاؤں گا۔"

[۳] (ترجمہ الہام) "ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵ - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

تــذکــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۸۹۹ء

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنّمی ہے۔"

(از خط حضرت اقدسؑ بنام بابو الٰہی بخش صاحب ۱۶؍جون ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۷۵۔ تبلیغِ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۳۰؍جون ۱۸۹۹ء

"۳۰؍جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا :

پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سُنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۳ جلد ۳۔ ۳۰؍جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑے خاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اوّل بیہوش رہے پھر یکدفعہ غشی طاری ہوگئی۔ پھر اس ناپائیدار دُنیا سے کوچ کیا۔ اور اُن کی موت اور اِس الہام میں صرف بیس۲۰ بائیس۲۲ دن کا فرق تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء

"صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سلّمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبد الکریم کو جو اس وقت حضورِ اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اِس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرتِ الٰہی شامل ہوئی چاہتی ہے۔[1]"

(از خط مولانا عبد الکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

---

[1] اِس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی...... وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے...... اس خط سے حضرتِ اقدسؑ اِس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا "اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو مَیں کبھی اِتنا خوش نہ ہوتا جیسا اِس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔"...... خدا کا علم اور قدرت دیکھئے ظہور کے وقت

﴿۶۲﴾

یَفرح المؤمنون. ثلّةٌ من الاولین وثلّةٌ من الاٰخرین. وھٰذا تذکرة فمن شاء

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس جو چاہے

اتخذ الٰی ربّہٖ سبیلا. اِنّ النّصارٰی حَوّلوا الامر. سنردّھا علی النّصارٰی.

خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلت اور شکست کو نصاریٰ پر واپس پھینک دیں

لَیُنبذن فی الحطمة. انا نبشّرک بغلام حلیم مظھر الحق والعلاء

گے۔ اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور

کَاَنّ اللّٰہ نزل من السّماء. اسمُہ عمانوایل. یُولد لک الولد. ویُدنٰی منک

بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا عمّانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے

الفضل. اِنّ نوری قریب قل اعوذ بربّ الفلق من شر ما خلق.

لڑکا دیا جائے گا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے کہہ میں شرِ مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

عجل جسد لہ خوار. فلہٗ نصبٌ وّ عذاب.

یہ بیجان گوسالہ ہے اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں۔

(فارسی و اردو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے

اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

تــذکــرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

سنہ ۱۸۹۹ء "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(از خط حضرت اقدس بنام بابو الٰہی بخش صاحب ۱۶؍جون سنہ ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۷۵۔ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۳۰؍جون سنہ ۱۸۹۹ء "۳۰؍جون سنہ ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا:

پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سُنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۲ جلد ۳۔ ۳۰؍جون سنہ ۱۸۹۹ء میں درج ہوکر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی سنہ ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑے خاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اوّل بیہوش رہے پھر یکدفعہ غشی طاری ہوگئی۔ پھر اس ناپائیدار دُنیا سے کوچ کیا۔ اور اُن کی موت اور اِس الہام میں صرف بیس۲۰ یا بائیس۲۲ دن کا فرق تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

سنہ ۱۸۹۹ء "صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظّمہ قیصرۂ ہند سلّمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظّمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اِس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرتِ الٰہی شامل ہوئی چاہتی ہے[1]۔"

(از خط مولانا عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰؍جولائی سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

---

[1] اِس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی ..... وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے ... . اس خط سے حضرت اقدسؑ اِس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا " اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپئے لا دیتا تو مَیں کبھی اِتنا خوش نہ ہوتا جیسا اِس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔" ..... خدا کا علم اور قدرت دیکھئے ظہر کے وقت

﴿۴﴾

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیہ حاشیہ

ٹھہرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پُورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلّیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلّی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدائے حکیم علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر بااینہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہیں ہوتا۔ لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمت مرحومہ دُوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام **براہین احمدیہ** میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے اُن کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ [1] پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

[1] الفاتحة: ۶، ۷

﴿۱۷۹﴾ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہوں گے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے

اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

آئینہ صداقت

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

(تحریر فرمودہ دسمبر ۱۹۲۱ء)

باب اوّل

ان غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ
کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

مسیحیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے جس میں انہوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض واقعات سے متأثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

تعداد عقائد

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپؑ ہی آیت اِسْمُہٗٓ اَحْمَدُ کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (الصف: ۷) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ہر سہ عقائد کا بیان

مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے مَیں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں بلکہ جیسا کہ مَیں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اوّل الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعودؑ کے وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود مَیں نے اپنے لیکچروں میں بیان کیا ہے جو چھپ بھی چکے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح الاوّل سے گفتگو اور ان کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

آئینہ صداقت

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

(تحریر فرمودہ دسمبر ۱۹۲۱ء)

میرا عقیدہ مسئلہ کفر غیر احمدیان کے متعلق

میرا عقیدہ ہے کہ کفر درحقیقت خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے اور جب بھی کوئی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی نازل ہو کہ اس کا ماننا لوگوں کے لئے حجت ہو۔ اس کا انکار کفر ہے اور چونکہ وحی کو انسان تب ہی مان سکتا ہے کہ جب وحی لانے والے پر ایمان لائے۔ اس لئے وحی لانے والے پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اور جو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ زید یا بکر کو نہیں مانتا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے نہ ماننے کے نتیجہ میں اسے خدا تعالیٰ کے کلام کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ میرے نزدیک سب نبیوں کا کفر اسی باعث سے ہے۔ نہ ان کی اپنی ذات کی وجہ سے۔ اور چونکہ ایسی وحی جس کا ماننا ضروری ہو۔ صرف انبیاءؑ پر ہوتی ہے اس لئے صرف انبیاءؑ کا انکار کُفر ہے نہ اور لوگوں کا۔ اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ پر ہوئی ہے اس لئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں۔ کیونکہ موجباتِ کفر میں سے اگر ایک موجب بھی کسی میں پایا جاوے تو وہ کافر ہوتا ہے۔ ہاں میرے نزدیک کفر کی تعریف یہ ہے کہ ایسے اُصول میں سے کسی اصل کا نہ ماننا جن کے نہ ماننے سے نہ ماننے والا خدا تعالیٰ کا باغی قرار پاوے اور جس کے نہ ماننے سے رُوحانیت مر جائے۔ یہ نہیں کہ ایسا شخص ہمیشہ ہمیش کے لئے غیر مجذوذ عذاب میں مبتلا کیا جاوے اور چونکہ اسلام کے احکام کی بناء ظاہر پر ہے اس لئے جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے۔ خواہ اسی وجہ سے نہ مانتے ہوں کہ انہوں نے اس کا نام نہیں سُنا کافر کہلائیں گے گو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مستحق عذاب نہ ہوں گے کیونکہ ان کا نہ ماننا ان کے کسی قصور کی وجہ سے نہ تھا۔ چنانچہ سب مسلمان بالاتفاق ان لوگوں کو جو مسلم نہیں ہوئے خواہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا ہو یا نہ سُنا ہو کافر ہی کہتے چلے آئے ہیں اور آج تک ایک شخص نے بھی آئس لینڈ کے اسکیموز یا امریکہ کے ریڈ انڈینز یا افریقہ کے ہانٹناٹس یا آسٹریا کے وحشیوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ان ہزاروں لاکھوں عیسائیوں کی نسبت فتویٰ اسلام دیا ہے جو پہاڑوں یا اندرون یورپ کے رہنے والے ہیں اور جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا کوئی علم نہیں۔

یہ میرے عقائد ہیں جو درست ہیں یا غلط۔ اس پر میں اس جگہ بحث نہیں کرنی چاہتا۔ اس پر بحث آگے ہوگی۔ اس وقت مَیں نے صرف اپنے عقائد کا اظہار کر دیا ہے۔

انوارِ خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 1915ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

ہیں- اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو جائے اور ہم میں شامل نہ ہو- خدا تعالیٰ کے مأمور ایک بڑی چیز ہوتے ہیں جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ خدا کی نظر میں قبول نہیں ہو سکتا- اس میں شک نہیں کہ بعض غیر احمدی ایسے ہوں گے جو سچے دل سے حضرت مسیح موعودؑ کو صادق نہیں مانتے اس لئے قبول نہیں کرتے- لیکن ہم بھی مجبور ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ خواہ کسی وجہ سے سہی وہ حق کے منکر ہیں- غیر احمدیوں کا اس بات پر چڑنا کہ ہم ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ایک لغو امر ہے- وہ غیر احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں وہ ہم کو مسلمان کیونکر سمجھتا ہے اور کیوں اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں- ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں- کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے- لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دنیاوی اور تمدنی تعلقات کو منقطع کر دیں- آنحضرت ﷺ نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی- پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں بہم پہنچانے کا حکم ہے تو دنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے- دوسروں سے محبت کرو پیار کرو' ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ' بیمار کا علاج کرو' بھوکے کو روٹی کھلاؤ' ننگے کو کپڑا پہناؤ ان باتوں کا تمہیں ضرور ثواب ملے گا- لیکن دین کے معاملہ میں تم ان کو اپنا امام نہیں بنا سکتے- حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق بار بار حکم دیا ہے- پس اس بات کو خوب یاد رکھو- اور سختی سے اس پر عملدرآمد کرو-

غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا

پھر ایک سوال غیر احمدی کے جنازہ پڑھنے کے متعلق کیا جاتا ہے- اس میں ایک یہ مشکل پیش کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے- اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے- اور ایک خط بھی ملا ہے- جس پر غور کیا جائے گا- لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل اس کے برخلاف

آئینہ صداقت

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

(تحریر فرمودہ دسمبر ۱۹۲۱ء)

کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے حوالجات سے مَیں نے ثابت کیا ہے کہ آپ کے نزدیک آپ کے منکر کافر ہیں۔ چنانچہ ان حوالوں میں سے بعض کے یہ فقرات ہیں عبد الحکیم پٹیالوی مرتد کو آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب مَیں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس سے سہل تر یہ بات ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا جاوے اس لئے مَیں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔" اس کے بعد میں نے اپنے الفاظ میں اس عبارت کا یہ خلاصہ نکالا ہے۔ "اس الزام میں وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے تکفیر میں جدوجہد کی ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص جس نے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔" پھر آگے دعوت پہنچنے کی تشریح حضرت مسیح موعودؑ کی ہی عبارات سے کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی دعوت کو سب دنیا میں پہنچا دیا ہے۔ اس لئے سب دنیا کو دعوت پہنچ گئی۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک شخص کو فرداً فرداً کہہ دیا جاوے۔" اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے یہ ثابت کیا ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو کافر تو نہیں کہتے مگر آپ پر ایمان بھی نہیں لاتے۔ وہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ شامل ہیں۔ جو آپ کو کافر کہتے ہیں حتّٰی کہ جو شخص صرف مزید تسلّی کے لئے کچھ مدت انتظار کرتا ہے اور بیعت نہیں کرتا۔ وہ بھی منکروں کے ساتھ ہی سمجھا جائے گا۔ اور پھر میرے اپنے الفاظ میں ان حوالہ جات کا یہ خلاصہ نکالا گیا ہے کہ "پس نہ صرف وہ شخص جو آپ کو کافر کہتا ہے یا جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا ہے مگر آپ کے دعویٰ کو نہیں مانتا۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے" اس کے بعد اسی مضمون کے متعلق کچھ تائیدی حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ اور اس صلح کی تحریک کی کمزوری دکھاتے ہوئے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی ممانعت کا فتویٰ درج کیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ۲۸ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶۳ حاشیہ) آخر میں قرآن کریم کی ایک آیت سے استدلال کیا ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کو رسول نہیں مانتے۔ خواہ آپ کو راستباز ہی منہ سے کیوں نہ کہتے ہوں وہ پکے کافر ہیں۔ یہ ہے خلاصہ میرے اس مضمون کا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے دو دفعہ پڑھا اور اپنی قلم سے اس میں بعض جگہ پر اصلاح کی۔ اور لکھا کہ اس کے مضمون سے مجھے ہرگز اختلاف نہیں۔ اب اسے پڑھ کر خصوصاً ان فقرات کی موجودگی میں جو میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ کیا کوئی عقلمند انسان یہ گمان بھی کر سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کا یہ مطلب سمجھا تھا کہ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ — بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء — نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

فہرست مضامین

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں بھی مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اُس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیئے اولٰئک ھم الکافرون حقاً فرمایا ہے۔ فتدبروا

اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعودؑ کا کوئی ذکر نہیں تو یہ کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعودؑ کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر یا جس طرح فرمایا انی مع الرسول اقوم اور مسیح موعودؑ نے ابھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (دیکھو بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں" (دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بطرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آنیوالے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

فہرست مضامین

ارادنی۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ انت منی بمنزلۃ عرشی۔ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ یا قمر یا شمس انت منی و انا منک۔ انت مرادی ومعی۔ سرک سری۔ بشری لک یا احمدی۔ کمثلک درکلا یضاع شانک عجیب و اجرک قریب۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق انت وجیہٌ فی حضرتی اخترتک لنفسی۔ ان الہامات سے اُس شخص کی شان کا پتہ لگتا ہے جس کے قلب پر ان کا نزول ہُوا۔ کیا ایسے شخص کا انکار کرنے والا مومن کہلا سکتا ہے۔ اگر ایسے شخص کے انکار سے بھی ایمان قائم رہ جاوے تو دنیا سے امان اُٹھ جائے۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ہے ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان وداعیاً الی اللہ وسراجاً منیرا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ پر ایمان لانیوالوں کا قول نقل کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ مسیح موعودؑ ہی وہ شخص ہے جو لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا ہے پس وہ شخص جو مسیح موعودؑ کی طرف نہیں آتا وہ ایمان سے محروم ہے۔ پھر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۸۰ پر حضرت صاحب کا یہ الہام درج ہے کہ قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین یعنی تو لوگوں کو کہدے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے اب اگر تم اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہو تو کفر نہ کرو۔ اس الہام سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مومن ہونے کا معیار مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو رکھا ہے جو مسیح موعودؑ کا انکار کرتا ہے اس کا پہلا ایمان بھی قائم نہیں۔ پھر اسی صفحہ پر ایک الہام درج ہے جو یہ ہے لعلک باخعٌ نفسک الّا یکونوا مومنین یعنی کیا تو اس لیئے اپنی جان کو ہلاک کر دیگا کہ وہ مومن کیوں نہیں بنتے۔ اس الہام سے بھی صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ انسان مومن نہیں بن سکتا جب تک مسیح موعودؑ کو نہ مانے۔ اور پھر صفحہ ۸۲ پر حضرت صاحب کا یہ الہام درج ہے کہ وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام تو غالباً سب نے سُنا ہوگا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

فہرست مضامین

جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے ماننے والوں (خواہ حقیقی طور پر پیرو ہوں یا برائے نام) کا جب کبھی منکران مسیح سے مقابلہ ہوا۔ تو متبعان مسیح ان منکران مسیح پر غالب رہے۔ حالانکہ حقیقت عیسائی مسیح کے پیرو نہیں بلکہ صرف اسمی طور پر اسکی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق محض حقیقی متبعین سے ہوتا تو عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیروؤں کا غلبہ ثبوت ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے اسلئے جب تک موجودہ مدعیان اسلام رسمی طور سے مسلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں میں شامل نہیں جاتے اسوقت تک اگر وہ مکہ مدینہ پر قابض رہیں تو پیشگوئی کے صدق پر کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض تو غیر احمدیوں کی طرف سے ہو سکتا ہے خلافت کے منکرین کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت کے منکرین کے لیئے تو اتنا سوچنا ہی کافی ہے کہ مکہ مدینے کے علماء کی طرف سے بھی مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے پس وہ تو تکفیر کی وجہ سے کافر بن چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ منکرین خلافت کے نزدیک بھی مسلّم ہے۔ فتدبروا

گیارھواں اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر حضرت مسیح موعود واقعی اپنے منکروں کو کافر سمجھتے تھے تو کیوں آپ نے ان سے وہ سلوک روا رکھا جو کافروں سے جائز نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض کرنا معترض کی ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیئے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام

کیا مرزا قادیانی اس کے دعووں کو نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتا تھا؟

مرزا کا بیٹا جواب دیتا ہے
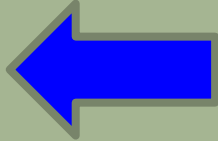
مشابہ نہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف یہ عقیدہ منسوب کرتا ہے کہ مسیح ناصری مع جسم عنصری آسمان پر بیٹھا ہے اور اس کے ثبوت میں براہین کی عبارت کو پیش کرتا ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک

اسجگہ ایک اور شبہ بھی پڑتا ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت مسیح موعودؑ اپنے منکروں کو حسب حکم الٰہی اسلام سے خارج سمجھتے تھے تو آپنے انکے لئے اپنی بعض آخری کتابوں میں بھی مسلمان کا لفظ کیوں استعمال فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت صاحب انہیں مسلمان نہ لکھتے تو اور کیا لکھتے؟ کیا وہ یہودی ہیں کہ انہیں یہودی لکھا جاتا؟ کیا وہ عیسائی ہیں کہ انکو اس نام سے پکارا جاتا؟ کیا وہ ہندو ہیں کہ انکے متعلق ہندو کا لفظ استعمال کیا جاتا؟ کیا وہ بدھ مذہب میں داخل ہیں کہ انکو بدھ کے متبعین کے طور پر پیش کیا جاتا؟ اب جبکہ وہ ان مذاہب میں سے کسی کے ساتھ بھی تعلق نہیں رکھتے تو انکو ان ناموں میں سے کوئی نام کس طرح دیا جاسکتا ہے۔ کیا قرآن شریف میں عیسیٰؑ کی طرف منسوب ہونیوالی قوم کو نصاریٰ کے نام سے یاد نہیں کیا گیا؟ ضرور کیا گیا اور بہت دفعہ کیا گیا۔ مگر وہاں معترض نے اعتراض کیا کہ جب وہ عیسیٰؑ کی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں تو انکو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے۔ پھر اب یہاں اعتراض کیسا؟ اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اسم بامسمیٰ ہو گئی ہے مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین نامی مسلمان سے عیسائی ہو جاوے تو اسے پھر بھی سراج دین ہی کہیں گے حالانکہ عیسائی ہو جانے کی وجہ سے وہ اب سراج دین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا ہے لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام سے پکارا جاویگا۔ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا ہے کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھکر لوگ دھوکا نہ کھائیں اسلیئے آپنے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھدیئے ہیں کہ "وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں" تا جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان۔ چنانچہ حضرت صاحب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "اسی کی طرف حدیث بخاری کے پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے

فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا۔" پھر اس کے علاوہ اشتہار ایک غلطی کے ازالہ میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئی ہیں مگر ایک کھڑکی" اس تحریر میں حضرت موعودؑ نے غیر احمدیوں کو رسمی مسلمان کے نام سے یاد کیا ہے پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہکر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے (دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بجواب خط عبد الحکیم خان مرتد) اس بحث کو حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور وہ الہام یہ ہے:۔

چو دور خسروی آغاز کردند — مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے منکروں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر انکے اسلام کا انکار بھی کیا ہے ان کو مسلمان تو اس غرض سے کہا گیا کہ وہ دنیا میں اسی نام سے مشہور ہیں اور اگر یہ نام ان کے لیئے استعمال نہ کیا جاتا تو پھر پتہ کس طرح لگتا کہ کون لوگ مراد ہیں اور پھر انکے اسلام کا انکار اس لیئے کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں فتدبروا۔

اسی حقیقت کو حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۱ و ۸۲ میں آشکارا کیا ہے چنانچہ آپ اپنے زمانہ کے متعلق ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ ایک ایسا مبارک زمانہ ہے کہ فضل اور جود الٰہی نے مقدر کر رکھا ہے کہ یہ زمانہ پھر لوگوں کو صحابہؓ کے رنگ میں لائیگا اور آسمان سے کچھ ایسی ہوا چلے گی کہ یہ تہتر فرقے مسلمانوں کے جن میں بجز ایک کے سب عار اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائینگے اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں صفحۂ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ رہ جائیگا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے رنگ پر ہوگا۔" حضرت مسیح موعودؑ

مرزا قادیانی کے لطیفے

وفادار خاندان میں سے ہوں جنہوں نے اپنے مال سے اور جان سے گورنمنٹ پر اپنی اطاعت ثابت کی ہے۔ میری اس دردناک فریاد کو یہ محسن گورنمنٹ غور سے توجہ فرماوے گی اور جھوٹ بولنے والے کو تنبیہ کرے گی۔

دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی۔ میں اس بہتان کا جواب بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کو تباہ کرے، میں نے ایسا الہام ہرگز شائع نہیں کیا۔ میری تمام کتابیں گورنمنٹ کے سامنے موجود ہیں میں بادب گذارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اس شخص سے مطالبہ کرے کہ کس کتاب یا خط یا اشتہار میں مَیں نے ایسا الہام شائع کیا ہے؟ اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ اس کے اس فریب سے خبردار رہے گی کہ یہ شخص اپنے اس جھوٹے بیان کی تائید کے لئے یہ تدبیر نہ کرے کہ اپنی جماعت اور اپنے گروہ میں سے ہی جو مجھ سے اختلاف مذہب کی وجہ سے دلی عناد رکھتے ہیں جھوٹے بیان بطور شہادت گورنمنٹ تک پہنچاوے۔ اس شخص اور اس کے ہم خیال لوگوں کی میرے ساتھ کچھ آمد و رفت اور ملاقات نہیں تا میں نے ان کو کچھ زبانی کہا ہو۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اپنی کتابوں میں اور اشتہاروں میں شائع کرتا ہوں۔ اور میرے خیالات اور میرے الہامات معلوم کرنے کے لئے میری کتابیں اور اشتہارات متکفل ہیں اور میری جماعت کے معززین گواہ ہیں۔ غرض میں بادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ اس خلاف واقعہ مخبری کا اس شخص سے مطالبہ کرے۔ کپتان ڈگلس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں جو میرے پر دائر ہوا تھا لکھ چکے ہیں کہ یہ شخص مجھ سے عداوت رکھتا ہے اسی لئے جھوٹ بولنے سے کچھ بھی پرہیز نہیں کرتا۔ ﴿ت﴾

تیسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے یہ ہے کہ یہ شخص مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے جواب میں اتنا لکھنا کافی ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام

مولانا محمد حسین بٹالوی

اور مرزا قادیانی کا اپنے

آقا انگریز کے نام لکھا گیا

بیان ....

مرزا کا بیٹا اپنے باپ کو جھوٹا ثابت کرتا ہے

شخص کی موجودگی میں ایک نہایت زبردست تقریر فرمائی اور جس طرح جوش کے وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو جایا کرتا تھا اسی طرح اس وقت بھی یہی حال تھا۔ اس تقریر کے بعض فقرے اب تک میرے کانوں ... فرمایا تم عیسٰی کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے نیز فرمایا اب ہم تو اپنا کام ختم کر چکے ہیں ...

﴿95﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حاجی عبدالمجید صاحب لدھیانوی نے کہ ایک دفعہ حضور لدھیانہ میں تھے۔ میرے مکان میں ایک نیم کا درخت تھا چونکہ برسات کا موسم تھا اسکے پتے بڑے خوشنما طور پر سبز تھے۔ حضور نے مجھے فرمایا حاجی صاحب اس درخت کے پتوں کی طرف دیکھئے کیسے خوشنما ہیں۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

﴿96﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا ہم سے حاجی عبدالمجید صاحب نے کہ ایک دفعہ جب ازالہ اوہام شائع ہوئی ہے حضرت صاحب لدھیانہ میں باہر چہل قدمی کے لئے تشریف لے گئے۔ میں اور حافظ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ میں حافظ حامد علی نے مجھ سے کہا کہ آج رات یا شاید کہا ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ ”سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں ایام ضعف واختلال“۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے۔ حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے۔ ”سلطنت برطانیہ تا ہفت سال۔ بعد ازاں باشد خلاف واختلال“۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا۔ اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے۔ جب یہ الہام ہمیں حضرت صاحب نے سنایا تو اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جا سنایا۔ پھر جب وہ مخالف ہوا تو اس نے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لئے اپنے رسالہ میں شائع کیا کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شائع کیا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب اور حاجی عبدالمجید صاحب کی روایت میں جو اختلاف ہے وہ اگر کسی صاحب کے ضعفِ حافظہ پر مبنی نہیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الہام حضور کو دو وقتوں میں دو مختلف قراءتوں پر ہوا ہو۔ واللہ اعلم ۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی

کئے گئے ہیں۔ بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ملکہ وکٹوریا کی وفات ...

... ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے تھے کہ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں اور واقعات کے ظہور کے بعد ہی میں نے اس کے یہ معنی سمجھے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اس کی میعاد شمار کی جاوے کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لئے بطور حرز کے بیان کیا ہے پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگ عظیم کی ابتدا اور ہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں مل جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں ہمیں دعا کرنی چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (نیز اس روایت کی مزید تشریح کے لئے دیکھو حصہ دوم۔ روایت نمبر ۳۱۴)

﴿97﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں بیعت کا اعلان کیا تو بیعت لینے سے پہلے آپ شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کے بلانے پر اس کے لڑکے کی شادی پر ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ میں یکہ پر حضور نے ہم کو اپنے اس چلّہ کا حال سنایا جس میں آپ نے برابر چھ ماہ تک روزے رکھے تھے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ میں نے ایک چھینکا رکھا ہوا تھا اسے میں اپنے چوبارے سے نیچے لٹکا دیتا تھا تو اس میں میری روٹی رکھدی جاتی تھی پھر اسے میں اوپر کھینچ لیتا تھا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ شیخ مہر علی نے یہ انتظام کیا تھا کہ دعوت میں کھانے کے وقت رؤسا کے لئے الگ کمرہ تھا اور ان کے ساتھیوں اور خدام کے واسطے الگ تھا مگر حضرت صاحب کا یہ قاعدہ تھا کہ اپنے ساتھ والوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ بٹھایا کرتے تھے چنانچہ اس موقعہ پر بھی آپ ہم تینوں کو اپنے داخل ہونے سے پہلے کمرہ میں داخل کرتے تھے اور پھر خود داخل ہوتے تھے اور اپنے دائیں بائیں ہم کو بٹھاتے تھے۔ انہی دنوں میں ہوشیار پور میں مولوی محمود شاہ چھچھ ہزاروی کا وعظ تھا جو نہایت مشہور اور نامور اور مقبول واعظ تھا۔ حضرت صاحب نے میرے ہاتھ بیعت کا اشتہار دے کر انہیں کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لیکچر کے وقت کسی

تاریخِ احمدیت

جلد اوّل

ابتداء سے لے کر ۱۸۹۷ء تک

مؤلفہ

دوست محمد شاہد

مرے گا اس کی نماز جنازہ کوئی نہیں پڑھے گا۔ نواب صاحب کے اقرباء ان کی اس بات سے ڈر گئے اس لئے حضرت اقدس نے ان کے جنازہ کی نماز اپنے مکان پر ہی ادا فرمائی اور نواب صاحب مرحوم کے لئے مغفرت ورحمت کی بہت بہت دعا کی۔ [۲۲]

انگریزی حکومت کے زوال سے متعلق الہام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (شہزادہ عبدالمجید صاحبؓ کی روایت کے مطابق) قیام لدھیانہ میں انگریزی حکومت کے زوال سے متعلق بھی خبر دی گئی اور الہام ہوا کہ۔

سلطنت برطانیہ تاہشت سال بعد ازاں ایام ضعف و اختلال [۲۳]

یعنی برطانیہ کی شان و شوکت کا زمانہ آٹھ سال تک ہے اس کے بعد ضعف و انحطاط کے آثار پیدا ہو جائیں گے۔

پیر سراج الحق صاحب نے اس الہام کے متعلق حضرت اقدسؑ سے عرض کیا کہ اس میں روحانی اور مذہبی طاقت کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی آٹھ سال کے بعد سلطنت برطانیہ کی مذہبی طاقت یعنی عیسائیت میں ضعف رونما ہو جائے گا اور سچے مذہب یعنی اسلام اور احمدیت کا غلبہ شروع ہو جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جو ہو گا وہ ہو رہے گا ہم پیش از وقت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ [۲۴]

پادریوں کو دعوت مذاکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰۔ مئی ۱۸۹۱ء کو پادریوں کے مقابل اشتہار دیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر انکشاف فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اس قدر ثبوت میرے پاس ہیں کہ کسی منصف کو مانے بغیر چارہ نہیں۔ اس اشتہار میں آپ نے پادری صاحبان کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی۔ مگر کوئی پادری آپؑ کے مقابلہ میں نہ آیا۔ [۲۵]

سفر امرتسر اور لدھیانہ میں دوبارہ ورود

حضرت اقدسؑ اوائل جولائی ۱۸۹۱ء میں بعض احباب اور امرتسر کے رؤساء کی خواہش پر چند دن کے لئے لدھیانہ سے امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں اہلحدیث کے دو فریق ہو چکے تھے ایک فریق مولوی احمد اللہ صاحب کا تھا اور دوسرا غزنویوں کا۔ مولوی احمد اللہ صاحب بڑے شریف الطبع انسان تھے۔ غزنوی گروہ چاہتا تھا کہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگائیں مگر وہ گریز کرتے تھے جس پر مولوی صاحب مسجد سے نکال دئے گئے اور ان کے معتقدین انہیں اپنی دوسری مسجد میں لے آئے۔ اس سفر میں حضرت اقدس نے مولوی احمد اللہ صاحب کو اپنے دعویٰ سے متعلق ۷۔ جولائی ۱۸۹۱ء کو تحریری مباحثہ کی دعوت دی مگر انہوں نے آمادگی کا اظہار نہ کیا اور گو انہوں نے

مکتوب نمبر ۲۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج نصف قطعہ نوٹ پانچ سو روپیہ پہنچ گیا۔ چونکہ موسم برسات ہے اگر براہ مہربانی دوسرا ٹکڑا رجسٹری شدہ خط میں ارسال فرماویں تو انشاء اللہ کسی قدر احتیاط سے پہنچ جاوے۔ آج کی تاریخ جو ۱۸ شوال ہے اس جگہ خوب بارش ہوگئی اور اب ہو رہی ہے۔ کل یہ حال تھا کہ گویا لوگ بوجہ شدت حرارت اور گذر جانے ایک حصہ برسات کے نومید ہو چکے تھے۔ سبحان اللہ! کیا شان اُس قادر مطلق کی ہے کہ نومیدی کے بعد اُمید پیدا کر دیتا ہے۔

اسی وجہ سے جو عارف ہیں۔ اگرچہ مصائب وشدائد کے صدمات کی کوفتوں سے غارت بھی ہو جائیں تب بھی ان پر یاس کی دل آزار حالت طاری نہیں ہوتی کیونکہ وہ پکے یقین سے سمجھتے ہیں کہ وہ مولا کریم مجیب الدعوات ہے اور قادر مطلق۔ اور درحقیقت انسان کو (اسی وقت تسلی نصیب ہوتی ہے کہ جو قوی یقین رکھتا ہے کہ وہ رحمٰن ہے اور قادر مطلق ہے[1]) اور اپنے خدا کو کریم اور رحیم جانتا ہے۔ اے خدائے برتر و بزرگ! ہم سب کو قوی یقین بخش۔ جس سے ہم ہردم اور ہر لحظہ سرور میں رہیں۔ آمین ثم آمین

گجرات سے دس روپے اور پہنچ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ صاحب مرسل کا نام عطا محمد ہے اور وہ ضلع گجرات میں مختار ہیں۔ اب انشاء اللہ ساٹھ روپے کی رسید ان کی خدمت میں بھی بھیجی جاوے گی۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۱۱؍ جولائی ۱۸۸۷ء

پانچ سو کا نوٹ ٹکڑوں میں منگوانا

[1] (یہ سطر اڑ گئی ہے۔ میں نے قیاس سے بعض الفاظ کو دیکھ کر لکھی ہے۔ عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج نصف قطعہ نوٹ پانسو روپیہ بذریعہ رجسٹری شدہ پہنچ گیا۔ اب آں مخدوم کی طرف سے پانسو ساٹھ روپے پہنچ گئے اس ضرورت کے وقت جس قدر آپ کی طرف سے غمخواری ظہور میں آئی ہے اس سے جس قدر مجھے آرام پہنچا ہے اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ اللہ جلشانہٗ دنیا وآخرت میں آپ کو تازہ تازہ خوشیاں پہنچاوے اور اپنی خاص رحمتوں کی بارش کرے۔

میں آپ کو ایک ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ حال میں لیکھرام نام ایک شخص نے میری کتاب براہین کے ردّ میں بہت کچھ بکواس کی ہے اور اپنی کتاب کا نام تکذیب براہین احمدیہ رکھا ہے۔ یہ شخص اصل میں غبی اور جاہل مطلق ہے اور بجز گندی زبان کے اور اس کے پاس کچھ نہیں۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں بعض انگریزی خواں اور دنی استعداد ہندوؤں نے اس کی مدد کی ہے۔ کتاب میں دو رنگ کی عبارتیں پائی جاتی ہیں۔ جو عبارتیں دشنام دہی اور تمسخر اور ہنسی اور ٹھٹھے سے بھری ہوئی ہیں اور لفظ لفظ میں توہین اور ٹوٹی پھوٹی عبارت اور گندی اور بدشکل ہیں۔ وہ عبارتیں تو خاص لیکھرام کی ہیں اور جو عبارت کسی قدر تہذیب رکھتی ہے اور کسی علمی طور سے متعلق ہے وہ کسی دوسرے خواندہ آدمی کی ہے۔ غرض اس شخص نے خواندہ ہندوؤں کی منت سماجت کر کے اور بہت سی کتابوں کا اس نے خیانت آمیز حوالہ لکھ کر یہ کتاب تالیف کی ہے۔ اس کتاب کی تالیف سے ہندوؤں میں بہت جوش ہو رہا ہے۔ یقین ہے کہ کشمیر میں بھی یہ کتاب پہنچی ہوگی۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ لالہ لچھمن داس صاحب ملازم ریاست کشمیر نے تین سو روپیہ اس کتاب کے چھپنے کیلئے دیا ہے۔ شاید یہ بات سچ ہو یا جھوٹ ہو لیکن اس پُر افتراء کتاب کا تدارک بہت جلد از بس ضروری ہے اور یہ ...ز ابھی ضروری کام سراج منیر ہے، جو مجھے درپیش ہے بالکل عدیم الفرصت ہے اور میں مبالغہ سے ...ں کہتا اور نہ آپ کی تعریف کی رو سے بلکہ قوی یقین سے خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ جما دیا ...کہ جس قدر اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کیلئے آپ کے دل میں جوش ڈالا ہے اور میری ہمدردی پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہو کر جانے لگتے اور دعا کے لئے عرض کرتے تو حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آپ گاہ بگاہ خط کے ذریعہ سے یاددہانی کراتے رہیں۔ مَیں انشاء اللہ دُعا کرونگا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض دوستوں کی عادت تھی۔ کہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے قریباً روزانہ لکھتے تھے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ لاہور کے ایک دوست کو کوئی کام درپیش تھا۔ جس پر انہوں نے مسلسل کئی ماہ تک ہر روز بلا ناغہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے خط لکھا۔

﴿511﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔حضرت والدہ صاحبہ یعنی امّ المؤمنین اَطَالَ اللّٰہُ بَقَائَھَا نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مُرغا ذبح کرا کے سر پر باندھا۔ جس سے فائدہ ہو گیا۔ اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی۔

بخار کا مرزائی علاج

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہوگی ورنہ آخری زمانہ میں تو حضرت خلیفہ اوّل جو ایک ماہر طبیب تھے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے یا ممکن ہے کہ یہ کسی ایسے وقت کی بات ہو۔ جب حضرت خلیفہ اوّلؓ عارضی طور پر کسی سفر پر باہر گئے ہونگے مگر بہر حال حضرت صاحب کے اعلیٰ اخلاق کا یہ ایک بیّن ثبوت ہے کہ ایک دُشمن کی تکلیف کا سنکر بھی آپ کی طبیعت پریشان ہوگئی۔ اور آپ اس کی امداد کے لئے پہنچ گئے۔

﴿707﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔ جس کا یہ مصرع ہے۔

''اے خدا! اے چارۂ آزارِ ما!''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو رُوحانیت سے پُر ہے۔ مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں **بِالجَہر** پڑھنی چاہئیں۔ باقی دل میں پڑھنی چاہئیں پس اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت صاحب نے اس وقت خاص کیفیّت کے رنگ میں اس پر اعتراض نہیں فرمایا ہوگا۔ اور چونکہ ویسے بھی یہ واقعہ صرف ایک منفرد واقعہ ہے اس لئے میری رائے میں حضرت صاحب کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ لوگ اس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب

نے اس وقت سکوت اختیار کر کے بعد میں پیر صاحب کو علیحدہ طور پر سمجھا دیا ہو۔ کہ یہ مناسب نہیں۔ کیونکہ پیر صاحب کی طرف سے اس کی تکرار ثابت نہیں۔ واللّٰہ اعلم۔

فرض نماز میں فارسی نظم

مرزا کا کُتّا

﴿957﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ

السلام نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفعہ ایک گدی کُتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا
اور اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے۔ یا میاں قدرت اللہ خانصاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر
کے دربان تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کتے کی ضرورت ان دنوں میں پیش آئی تھی جب حضرت صاحب باغ
میں جا کر ٹھہرے تھے اور وہاں حفاظت کی صورت نہیں تھی۔ مگر اس کے بعد کتا شہر والے مکان میں بھی آ گیا۔

﴿553﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصّے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔ بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر حاوی تھے مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصّہ یاد نہ تھا۔ ہاں کثرتِ مطالعہ اور کثرت تدبّر سے یہ حالت ہوگئی تھی کہ جب کوئی مضمون نکالنا ہوتا تو خود بتا کر حفّاظ سے پوچھا کرتے تھے کہ اس معنے کی آیت کونسی ہے یا آیت کا ایک ٹکڑا پڑھ دیتے یا فرماتے کہ جس آیت میں یہ لفظ آتا ہے وہ آیت

کونسی ہے۔

مرزا کو پورا قرآن یاد نہ تھا

﴿272﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مر گئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحبؑ نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے اور پھر مثال دے کر بیان کیا کہ اگر کسی شخص پر کوئی سگِ دیوانہ حملہ کرے اور اس کے پاس اس وقت کوئی چیز اپنے دفاع کیلئے نہ ہو نہ سوٹی نہ پتھر وغیرہ صرف چند نجاست میں پڑے ہوئے پیسے اس کے قریب ہوں تو کیا وہ اپنی جان کی حفاظت کیلئے ان پیسوں کو اٹھا کر اس کتے کو نہ دے مارے گا اور اس وجہ سے رک جاوے گا کہ یہ پیسے ایک نجاست کی نالی میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح اس زمانہ میں جو اسلام کی حالت ہے اسے مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو خدمت اسلام میں لگایا جاسکتا ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس زمانہ میں جب کی یہ بات ہے آج کل والے انگریزی پیسے زیادہ رائج نہ تھے بلکہ موٹے موٹے بھدے سے پیسے چلتے تھے جن کو

منصوری پیسے کہتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ میں خدمت اسلام کیلئے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کئے جانے کا فتویٰ بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ فتویٰ وقتی ہے اور خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ وَمَنِ اعْتَدٰی فَقَدْ ظَلَمَ وَحَارَبَ اللّٰہ ۔

گذشتہ سالوں میں جلسہ گاہ مستورات تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس بڑ کے نیچے اور اس کے ساتھ والے میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کئی دفعہ عید بھی ہوئی تھی۔ اور جنازے بھی اکثر یہیں ہوا کرتے تھے۔ اس طرح یہ بڑ بھی گویا ہماری ایک ملّی یادگار ہے۔ یہ بڑ اس راستہ پر پُل کے قریب ہے جو قادیان کی پُرانی آبادی سے دارالانوار کی طرف کو جاتا ہے۔

﴿671﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ لدھیانہ میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے کہا کہ آپ اسلام پر ایک پبلک لیکچر دیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ مَیں نے اپنے اس زمانہ کے علم کے مطابق بڑے زور شور سے لیکچر دیا اور حضرت صاحب بھی اس میں شریک ہوئے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے۔ کہ اس وقت تک مَیں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولؓ کے واسطہ سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

﴿672﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضَبّ یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلّٰی اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف (مثلاً پنج سُورہ۔ دعائے گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

﴿974﴾ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔"

﴿104﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہماری جتنی عربی تحریریں ہیں یہ سب ایک رنگ کی الہام ہی ہیں کیونکہ سب خدا کی خاص تائید سے لکھی گئی ہیں۔ فرماتے تھے بعض اوقات میں کئی الفاظ اور فقرے لکھ جاتا ہوں مگر مجھے ان کے معنے نہیں آتے پھر لکھنے کے بعد لغت دیکھتا ہوں تو پتہ لگتا ہے۔ نیز مولوی صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب عربی کتابوں کی کاپیاں اور پروف حضرت خلیفہ اوّل اور مولوی محمد احسن صاحب کے پاس بھی بھیجا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کسی جگہ اصلاح ہو سکے تو کر دیں۔ حضرت خلیفہ اوّل تو پڑھ کر اسی طرح واپس فرما دیتے تھے لیکن مولوی محمد احسن صاحب بڑی محنت کر کے اس میں بعض جگہ اصلاح کے طریق پر لفظ بدل دیتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک وقت فرمایا کہ مولوی

محمد احسن صاحب اپنی طرف سے تو اصلاح کرتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرا لکھا ہوا لفظ زیادہ برمحل اور فصیح ہوتا ہے اور مولوی صاحب کا لفظ کمزور ہوتا ہے لیکن میں کہیں کہیں انکا لکھا ہوا لفظ بھی رہنے دیتا ہوں تا ان کی دل شکنی نہ ہو کہ ان کے لکھے ہوئے سب الفاظ کاٹ دیئے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا قاعدہ تھا کہ عربی کتب کی کاپیاں اور پروف سلسلہ کے علماء کے پاس یہ کہہ کر بھجوا دیتے تھے کہ دیکھو کوئی اصلاح ہو سکے تو کر دو۔ اور اس کارروائی سے ایک مطلب آپ کا یہ بھی ہوتا تھا کہ یہ لوگ اس طریق سے حضور کی تصانیف پڑھ لیں اور حضور کی تعلیم اور سلسلہ سے واقف رہیں۔ یہ خاکسار کا اپنا خیال ہے کسی روایت پر مبنی نہیں۔

چاہتی تھی کہ آپ نوکری پر ڈٹے رہیں اور خوب استغراق سے کام کرکے کوئی بڑا معزز عہدہ حاصل کریں لیکن محبت اس بات پر زور دیتی تھی کہ کچھ بھی ہو ہم اپنے ایسے لخت جگر کا آنکھوں سے دور رہنا برداشت نہیں کر سکتے اس بحث میں محبت غالب آئی اور تقاضا کیا کہ آپ نوکری چھوڑ کر گھر پر پہنچ جائیں۔ اس حکم کو بھی آپ نے بسر و چشم قبول فرمایا اور فوراً استعفا دیکر ملازمت سے سبکدوشی حاصل کرلی اور گھر پہنچ گئے۔ اگرچہ خدا خدا کرکے آپکو ملازمت وغیرہ کے دھندوں سے مخلصی ہوئی تھی۔ اور خیال تھا کہ اب آپ کو خلوت اور فراغت میسر آجائے گی لیکن قادیان پہنچتے ہی والد صاحب نے بدستور آپکو زمینداری کے کاموں میں مصروف کردیا۔ مگر اس جگہ آپ اپنے کام کے لیے بہت وقت نکال لیتے۔ اور اکثر قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں مشغول رہتے اور بسا اوقات والد صاحب کو بھی وہ کتابیں سنایا کرتے تھے۔ میرزا غلام مرتضے صاحب کا تکیہ کلام ہے "با کہنہ" یعنے (یہ بات کہ نہ تھا۔ انہوں نے آپ کی کاروبار دنیا سے نفرت اور تقوے و تزکیہ میں کوشش کی شدت اور مطالعہ و توغل کتب میں مشغولیت اور محویت دیکھ کر یہ سمجھ لیا تھا کہ آپ دنیا کے کسی کام کے لائق نہیں۔ اور اکثر دوستوں کے آگے یہی بات پیش کیا کرتے کہ مجھے تو غلام احمد کا فکر ہے کہ یہ کہاں سے کھائیگا اور اسکی عمر کس طرح کٹے گی۔ بلکہ بعض دوستوں کو یہ بھی کہا کرتے تھے کہ آپ ہی اسکو سمجھاؤ کہ وہ اس استغراق کو چھوڑ کر کمانے کے دھندے میں لگے۔ اگر کبھی اتفاق سے ان سے کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہیں؟ تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد میں جاکر سقاوہ کی ٹوٹنی میں تلاش کرو۔ اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہوکر واپس مت آنا مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی ناامید ہوکر لوٹ مت آنا کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اسکو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے۔ اور اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کریگا۔ آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپکو لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جسکے باعث سے اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔

دراصل والد کی زندگی بھی آپکے لیے ایک مکتب تھی۔ وہ اپنی زندگی سے اسقدر حسرت اور ندامت ظاہر کیا کرتے تھے کہ سن کر رونا آتا تھا بارہا کہا کرتے تھے کہ میں نے جسقدر اس پلید دنیا کے لیے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لیے کرتا تو شاید آج قطب یا غوث وقت ہوتا۔ اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ؎ عمر بگذشت و نماند است جز ایامے چند ؛ بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

کبھی دفعہ آپ اپنا بنایا ہوا یہ شعر رقت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے ؎ از بس دیدہ عشاق و خاکپائے کسے ؛ مرا دلیست کہ در خون تپید بجائے کسے

ایکدفعہ انہوں نے خواب بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ بڑی شان کے ساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے۔ تو میں اسوقت آپکی طرف پیشوائی کے لیئے دوڑا۔ جب قریب پہنچا تو میں نے خیال کیا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہیے یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں صرف ایک روپیہ تھا۔ اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہے یہ دیکھ کر میں چشم پر آب ہوگیا۔

ہوتے ہیں۔ مثلاً مکھی اور دوسرے بعض جانوروں میں یہ خاصیت ہے کہ اگر ایسے
طور پر مر جائیں کہ اُن کے اعضا میں کچھ زیادہ تفرّق اتصال واقع نہ ہو اور اعضا

﴿۴۶۳﴾

اپنی اصلی ہیئت اور وضع پر سلامت رہیں اور متعفن ہونے بھی نہ پاویں بلکہ ابھی
تازہ ہی ہوں اور موت پر دو تین گھنٹہ سے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو جیسے پانی

میں مری ہوئی مکھیاں ہوتی ہیں تو اس صورت میں اگر نمک باریک پیس کر اس مکھی
وغیرہ کو اس کے نیچے دبایا جاوے اور پھر اسی قدر خاکستر بھی اس پر ڈالی جاوے تو
وہ مکھی زندہ ہو کر اڑ جاتی ہے اور یہ خاصیت مشہور و معروف ہے جس کو اکثر لڑکے
بھی جانتے ہیں لیکن اگر کسی سادہ لوح کو اس نسخہ پر اطلاع نہ ہو اور کوئی مکار

﴿۴۶۴﴾

مرزا قادیانی کا

The End

میاں عبدالحق غزوی کے ساتھ مرزا قادیانی کا مباہلہ اور اسکا انجام

۹۲۔ بانواں نشان - وہ مباہلہ ہے جو عبدالحق غزنوی کے ساتھ بمقام امرتسر کیا گیا تھا جس کو آج گیارہ سال گذر گئے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ عبدالحق نے مباہلہ کے لئے بہت اصرار کیا تھا اور مجھے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے میں تأمل تھا کیونکہ جس شخص کی شاگردی کی طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا تھا وہ میرے خیال میں ایک صالح آدمی تھا یعنی مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی اور اگر میرے زمانہ کو وہ پاتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کے ساتھ قبول کرتا اور ردّ نہ کرتا مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پا گیا اور جو کچھ عقیدہ میں غلطی تھی وہ قابل مؤاخذہ نہیں کیونکہ اجتہادی غلطی معاف ہے۔ مؤاخذہ دعوت اور اتمام حجت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ متقی اور راستباز تھا اور تبتل اور انقطاع اس پر غالب تھا اور عباد صالحین میں سے تھا۔ میں نے اُس کی وفات کے بعد ایک دفعہ اُس کو خواب میں دیکھا اور میں نے اُس کو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کا قبضہ میرے ہاتھ میں اور نوک آسمان میں ہے اور میں یمین و یسار میں اُس تلوار کو چلاتا ہوں اور ہر ایک ضرب سے ہزارہا مخالف مرتے ہیں اِس کی تعبیر کیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے ایسی حجت کہ جو زمین سے آسمان تک پہنچے گی اور کوئی اُس کو روک نہیں سکے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ کبھی دہنی طرف تلوار چلائی جاتی ہے اور کبھی بائیں طرف اِس سے

۱؎ البقرة:۲۵

غرض عبدالحق کے بہت اصرار کے بعد میں نے اُس کی طرف لکھا کہ میں کسی مسلمان کلمہ گو سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا اُس نے جواب میں لکھا کہ جب ہم نے تم پر کفر کا فتویٰ دے دیا تو اب تمہارے نزدیک ہم کافر ہو گئے تو پھر مباہلہ میں کیا مضائقہ۔ غرض اس کے سخت اصرار کے بعد میں مباہلہ کے لئے امرتسر میں آیا اور چونکہ مجھے مولوی عبداللہ

مکتوب نمبر ۲۰۷ ملفوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مجی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ تعجب کہ کس قدر آپ کے پاس کسی نے جھوٹ بولا اور دوسرا تعجب کہ آپ کو بھی حقیقت واقعہ سے اطلاع نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ جب یہ عاجز امرتسر گیا اور جاتے ہی عاجز نے ایک خط رجسٹری کرا کر عبدالحق کو مباہلہ کے لئے بھیجا کہ تم اس وقت مجھ سے مباہلہ کر لو۔ لیکن اس نے بدست منشی محمد یعقوب صاحب ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اس وقت تم عیسائیوں سے مباحثہ کرتے ہو۔ اس وقت میں مباہلہ مناسب نہیں دیکھتا۔ جس وقت لاہور میں مولوی غلام دستگیر سے بحث ہوگی۔ اس وقت مباہلہ کروں گا۔ لیکن اس کے جواب میں لکھا گیا کہ جو شخص ہم میں سے مباہلہ

سے اعراض کرے اور تاریخ مقررہ پر مقام مباہلہ میں حاضر نہ آوے۔ اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو۔ چنانچہ وہ اس سخت خط کو دیکھ کر بہر حال مباہلہ کے لئے تیار ہو گیا اور ایسا ہی ایک محمد حسین بٹالوی کو بھی لکھا گیا تھا۔ مگر تاریخ مقررہ پر عبدالحق مباہلہ پر آ گیا اور امرتسر میں جو بیرون دروازہ رام باغ عیدگاہ متصل مسجد ہے۔ اس میں مباہلہ ہوا اور کئی سو آدمی جمع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض انگریز پادری بھی آئے اور ہماری جماعت کے احباب شاید چالیس کے قریب تھے اور عبدالحق بھی آیا اور بہت سی بددعائیں دیں۔ لیکن محمد حسین بٹالوی چار و ناچار مباہلہ کے میدان میں آیا۔ مگر مباہلہ نہیں کیا اور سب لوگ معلوم کر گئے کہ وہ گریز کر گیا۔ یہ سچی حقیقت ہے۔ جس کا شاید دس ہزار کے قریب باشندہ امرتسر گواہ ہوگا۔ اب جب تک پہلے مباہلہ کا فیصلہ نہ ہو دوسرا مباہلہ کیونکر ہو۔ علاوہ اس کے اسی مباہلہ کی تاریخ پر میاں محی الدین لکھو کے والے اور ایسا ہی مولوی محمد جبار کو (عبدالجبار مراد ہے۔ عرفانی) کو رجسٹری کرا کر خط بھیجا گیا کہ اس تاریخ پر تم بھی آ کر مباہلہ کر لو۔ اگر تاریخ مقررہ پر نہ آئے تو پھر کاذب ٹھہرو گے۔ مگر بحالیکہ ان کی رسیدیں بھی آ گئیں اور کافی مہلت بھی دی گئی۔ لیکن وہ نہ آئے۔ رسیدیں موجود ہیں۔ ایسا ہی لودھیانہ میں بھی رجسٹری شدہ خط بھیجے گئے تھے اور دہلی اور پٹیالہ میں بھی۔

غلام احمد عفی عنہ

۱۹ راگست ۱۸۹۳

مرزا کے متضاد بیانات

مجموعہ اشتہارات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد اول

(۱۱۱)

اعلان عام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم • نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون

اس مباہلہ کی اہلِ اسلام کو اطلاع

جو دہم ذیقعدہ روز شنبہ کو بمقام امرتسر عیدگاہ متصل مسجد خان بہادر حاجی محمد شاہ صاحب مرحوم ہوگا

اے برادران اہل اسلام کل دہم ذیقعدہ روز شنبہ کو بمقام مندرجہ عنوان میاں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماء جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا ہے اس عاجز سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ

اس عاجز کو کافر اور دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جلشانہٗ اور دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سمجھتے ہیں۔ اور اس عاجز کی کتابوں کو مجموعہ کفریات خیال کرتے ہیں۔ اور اس طرف یہ عاجز نہ صرف اپنے تئیں مسلمان جانتا ہے بلکہ اپنے وجود کو اللہ اور رسول کی راہ میں فدا کئے بیٹھا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کی درخواست پر یہ مباہلہ تاریخ مذکورہ بالا میں قرار پایا ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ مباہلہ کی بددعا کرنے کے وقت بعض اور مسلمان بھی حاضر ہو جائیں کیونکہ میں یہ دعا کروں گا کہ جس قدر میری تالیفات ہیں ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسول کے فرمودہ کے مخالف نہیں ہیں اور نہ میں کافر ہوں۔ اور اگر میری کتابیں خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ سے مخالف اور کفر سے بھری ہوئی ہیں تو خدا تعالےٰ وہ لعنت اور عذاب میرے پر نازل کرے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی کافر بے ایمان پر نہ کی ہو۔ اور آپ لوگ آمین کہیں۔ کیونکہ اگر میں کافر ہوں اور نعوذ باللہ دین اسلام سے مرتد اور بے ایمان تو نہایت برے عذاب سے میرا مرنا ہی بہتر ہے اور میں ایسی زندگی سے بہزار دل بیزار ہوں اور اگر ایسا نہیں تو خدا تعالےٰ اپنی طرف سے سچا فیصلہ کر دے گا۔ وہ میرے دل کو بھی دیکھ رہا ہے اور میرے مخالفوں کے دل کو بھی۔ بڑے ثواب کی بات ہوگی اگر آپ صاحبان کل دہم ذیقعدہ کو دو بجے کے وقت عیدگاہ میں مباہلہ پر آمین کہنے کے لئے تشریف لائیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد قادیانی عفی اللہ عنہ

۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ

مکتوب نمبر ۲۰۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ مطمئن رہیں۔ آپ کے لئے انشاء اللہ القدیر یہ عاجز بہت دعا کرے گا۔ اللہ جلشانہٗ پہلے اس سے ہرایک دعا آپ کے لئے قبول فرماتا رہا ہے۔ امید کہ اب بھی قبول فرمائے گا مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ جلد یا کسی قدر دیر سے۔ اس کے ہرایک کام میں خیر اور خوبی ہے۔ اپنے حالات سے مجھ کو بدستور مطلع فرماتے رہیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ تاریخ مٹ گئی ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۰۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ تعجب کہ کس قدر آپ کے پاس کسی نے جھوٹ بولا اور دوسرا تعجب کہ آپ کو بھی حقیقت واقعہ سے اطلاع نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ جب یہ عاجز امرتسر گیا اور جاتے ہی عاجز نے ایک خط رجسٹری کرا کر عبدالحق کو مباہلہ کے لئے بھیجا کہ تم اس وقت مجھ سے مباہلہ کرلو۔ لیکن اس نے بدست منشی محمد یعقوب صاحب ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اس وقت تم عیسائیوں سے مباحثہ کرتے ہو۔ اس وقت میں مباہلہ مناسب نہیں دیکھتا۔ جس وقت لاہور میں مولوی غلام دستگیر سے بحث ہوگی۔ اس وقت مباہلہ کروں گا۔ لیکن اس کے جواب میں لکھا گیا کہ جو شخص ہم میں سے مباہلہ

سے اعراض کرے اور تاریخ مقررہ پر مقام مباہلہ میں حاضر نہ آوے۔ اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو۔ چنانچہ وہ اس سخت خط کو دیکھ کر بہرحال مباہلہ کے لئے تیار ہوگیا اور ایسا ہی ایک محمد حسین بٹالوی کو بھی لکھا گیا تھا۔ مگر تاریخ مقررہ پر عبدالحق مباہلہ پر آ گیا اور امرتسر میں جو بیرون دروازہ رام باغ عیدگاہ متصل مسجد ہے۔ اس میں مباہلہ ہوا اور کئی سو آدمی جمع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض انگریز پادری بھی آئے اور ہماری جماعت کے احباب شاید چالیس کے قریب تھے اور عبدالحق بھی آیا اور بہت سی بد دعائیں دیں۔ لیکن محمد حسین بٹالوی چارونا چار مباہلہ کے میدان میں آیا۔ مگر مباہلہ نہیں کیا اور سب لوگ معلوم کر گئے کہ وہ گریز کر گیا۔ یہ سچی حقیقت ہے۔ جس کا شاید دس ہزار کے قریب باشندہ امرتسر گواہ ہوگا۔ اب جب تک پہلے مباہلہ کا فیصلہ نہ ہو دوسرا مباہلہ کیونکر ہو۔ علاوہ اس کے اسی مباہلہ کی تاریخ پر میاں محی الدین لکھو کے والے اور ایسا ہی مولوی محمد جبار کو (عبدالجبار مراد ہے۔عرفانی) کو رجسٹری کرا کر خط بھیجا گیا کہ اس تاریخ پر تم بھی آ کر مباہلہ کرلو۔ اگر تاریخ مقررہ پر نہ آئے تو پھر کاذب ٹھہرو گے۔ مگر بحالیکہ ان کی رسیدیں بھی آگئیں اور کافی مہلت بھی دی گئی۔ لیکن وہ نہ آئے۔ رسیدیں موجود ہیں۔ ایسا ہی لودھیانہ میں بھی رجسٹری شدہ خط بھیجے گئے تھے اور دہلی اور پٹیالہ میں بھی۔

غلام احمد عفی عنہ

۱۹؍ اگست ۱۸۹۳ء

☆……☆……☆

۷۲۔ بہتر واں نشان۔ بعض سخت مخالف جنہوں نے مباہلہ کے طور پر **لعنت اللّٰہ علی الکاذبین** کہا تھا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کر مرے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا۔ اور بعض دیوانہ ہو کر مر گئے جیسا کہ مولوی شاہ دین لدھیانوی اور مولوی عبد العزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبد اللہ لودھانوی جو اوّل درجہ کے مخالف تھے تینوں فوت ہو گئے۔ ایسا ہی عبد الرحمٰن محی الدین لکھو کے والے اپنے اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا عذاب نازل ہوگا فوت ہو گئے۔ ﴿۲۲۸﴾

۷۳۔ تہتر واں نشان۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب میں دعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اُس کو ہلاک کرے پھر اس دعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ کس قدر مخالف مولویوں کے لئے نشان تھا اگر وہ سمجھتے۔

۷۴۔ چوہتر واں نشان۔ ایسا ہی مولوی محمد حسن بھیں والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ میں نے مفصل اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے۔

۷۵۔ پچھتر واں نشان۔ میں نے اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے صفحہ ۳۸ تک یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رمضان میں جو خسوف کسوف ہوا یہ آنے والے عذاب کا ایک مقدمہ ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ اب تک تین لاکھ کے قریب لوگ مر گئے۔

۷۶۔ چھہتر واں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے **القیت علیک محبّةً منّی ولتصنع علٰی عینی** یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا۔ اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا۔ یہ اُس وقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پھر ایک مدت کے بعد یہ الہام پورا ہوا اور ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اُس نے میری محبت بھر دی بعض نے میرے لئے جان دے دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دُکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے

مراد دونوں قسم کے دلائل ہیں جو آپ کو دیئے جائیں گے یعنی ایک عقل اور نقل کے دلائل
دوسرے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں کے دلائل۔ سو اِن دونوں طریق سے دنیا پر حجت
پوری ہوگی اور مخالف لوگ ان دلائل کے سامنے انجام کار ساکت ہو جائیں گے گویا مر
جائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو میں اُمیدوار تھا کہ ایسا کوئی انسان
پیدا ہوگا یہ الفاظ ہیں جو اُن کے مُنہ سے نکلے۔ و لعنة الله علی الکاذبین۔

جب وہ زندہ تھے ایک دفعہ مقام خیردی میں اور دوسری دفعہ مقام امرتسر میں اُن
سے میری ملاقات ہوئی میں نے اُنہیں کہا کہ آپ ملہم ہیں ہمارا ایک مدعا ہے اِس کے
لئے آپ دُعا کرو مگر میں آپ کو نہیں بتلاؤں گا کہ کیا مدعا ہے۔ انہوں نے کہا کہ در پوشیدہ
داشتن برکت است و من انشاءاللہ دعا خواہم کرد و الہام امر اختیاری نیست۔ اور میرا مدعا
یہ تھا کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام روز بروز تنزل میں ہے خدا اُس کا مددگار ہو۔ بعد
اس کے میں قادیان میں چلا آیا تھوڑے دنوں کے بعد بذریعہ ڈاک اُن کا خط مجھے ملا جس ﴿۲۴۰﴾
میں یہ لکھا تھا کہ ''ایں عاجز برائے شما دعا کردہ بود القاشد۔ وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ
الْکَافِرِیْنَ. فقیر را کم اتفاق مے افتد کہ بدیں جلدی القاشود ایں از اخلاص شما مے بینم۔''

غرض عبدالحق کے بہت اصرار کے بعد میں نے اُس کی طرف لکھا کہ میں کسی مسلمان
کلمہ گو سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا اُس نے جواب میں لکھا کہ جب ہم نے تم پر کفر کا فتویٰ
دے دیا تو اب تمہارے نزدیک ہم کافر ہو گئے تو پھر مباہلہ میں کیا مضائقہ۔ غرض اس کے
سخت اصرار کے بعد میں مباہلہ کے لئے امرتسر میں آیا اور چونکہ مجھے مولوی عبداللہ
صاحب مرحوم سے دِلی محبت تھی اور میں اُن کو اپنے اس منصب کے لئے بطور ارہاص کے
سمجھتا تھا جیسا کہ یحییٰ عیسیٰ کے پہلے ظاہر ہوا اس لئے میرے دل نے عبدالحق کے
لئے کسی بددُعا کو پسند نہیں کیا بلکہ میری نظر میں وہ قابل رحم تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کس
کو بُرا کہتا ہے۔ وہ اپنے خیال میں اسلام کے لئے ایک غیرت دکھلاتا تھا اور نہیں جانتا تھا
کہ اسلام کی تائید میں خدا کا کیا ارادہ ہے۔

بہرحال مباہلہ میں جو اُس نے چاہا کہا مگر میری دعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا اور میں
جنابِ الٰہی میں یہی التجا کر رہا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور
اگر میں صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے اِس بات کو گیارہ برس گذر گئے جب یہ
مباہلہ ہوا تھا بعد اس کے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی میں اس مختصر رسالہ میں اُس کو
بیان نہیں کر سکتا یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند
آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری بیعت کر چکے
ہیں اور مالی مشکلات اس قدر تھے کہ بیس روپیہ ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا
اور اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے۔ اور خدا
نے اس کے بعد بڑے بڑے قوی نشان دکھلائے جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا۔ جیسا کہ
ان نشانوں کے دیکھنے سے جو محض بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے ہیں ظاہر ہوگا کہ خدا نے کیسی
کیسی میری مدد کی۔ ایسے ہی ہزار ہا نشان نصرت الٰہی کے ظاہر ہو چکے ہیں جو صرف اُن میں ﴿۲۴۱﴾
سے اس قدر بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے اگر کسی شخص میں حیا اور انصاف ہو تو اُس کے لئے یہ
نشان میری تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

اور یہ حجت اُٹھانا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا اور یہ کہ عیسائیوں نے بہت
گالیاں دیں اور بہت شوخی کی تو سمجھنا چاہئے کہ کیا عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
گالیاں نہیں دیتے ٹھٹھا نہیں کرتے اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں
ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں اب تک لکھی نہیں چکے اور ہنسی ٹھٹھے کو انتہا تک نہیں پہنچا دیا تو
کیا ان بدقسمت لوگوں کی ان حرکات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشتبہ ہو
گئی یا آپ کی اِس سے کچھ رُسوائی ہوئی؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ
مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ[1] یعنی کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے
جاہل آدمیوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ کیا ٹھٹھا کرنے میں وہ حق بجانب تھے۔
یا محض شیطنت اور شرارت تھی۔ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ آتھم پیشگوئی کے مطابق چند روز

[1] یٰس: ۳۱

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری ۱۹۰۶ء تا مئی ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

اور عقدِ ہمّت نہ ہو تو یہ نمازیں نری جنتر منتر ہیں۔ اب وقت ہے کہ گداز گداز ہو ہو جائیں اور رات دن دُعاؤں میں مصروف رہیں۔ مَیں فکروں میں ہلاک ہو رہا ہوں۔ مگر دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ہنوز یہ رُوح پیدا نہیں ہوئی۔ میں ان روکھی سوکھی نمازوں کا ہرگز قائل نہیں جو رسم و عادت کے پیرایہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ کن لوگوں نے گذشتہ نشانوں کی قدر دانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی۔ وہ اُن ہی کو آئندہ بھی مستفید ہونے کی توفیق بخشے گا۔[1]

۲؍ اکتوبر ۱۹۰۷ء

(بوقتِ سیر)

جھوٹا مباہلہ کرنیوالا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے

ہماری جماعت کے ایک شخص نے کسی غیر احمدی کا سوال پیش کیا کہ آپ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ دُرست نہیں کیونکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوت ہوا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا:۔

یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے۔ ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ پیش کرو وہ کونسی کتاب ہے جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا ہوا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے تو مباہلہ کیا ہی نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا تھا کہ اگر تو میرے بعد زندہ بھی رہا تو ہلاک کیا جائے گا سو ویسا ہی ظہور میں آیا۔ مسیلمہ کذاب تھوڑے ہی عرصہ بعد قتل کیا گیا اور پیشگوئی پوری ہوئی۔

یہ بات کہ سچا جھوٹے[2] کی زندگی میں مرجاتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے؟ بلکہ ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے تھے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے

---

[1] بدر جلد ۶ نمبر ۳۹ صفحہ ۸ مورخہ ۲۶؍ ستمبر ۱۹۰۷ء

[2] کاتب کی غلطی ہے۔ دراصل یہ فقرہ یوں ہونا چاہیئے۔ "یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے یہ بالکل غلط ہے" چنانچہ سیاق و سباق میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (مرتب)
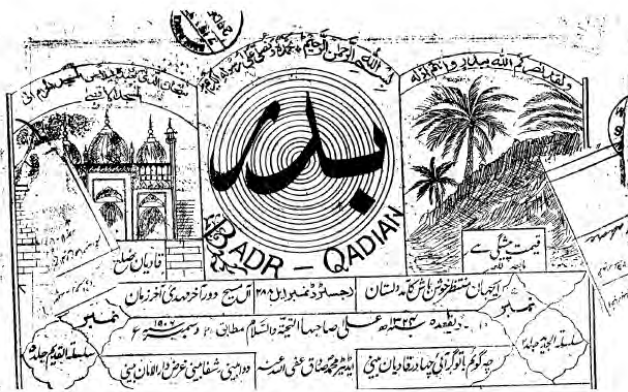
مرزا قادیانی کی کذب بیانیاں

دوستو! آپ کے سامنے قادیان سے نکلنے والے مرزائی اخبار "بدر" کا ایک صفحہ ہے جو مورخہ 27 دسمبر 1906 کو شائع ہوا، اس میں مرزا قادیانی کا یہ بیان لکھا ہے :

"جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلے میں آئے خدا تعالی نے سب کو ہلاک کیا، انہوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ موت مانگی"

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں صرف ایک آدمی کے ساتھ مباہلہ کیا جن کا نام تھا "میاں عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ"، اسکے علاوہ مرزا نے کسی کے ساتھ کوئی مباہلہ نہ کیا، اور میاں عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلے کے بعد خود مرزا انکی زندگی میں بمرض ہیضہ ہلاک ہوگیا اور میاں صاحب اسکے کئی سال بعد تک زندہ رہے .. پھر نہ جانے مرزا جی کس منہ سے یہ کہتے رہے کہ "جتنے بھی مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلے میں آئے خدا نے سب کو ہلاک کیا" ???

یاد رہے خود مرزا نے کہا تھا "مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے" (ملفوظات: جلد 5 ص 327 نیا ایڈیشن)

(سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴ کالم ۳)

تو تاجر لوگ نرخ بڑھا دیتے ہیں اس وقت کیوں دوکانیں بند نہیں کر دیتے۔

مرض سل کا علاج

ایک دوست کا ذکر تھا کہ وہ امراض سل و دق میں مبتلا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا تھا کہ وہ امراض سینہ میں گرفتار تھا ڈاکٹر نے اس کو مشورہ دیا کہ سمندر کے کنارے کچھ مدت رہے ایسا کرنے سے وہ بالکل تندرست ہوگیا اور اب تک زندہ ہے۔

مخالفت کیوں نہیں بند

سیالکوٹ کا ذکر تھا کہ اب مخالفوں کا پندار زور نہیں رہا حضرت نے فرمایا جب کسی کی مخالفت شروع ہوتی ہے تو ایک فریق ضرور تھک کر رہ جاتا ہے۔ مدعی اگر کاذب ہو تو وہ لوگوں کی مخالفت سے تنگ آکر تھک جاتا ہے اور اپنا کام چھوڑ دیتا ہے اور اگر وہ صادق ہو تو اس کے مخالف اپنی مخالفت میں بالآخر تھک کر رہ جاتے ہیں۔ یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا اور یہی حال تمام انبیاء کے زمانہ میں ہوتا رہا۔ صادق ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے لیکن مخالفوں کے درمیان جہاں تعصب اور بے وقوفی دونوں باتیں مل جاتی ہیں وہاں بہت ہی بہرا اثر ہوتا ہے۔

مباہلہ کرنیوالے

فرمایا جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلہ میں آئے۔ خدا تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا انہوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ موت مانگی۔ مخالفوں کو چاہیئے کہ اس بات پر غور کریں کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ کہ جو شخص مقابلہ میں آتا ہے وہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں تو پھر کیا سبب ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے مقابلین کو نیست کر دیتا ہے اور اس کو دن بدن سرسبزی ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے مخالفوں میں بہت سے لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو کہ سچے دل سے ہمارے برخلاف دعائیں مانگتے رہے اور ہم کو اسلام کا دشمن جان کر ناکیں رگڑتے رہے لیکن کیا خدا تعالیٰ اسلام کا بھی دشمن تھا۔ کہ اس نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جو کہ سچے مسلمان تھے اور ان کے بالمقابل جس کو وہ اسلام کا دشمن اور دجال یقین کرتے تھے اس کو خدا تعالیٰ نے زندہ رکھا اور اس کے سلسلہ کو روز بروز ترقی دی۔

۲۵ دسمبر ۱۹۰۶ء کی صبح کو سیر میں ایک شخص نے چند ایک سوالات پیش کئے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ جبکہ خدا تعالیٰ ازل سے خالق ہے اور ابد تک ہے اور روح بھی ہمیشہ سے اس کی خلق میں شامل ہیں اور ہمیشہ چلے جائیں گے تو پھر آریوں کے اعتقاد کے مطابق روح بھی ازلی اور ابدی ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ بات درست نہیں اس سوال میں مغالطہ دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے۔ مگر اس کے تمام صفات کو دیکھنا چاہیئے۔ وہ محی ہے اور ممیت بھی ہے۔ اثبات بھی کرتا ہے۔ تو محو بھی کرتا ہے۔ پیدا بھی کرتا ہے۔ فنا بھی کرتا ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے۔ کہ روح کو فنا نہیں۔ اور کہ یہی روح ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ وہ جب تک کسی کو چاہے رکھے۔ ہر ایک چیز فنا ہو جانے والی ہے۔ باقی رہنے والی ذات صرف خدا کی ہی ہے۔ روح میں جبکہ ترقی بھی ہوتی ہے۔ اور تنزل بھی ہوتا ہے۔ تو پھر اس کو ہمیشہ کے واسطے قیام کس طرح ہو سکتا ہے۔ جب تک روح کا قیام ہے وہ امر الٰہی کے قیام کے نیچے ہے۔ خدا کے امر کے ماتحت ہی کسی کا قیام ہو سکتا ہے اور وہی فنا بھی کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ خالق بھی ہے اور ہمیشہ خلق کو مٹاتا بھی ہے۔ مسلمان قدامت کا قائل ہے۔ مگر قدامت نوعی کا نہ کہ قدامت شخصی کا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ پہلے کیا چیزیں تھیں اور کیا نہ تھیں۔ اگر اس کے برخلاف قدامت شخصی کا عقیدہ رکھا جاوے۔ تو وہ دہریت میں داخل ہونا ہوتا ہے

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور

اور تو زندہ رہے، خود ہی مر گیا

اس سے بیماروں کا ہو گا کیا علاج؟

کالرا سے خود مسیحا مر گیا

﴿۳۵۱﴾

حـاربـتُ کـلّ مُـکـذّبٍ وبـآخـرٍ	للـحـرب دائرۃٌ علیک فتعلم
میں نے ہر ایک مکذّب سے لڑائی کی ہے	اب آخری نوبت میں لڑائی کے چکر میں تو آ گیا پس عنقریب جان لے گا
لـی فیک مـن ربٍّ قـدیـرٍ ایۃٌ	ان کـنـت لا تـدری فـانـا نـعلم
تجھ میں میرے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے	اگر تو نہیں جانتا تو ہم جانتے ہیں
قـد قلتَ دجّـالٌ و قـلـتَ قد افتریٰ	تھذی و فـی صف الـوغٰـی تتجشّم
تو نے کہا کہ یہ شخص دجّال ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے	تو بکواس کر رہا ہے اور لڑائی میں تکلیف کر رہا ہے
والـحـکـم حـکـم اللّٰہ یا عبد الھویٰ	یُـبْـدیک یـومًـا مـا تسر و تـکـتـم
اور حکم خدا کا حکم ہے اے حرص کے بندے	ایک دن وہ تجھے جتلا دے گا جو کچھ تو پوشیدہ کرتا ہے
الـحـق درع عـاصـم فیصـوننی	فـاحـذر فـانـی فـارس مُسْتَلْـحِـمُ
حق ایک سچائی والی درع ہے جو مجھے بچائے گی	پس خوف کر کہ میں ایک سوار پیچھا کرنے والا ہوں

۱۵۸۔ نشان۔ واضح ہو کہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت کے بعد جو کچھ کابل میں ظہور میں آیا وہ بھی میرے لئے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے کیونکہ مظلوم شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اس لئے خدا کے قہر نے کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اِس مظلوم شہید کے قتل کئے جانے کے بعد سخت ہیضہ کابل میں پھوٹا اور وہ لوگ جو مشورۂ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر ہیضہ کے شکار ہو گئے اور خود امیر کابل کے گھروں میں بعض موتوں سے ماتم برپا ہو گیا اور کئی ہزار انسان جو اِس قتل سے خوش تھے شکار مرگ ہو گئے اور وبائے ہیضہ کا ایسا سخت طوفان آیا کہ کہتے ہیں کہ کابل میں ایسا ہیضہ گذشتہ زمانوں میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اور الہام **اِنّی مھینٌ من اراد اھانتک** اِس جگہ بھی پورا ہوا۔

بنگر کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را　　چندان امان نہ داد کہ شب را سحر کند

۱۵۹۔ نشان۔ میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ اٹھاون[۵۸] میں ایک یہ پیشگوئی تھی جو

حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب کی سوانح حیات و سیرۃ کا سلسلہ

(نمبر اوّل)

نامِ نیکِ رفتگان ضائع مکن ٭ تا بماند نامِ نیکت برقرار

حیاتِ ناصرؒ

یعنی

حضرت میر ناصر نواب صاحب نبیرہ حضرت خواجہ میر درد رضی اللہ عنہما کے سوانح حیات و سیرۃ

جسکو

حضرت والد صاحب قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم و تادیب النساء نے مرتب کیا

اور

ابوالخیر محمود احمد (مجاہد مصری) ناظم انوار احمدیہ بک ڈپو نے انقلاب سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر تراب منزل دارالامان قادیان سے شائع کیا۔

دسمبر ۱۹۲۷ء

بار اوّل — تعداد جلد ۵۰۰ — قیمت مجلد علاوہ محصول ۱۰ / ۱

بچشم خود دیکھے۔ بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر بھی اس کا اثر ہوا۔ زلزلہ کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمٰعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے۔ زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرا نہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل وہ ڈاکٹر ہوگا۔ محمد اسحاق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا۔ اور آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ کہ یہ مر نہیں سکتا۔

دہلی میں علالت اور حضرت کی دعا سے صحت

ایک دفعہ تین چار گھنٹے میں بخار بھی جاتا رہا اور گلٹیاں بھی دور ہوگئیں مجھے ایک دفعہ سخت گردہ کا درد ہوا۔ میں نے جب آپ کو بلایا تو دیکھ کر فوراً واپس ہو گئے۔ تنہائی میں جاکر دعا شروع کر دی۔ جس کا اثر فوراً ہوا۔ اور یہ عاجز اچھا ہو گیا۔ ایک دفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دلی گئے۔ وہاں میں سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمٰعیل میرا بیٹا سخت پریشان ہو گئے۔ حضرت صاحب نے مولوی حکیم نور الدین صاحب کو تار دیا۔ کہ فوراً چلے آؤ۔ وہ فوراً دلی چلے گئے۔ اللہ تعالے نے مجھے شفا عطا فرما دی۔ اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ ابتداء

حضرت اقدس کی خدمت

میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے۔ تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔ اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے۔ تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے۔ جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا۔ تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا۔ اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؁

اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی۔ اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی۔ کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جاکر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا۔ اور آپ کا حال دیکھا۔ تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے